مختصر سوانح حیات۔ فارسی کلام اور اُردو ترجمہ
غوثِ اعظم
مترجم
سیّد امیر محمد شاہ قادری
اِدارۂ اسلامیات
۴۲۷ مٹیا محل ○ دہلی ۶

page
poem no

~~65/4~~ — 66/4

۱. از شور شعلهٔ عشق دوست — سوخته شد ظاهر اسلام ما

۲. خواری خلقان جهان می‌کشیم — تا به کرم حق کند اسلام ما

67/5

۳. در بتکده با این بتان با آنکه هستم همعنان
نور خدا بینم عیان حیران او یم روز و شب —

70/6

۴. کی حساب آن گدا گردست شان ++ کو خورد در مطبخ شاه نان و آب

74/9.

۵. مسجودیت مرا کافر مگو دیوانه ام ↔ سجده می کردم ندانستم که کدا است یا الله

دیوان

غوثِ اعظمؒ

(مختصر سوانح حیات اور فارسی کلام مع اردو ترجمہ)

شیخ عبد القادر جیلانیؒ

(1077 - 1166)

اردو ترجمہ

سید امیر محمد شاہ قادری نقوی البخاری

ادارۂ اسلامیات

۴۳۷ مٹیا محل دہلی۔۶

ناچیز اپنی حقیر کوشش کو اپنے والد گرامی استاذ العلماء پیر طریقت رہبر شریعت حضرت سید پیر محمد امین شاہ صاحب نقوی البخاری چشتی کی خدمت اقدس میں بصد احترام پیش کرتا ہے جن کے علمی اور روحانی تعاون سے بندہ کچھ لکھنے کے قابل ہوا۔

سید امیر محمد شاہ قادری نقوی البخاری

نام کتاب : دیوانِ غوثِ اعظم

(سوانح مع فارسی کلام و اردو ترجمہ)

مترجم : سید امیر محمد شاہ قادری

سن اشاعت : ۱۹۹۹ء

قیمت : 45/=

مطبوعہ : جے۔ آر۔ آفسیٹ پرنٹرز نئی دہلی۔ ۲

ناشر : ادارہ اسلامیات، ۴۳۷ مٹیا محل دہلی۔ ۶

DEEWAN-E-GAUS-E-AAZAM

S.AMEER MOHD. SHAH QADRI

PRICE : 45/= YEAR : 1999

IDARA ISLAMIYAT

437, MATIA MAHAL DELHI - 110006

PH: 3265480 FAX : (011) 3257189

Printed at: J.R. Offset Printers New Delhi-110002

E.Mail aakif@del3.vsnl.net.in

ہے روحانی کتاب کے مطالعہ سے روشن ضمیری انسان کا مقدر بن سکتی ہے، بیشک عقل و خرد سے طرح طرح کے علوم و فنون میں دسترس و مہارت حاصل کی جا سکتی ہے مگر حقیقی معرفت و بصیرت اپنے اسلاف کی کتابیں پڑھنے سے میسر آتی ہے۔ اُمید ہے معارفِ غوثِ اعظم اس مقصد کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہو گی۔

ادارتی پیشکش

ادارہ عنقریب دیوانِ غوثِ اعظمؓ کا انگریزی ترجمہ بھی منظرِ عام پر لا رہا ہے تاکہ انگریزی داں حضرات بھی سیدنا غوثِ اعظم کے مُبارک ارشادات سے استفادہ کر سکیں۔

مترجم

سیّد امیر محمّد شاہ قادری

اظہارِ سخن

ترجمہ شدہ کتاب کا نام معارف غوثِ اعظمؒ بنا بریں تجویز کیا گیا ہے کہ اصل کتاب دیوانِ غوثِ اعظمؒ چونکہ فارسی زبان میں ہے اور عصری تقاضوں کے مطابق ایران و عراق اور افغانستان کے علاوہ باقی ممالک میں فارسی مروج نہیں ہے اُردو زبان ایک لشکری زبان ہے جسے عامیانہ اظہارِ خیال کے لئے تقریباً دنیا کے تمام ممالک میں قابلِ قبول سمجھا جاتا ہے لہٰذا دیوان غوثِ اعظمؒ کو اُردو ترجمہ میں منتقل کر دیا گیا تاکہ قارئین ایک فارسی کلام کو آسانی سے سمجھ سکیں اور معلوم کر سکیں کہ سیدنا غوثِ اعظمؒ کے ارشادات سے کس طرح رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں صرف ترجمہ پہ اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ہر قطعہ کے جملہ اشعار کا خلاصہ ذکر کر دیا گیا ہے تاکہ ہر ایک قاری کلام کے مقصد کو پا سکے۔

بادشاہوں کی بات، باتوں کی بادشاہ ہوا کرتی ہے، کے پیشِ نظر ضروری سمجھا جاتا ہے کہ ہر مصنف کی تصنیف کی ورق گردانی سے قبل اس کی شخصیت کے بارے میں اچھی طرح جان پہچان حاصل کی جائے۔ اس لئے ترجمہ کے ساتھ سیدنا غوثِ اعظمؒ کی مختصر سوانح حیات کا الحاق کر دیا گیا اور سوانح میں کتابی سند کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ کتاب تنہائی کا ایک بہترین ساتھی ہوا کرتی ہے اب آپ پہ انحصار ہے کہ آپ اپنی ذوقِ طبع کا رُخ کس کتاب کے مطالعہ کی طرف کرتے ہیں لہٰذا اپنے ساتھیوں ہی سے پہچانا جاتا

فہرست مضامین

اعتذار

حمد و صلوٰۃ کے بعد بندہ ناچیز نے معارف سیدنا غوثِ اعظمؒ ترجمہ و تشریح دیوانِ غوثِ اعظمؒ پر معمولی سی کاوش کی ہے بندہ اپنی اس تحریر کو میدان ترجمہ و تشریح میں حرفِ آخر سمجھتا ہے اور نہ ہی یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ میرا یہ ترجمہ دیوانِ غوثِ اعظم کا حق ادا کر رہا ہے جولانگاہِ علوم و معارف میں ہر علم والے سے کسی بڑے علم والے کا ہونا ایک حقیقت مسلمہ اور واقعی امر ہے۔ اور ویسے بھی ہر انسان عقلِ کل نہیں ہوا کرتا بلکہ غلطی اور بھول جانا انسان کا لازمہ ہے۔ مصنفین، شارحین، مترجمین اور اہلِ علم حضرات سے بندہ توقع کرتا ہے کہ معنوی، ترکیبی اور ادبی اغلاط محسوس کرنے پر فراخدلی سے اصلاح فرمائیں گے اور میدانِ تحریر میں ایک نووارد طالب علم کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے بارگہہ ربِ کبریا سے التجا ہے کہ میری اس حقیر سعی کو قبول کر کے مقبولِ عام فرمائے۔ آمین۔

نیاز مند

سید امیر محمد قادری

فاضل عربی و فاضل علوم اسلامیہ

کریم پارک بلاک ۴ لاہور۔

سید امیر محمد شاہ قادری النقوی البخاری

خاندان

آپ کا خاندان اولیاء اللہ کا گھرانہ تھا۔ آپ کے نانا جان (عبداللہ صومعی) داداجان (سید عبداللہ) والد مشفق (ابوصالح) والدہ محترمہ (امۃ الجبار) پھوپھی جان (سیدہ عائشہ) بھائی اور صاحبزادگان سب صاحب کرامات اولیاء اللہ تھے۔

غوث اعظم کی شب ولادت حضور علیہ السلام و دیگر انبیا کی بشارت و تاثرات

غوث پاکؒ کے والد گرامی سید موسیٰ جنگی دوست نے حضور غوث اعظم کی پیدائش کی رات مشاہدہ کیا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم، مع صحابہ کرام، ائمہ ہدایت اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم ان کے گھر جلوہ افروز ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے ابوصالح اللہ جل شانہ، نے تمہیں ایسا فرزند عطا کیا ہے جو ولی ہے۔ وہ میرا بیٹا ہے اور میرا اور ذات حق کا محبوب ہے۔ عنقریب ولیوں اور قطبوں میں وہ شان پائے گا جو شان مجھے نبیوں رسولوں میں حاصل ہے۔ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ جملہ انبیائے کرام علیہ السلام نے بھی یہ بشارت دی کہ تمام اولیاء اللہ تمہارے فرزند کے مطیع ہوں گے اور ان کا قدم ان کی گردنوں پر ہوگا۔

جس کی منبر بنیں گردنیں اولیاء

اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

جس رات حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا تولد ہوا اس رات جیلان

اسم شریف :- عبدالقادر (رضی اللہ عنہ)

کنیت :- ابومحمد (رضی اللہ عنہ)

القاب :- محی الدین، محبوب سبحانی، غوث الثقلین، غوث اعظم وغیرہ

ولادت مبارکہ :- ۴۷۰ھ کو قصبہ جیلان نزد بغداد شریف - 1077 A.D.

سن وصال :- ۵۶۱ھ 1166 A.D.

حسب ونسب :- حضور غوث اعظم پدر بزرگوار کی طرف سے حسنی سید ہیں۔
سلسلہ اس طرح ہے۔ سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن سید ابوصالح موسیٰ
جنگی دوست بن سید عبداللہ بن سید یحییٰ بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی
بن سید عبداللہ بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سید امام
حسن مثنیٰ بن سید امام حسن بن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم

والدہ ماجدہ کی نسبت سے آپ حسینی سید ہیں، سلسلہ یوں ہے۔
سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن امۃ الجبار بنت سید عبداللہ صومعی بن سید
ابوجمال الدین بن محمد جواد بن امام سید علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر
صادق بن امام باقر بن امام زین العابدین بن امام ابوعبداللہ حسین بن
امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم

حضرت غوث پاکؒ کو اپنی ولایت کا علم بچپن ہی سے تھا

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارہ ۱۲ برس کا تھا کہ اپنے شہر میں حصول تعلیم کے لئے مدرسہ جایا کرتا تھا اور اپنے ارد گرد فرشتوں کو چلتے دیکھا کرتا تھا اور جب مدرسہ پہنچتا تو میں انہیں یہ کہتا ہوا سنتا کہ ہٹ جاؤ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو۔

(قلائد الجواہر، تحفہ قادریہ، بہجۃ الاسرار، سفینۃ الاولیاء، اخبار الاخیار)

بچپن کی نیند اور کھیل

حضرت غوث پاک فرماتے ہیں کہ جب میں بچپن میں اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو میں کسی کہنے والے کی آواز سنتا جو مجھے کہتا اے خوش بخت تم میرے پاس آجاؤ تو میں فوراً والدہ محترمہ کی گود میں چلا جاتا آپ فرماتے ہیں کہ جب ابتدائے جوانی میں مجھ پر نیند غالب آتی تو میرے کانوں میں یہ آواز آتی اے عبد القادر ہم نے تجھ کو خواب غفلت میں سونے کے لئے پیدا نہیں کیا۔

(قلائد الجواہر، سفینۃ الاولیاء)

علم دین کے حصول کیلئے اشارہ اور غوث اعظم کا وراثت میں انصاف

شیخ محمد بن قائد الاوانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:۔

شریف کی تمام عورتوں کو اللہ نے لڑکے ہی عطا کئے اور اسی رات میں پیدا ہونے والا ہر بچہ ولی کامل بنا۔

غوث اعظم امام التُّقیٰ والنُّقیٰ
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان شہنشاہ دوسرا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان تھا۔ آپ رمضان شریف میں پیدا ہوئے اوّل سے آخر تک پورا رمضان عالم شیر خوارگی میں روزہ سے بسر کیا۔

(اقتباس) اخبار الاخیار، قلائد الجواہر، نفحات الانس، طبقات الکبریٰ وغیرہ

اولیائے اُمت نے غوثِ اعظم کی پیدائش سے پہلے ان کی ولادت کا چرچا کیا

آپ کی ولادت سے سینکڑوں برس پہلے مشائخ عظام نے آپ کی شان و شوکت مقام جلالت و بزرگی کی خبریں دیں۔ چند ایک کے اسماء گرامی اس طرح ہیں امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ، حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو احمد عبد اللہ جونی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محمد شبنکی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مسلم بن نعمہ سردجی رحمۃ اللہ علیہ۔

(قلائد الجواہر حلبی)

قدم سے جب بغداد شریف کو شرف بخشا تو بغداد شریف کے جملہ آثارِ سعادتمندی نمایاں ہوئے۔ ان کے وہاں قدم پہنچتے ہی رحمت کی گھٹائیں چھائیں، بارانِ رحمت کے بادل جی بھر کے برسے جس سے اس سرزمین کی رشد و ہدایت کی روشنی میں دوگنا اضافہ ہوا۔ اس بات کا کسی صاحب نے ذکر نے شاہدہ کیا اور نقل کیا۔

(قلائد الجواہر۔ بہجۃ الاسرار)

عِلمِ دین

(۱) علمِ دین حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر صرف ضروری ہی نہیں بلکہ روحانی بیماریوں کے لئے شفائے اکسیر کا کام بھی دیتا ہے۔

(۲) علمِ دین پرہیزگاری کا مینارِ نور ہے اور تقویٰ کی حجت اور واضح دلیل ہے۔

(۳) صالح اور پاک باطن لوگوں کا مایۂ فخر اور سند ہے۔

(۴) علمِ دین یقین کے تمام طریقوں میں سب سے اعلیٰ و ارفع ہے

تو

آپ نے علمِ دین کے حصول کے لئے بڑی جدّوجہد کی اور دور و نزدیک کے علمائے اکرام، مشائخ عظام اور محققین، فقہاء سے بڑی محنت سے حاصل کیا۔

(قلائد الجواہر حلبی مطبوعہ مصر)

غوثِ اعظم جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا کہ حج کے دن ایامِ بچپن میں مجھے ایک مرتبہ جنگل کی طرف جانے کا اتفاق ہوا ایک بیل میرے آگے چل رہا تھا اچانک اس بیل نے مڑ کر مجھے کہا کہ عبد القادر تمہیں ایسے کاموں کے لئے پیدا نہیں کیا گیا میں گھبرا کر گھر لوٹا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا تو میں نے عرفات کے میدان میں لوگوں کو کھڑے ہوئے دیکھا بعد ازیں میں نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف فرمادیں اور بغداد جانے کی اجازت دے دیں تاکہ علمِ دین حاصل کروں اور صالحین کی زیارت کروں۔ والدہ نے سفر پر جانے کا سبب دریافت کیا اور میں نے بیل والا واقعہ عرض کیا تو والدہ کی آنکھیں پُرنم ہوگئیں اور میرے والد کی وراثت کے اسّی دینار میرے سامنے رکھ دیئے میں نے ان میں سے چالیس دینار لے لئے اور دوسرے چالیس دینار اپنے بھائی سید ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ کے لئے چھوڑ دیئے والدہ نے مجھے راست گوئی اور سچائی کی ہر حال میں تاکید فرمانے کے ساتھ ساتھ چالیس دینار میری گدڑی میں سی دیئے اور بغداد جانے کی اجازت دے دی اور جیلان کے باہر تک مجھے الوداع کہنے کے لئے تشریف لائیں اور فرمایا اے لختِ جگر میں تجھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنے پاس سے جدا کرتی ہوں اور اب مجھے تمہارا منہ قیامت ہی کو دیکھنا نصیب ہوگا۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر ۔ نفحات الانس فارسی)

بغداد میں بارانِ رحمت

علی بن یوسف شطنوفی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ غوثِ اعظم نے اپنے

تصوّف

آپ نے علم تصوف شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب الہمدانی رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل فرمایا۔

(قلائد الجواہر جلبی)

آپ کا علمی مقام

عبدالوہاب شعرانی، علامہ محمد بن یحییٰ جلبی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم تحریر فرماتے ہیں کہ غوث الاغواث رضی اللہ عنہ "تیرہ" علوم میں تقریر ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ علامہ شعرانی رحمہ فرماتے ہیں کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مدرسۂ فیض میں لوگ آپ سے تفسیر، حدیث، فقہ علم کلام پڑھتے تھے۔ دوپہر سے پہلے اور بعد دونوں وقت تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، اصول اور نحو لوگوں کو پڑھاتے تھے اور ظہر کے بعد طریقِ تجوید وس قرأت میں قرآنِ مجید پڑھایا کرتے تھے۔

(طبقات الکبریٰ، قلائد الجواہر)

آپ کی علمی آزمائش کرنے والے فقہا حیرت زدہ ہوگئے

حضرت غوث الاعظم کے علم و عرفان کی شہرت جب دور دراز شہروں اور ملکوں میں ہوئی تو بغداد شریف کے ایک سو بڑے بڑے فقہا آپ کے

غوثِ پاک کے فقہی اساتذہ کرام

قرآن پاک تو آپ نے پہلے ہی حفظ کر لیا تھا بعد ازاں آپ نے علم فقہ عرصہ دراز تک بہت بڑے فقہا. مثلاً ابو الوفا علی بن عقیل الحنبلی، ابو الخطاب محفوظ الکلوزنی الحنبلی، ابو الحسن محمد بن قاضی ابو لعلی محمد بن الحسین بن محمد القرا الحنبلی اور قاضی ابو سعید سے حاصل کیا رحمہم اللہ علیہم

علم حدیث کے اساتذہ

علم حدیث شریف بھی بڑے بڑے محدثین، محمد بن الحسن الباقلانی ابو سعید محمد بن عبد الکریم بن حشیش، ابو القاسم محمد بن علی بن میمون الفرسی ابو بکر احمد بن المظفر، ابو جعفر بن احمد بن الحسین القاری، السراج، ابو القاسم علی بن احمد بنان الکرخی، ابو طالب عبد القادر بن محمد بن یوسف: عبد الرحمٰن بن احمد، ابو البرکات ہبۃ اللہ ابن المبارک ابو الخیر محمد بن المختار، ابو نصر محمد ابو غارب احمد، ابو عبد اللہ یحییٰ۔ ابو الحسن بن المبارک بن الطیوری۔ ابو منصور عبد الرحمان القزاز: ابو البرکات طلحۃ العاقولی وغیرہم علیہم الرحمۃ سے حاصل کیا۔

علم وادب

علم ادب آپ نے ابو ذکریا یحییٰ بن علی التبریزی سے حاصل فرمایا۔

آپ کی ذات سراپا علوم وفنون تھی

قاضی القضاۃ ابو عبداللہ محمد بن الشیخ العلماء ابراہیم عبد الواحد المقدسی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ان کے شیخ الشیخ موفق الدین نے بیان فرمایا کہ جب حضرت غوث الثقلین مجمع البحرین رضی اللہ عنہ، ۵۶۱ھ میں بغداد شریف تشریف لے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ علم وعمل حال اور استفتاء کی ریاست کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ جب طلباء آپ کی خدمت میں پڑھنے کے لئے حاضر ہوتے تو پھر ان کو کسی دوسرے استاذ کی قطعاً کوئی ضرورت نہ رہ جاتی کیونکہ آپ منبع علوم وفنون تھے آپ کثیر طلباء کو پڑھایا کرتے تھے۔

(قلائد الجواہر)

القابات

آپ کے علمی ، اخلاقی اور روحانی اوصاف وخصائل پر علماء امت نے آپ کو بڑے بڑے القابات سے یاد کیا ہے جو درج ذیل ہیں :-

ذو البیانین ، کریم الجدین والطرفین ، صاحب البرہانین والسلطانین ، ذوالسراجین والمنہاجین ، غوث اعظم وغیرہا۔

فتاویٰ مبارکہ

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، کے صاحبزادہ سیدی عبدالوہاب علیہ رحمت نے

علم کا امتحان لینے کی غرض سے حاضر ہوئے ہر ایک فقیہہ پیچیدہ مسائل لے کر حاضر ہوا تھا جب تمام فقہا بیٹھ گئے تو آپ نے اپنی گردن جھکا لی اور آپ کے سینہ مبارک سے نور کی شعاعیں نکلیں اور اُن فقہا کے دلوں پر پڑیں جن سے ان کے دلوں میں جو جو سوالات تھے وہ سب صلب ہو گئے۔ اور وہ حیران اور پریشان ہو کر چیخیں مارنے لگے۔ اپنے کپڑے پھاڑ دیئے اور اپنی دستاریں پھینک دیں۔ بعد ازیں آپ کرسی پر بیٹھے اور ان فقہا کے جوابات ارشاد فرمائے جس سے تمام فقہا آپ کے علم و فضل کے معترف ہوئے

(جامع کرامات الاولیا، طبقات الکبریٰ، تحفہ قادریہ، تفریح الخاطر)

شجر علمی

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث اعظم کے علمی کمالات کے متعلق ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی قاری قرآن نے آپ کی محفل میں قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی تو آپ نے اس آیت کے علم حاضرین و سامعین کے مطابق گیارہ معانی بیان فرمائے اس کے بعد دیگر چالیس وجوہات بیان فرمائیں اور ہر وجہ کی تائید میں قاطعہ دلائل بیان فرمائے اور ہر معنی کی سند بیان فرمائی اس طرح آپ کے علمی دلائل کی تفصیل سے تمام حاضرین انگشت بدنداں ہو کر رہ گئے۔

(اخبار الاخیار فارسی)

علمائے عراق حیران رہ گئے۔

(تحفۃ القادریہ، قلائد الجواہر)

عموماً وہ علماء جو آپ کی مجلس میں اکثر حاضر رہتے تھے

قاضی ابویعلی محمد بن محمد الفراء الحنبلی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالعزیز بن الاخضر نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابویعلی سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں اکثر بیٹھا کرتا تھا اور شیخ الفقیہ ابوالفتح نصر المنی۔ شیخ ابومحمد محمود بن عثمان البقال امام ابوحفص عمر بن ابونصر بن علی الغزال، شیخ ابومحمد الحسین الفارسی۔ شیخ عبداللہ بن احمد الخشاب، امام ابوعمر وعثمان الملقب بشافعی زمانہ۔ شیخ محمد بن کیزان، شیخ الفقیہ اسلان بن عبداللہ بن شعبان، شیخ محمد بن مظفر بن غانم العلثمی، احمد بن سعد بن وہب بن علی المصروی، محمد بن لازھر الصبرفنی، یحیٰ بن البرکت محفوظ الابیقی، علی بن احمد بن دہب الازفی، قاضی القضات عبدالملک بن عیسیٰ بن ہرباس الارائی ان کے بھائی عثمان ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن، عبدالرحمان، عبداللہ بن نصر بن حمزہ البکرمی، عبدالجبار بن ابوالفضل القصص، علی بن ابوظاہر الانصاری، عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الحافظ، امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد قدامت المقدسی الحنبلی اور ابراہیم بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہم۔

(قلائد الجواہر)

1134 to 1166 C.E

فرمایا ہے کہ آپ نے ۵۲۸ھ تا ۵۶۱ھ تینتیس ۳۳ سال درس و تدریس اور فتاوی نویسی کے فرائض سرانجام دیئے۔ علمائے عراق اور گرد و نواح کے علماء اور دُنیا کے گوشہ گوشہ سے آپ کے پاس فتوی آتے آپ بغیر مطالعہ اور غور و فکر کئے بغیر درست جواب ارشاد فرماتے علماء و فضلاء میں سے کسی نے آپ کے فتوی کے خلاف کلام کرنے کی جراءت نہیں ہوئی علمائے عراق کے سامنے آپ کے فتاوی پیش ہوتے تو ان کو آپ کی علمی قابلیت پر بے حد تعجب ہوتا تھا اور یہ پکار اٹھتے تھے کہ وہ پاک ذات ہے جس نے آپ کو ایسی علمی عظمت عطا فرمائی ہے۔

(طبقات کبریٰ، تحفہ قادریہ، اخبار الاخیار)

ایک عجیب مسئلہ

بلادِ عجم میں سے آپ کے پاس ایک سوال آیا کہ ایک شخص نے تین طلاقوں کی قسم اس طور کھائی ہے کہ وہ اللہ جل شانہٗ کی ایسی عبادت کرے گا کہ جس وقت وہ مشغول عبادت ہوگا تو لوگوں میں سے کوئی شخص بھی عبادت نہ کرتا ہوگا۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں گی ایسی صورت میں کیسے عبادت کی جائے گی جبکہ اس سوال سے علمائے عراق حیران اور ششدر رہ گئے اور جواب دینے سے قاصر رہ گئے علما نے اس مسئلہ کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا آپ نے اس کا جواب فوراً ارشاد فرمایا کہ مذکور شخص مکہ مکرمہ چلا جائے طواف کی جگہ صرف اپنے لئے خالی کرا کے تنہا سات چکر طواف کرے اس طرح وہ اپنی قسم پوری کر لے گا۔ اس شافی جواب سے

نوٹ!

بن الحسن بن العکبری - ابوالقاسم[17] بن ابوبکر احمد ان کے بھائی احمد علیق[18] - عبدالعزیز[19] بن ابونصر السجنایدی، محمد[20] بن ابوالمکارم الحجة الیعقوبی - عبدالملک[21] بن ریال اور ان کے صاحبزادے ابوالفرج[22] - ابواحمد[23] الفضیلہ - عبدالرحمان[24] بن نجم الخزرجی - یحییٰ التکرینی[25] - ھلال[26] بن امیہ العدنی - یوسف[27] مظفر العاقولی - احمد[28] بن اسماعیل بن حمزہ، عبداللہ[29] بن احمد بن المنصوری - ستدونہ[30] الصیرفینی - عثمان[31] الباسری - محمد الواعظ[32] الخیاط - تاج الدین[33] بن لطفہ - عمر[34] بن المدائنی - عبدالرحمن[35] بن بقا ان کے علاوہ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ بخوف طوالت درج نہیں کئے گئے۔ (قلائد الجواھر)

درس وتدریس میں جانفشانی

آپ بڑی محنت اور توجہ سے طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ احمد بن المبارک الفرغانی بیان کرتے ہیں کہ ایک عجمی شخص جس کا نام ابی تھا نہایت کند ذہن تھا۔ بڑی محنت اور کوشش سے سمجھانے کے باوجود وہ مسئلہ نہ سمجھ سکتا تھا جب وہ آپ کا شاگرد ہوا تو ایک روز آپ اسے بڑی جانفشانی سے پڑھا رہے تھے۔ آپ کے اس قدر محنت اور کوشش سے پڑھانے پر ابن سمحل بہت حیران ہوئے جب وہ لڑکا پڑھ کر چلا گیا تو انہوں نے آپ سے کہا مجھے آپ کے اس قدر محنت سے پڑھانے سے حیرانی ہوئی ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس طالب علم کے ساتھ میری محنت کے ایک ہفتہ سے بھی کم دن باقی رہ گئے ہیں۔ ایک ہفتہ نہ گذرے گا کہ یہ طالب علم واصل بحق ہو جائے گا۔ ابن سمحل کہتے ہیں کہ ہفتہ کے آخری دن اس

مدرسۂ نظامیہ

علم وعرفان کا مرکز

۵۲۸ھ میں آپ کے مدرسہ نظامیہ کی وسیع عمارت تیار ہوگئی آپ نے بڑی جدوجہد سے درس وتدریس، افتاء وعظ کے کام کو شروع فرمایا۔ دور دراز سے لوگ حاضر ہوتے، علماء وصلحا کی ایک عظیم جماعت تیار ہوگئی اور آپ سے علم وعرفان حاصل کر کے اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور تبلیغ میں مصروف ہو گئے تمام عراق میں آپ کے مریدین پھیل گئے آپ کے اوصاف وخصائل حمیدہ کی وجہ سے لوگوں نے مختلف قسم کے القابات سے آپ کو ملقب کیا۔ بہت سے علماء وفضلاء شرفِ تلمذ سے مشرف ہوئے اور ایک خلقِ کثیر آپ کے علم و عرفان سے فیض یاب ہوئی جن کی تعداد بے حد اور بے شمار ہے —— چند حضرات کے اسماءِ گرامی درج ذیل ہیں:۔

آپ کے تلامذہ

محمد بن احمد بختیار۔ ابو محمد عبد اللہ[2] بن ابو الحسن الجبائی۔ حلف بن[3] عباس المصری عبد المنعم[4] بن علی الحرانی۔ ابراہیم[5] الحداد الیمنی۔ عبد اللہ[6] الاسدی الیمنی۔ عطیف بن[7] زیاد الیمنی۔ عمر بن احمد[8] الیمنی العصری۔ مدافع بن[9] احمد۔ ابراہیم[10] بن بشارت العدلی، عمر بن مسعود[11] البزاز ان کے استاذ میر[12] بن محمد الجیلانی۔ عبد اللہ[13] البطائحی نزیل بعلبک مکی بن ابو[14] عثمان السعدی اور ان کے بیٹے عبد الرحمٰن[15] صالح، عبد اللہ[16]

بنوا دینے میں زرِ کثیر خرچ کیا۔ فقراء اور صوفیائے نے اپنے ہاتھوں سے اس عمارت میں حصّہ لیا۔ (قلائد الجواھر)

آپ کی مجلس میں انبیاءؑ اور اولیاءؒ کی تشریف آوری

آپ کی محفلِ پاک میں دُنیا بھر کے اولیاء اللہ انبیائے کرام جسمانی حیات اور ارواح کے ساتھ اور جن و ملائک تشریف فرما ہوتے تھے اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کی تربیت و تائید کے لئے جلوہ فرما ہوتے تھے اور حضرت خضر علیہ السّلام تو اکثر اوقات مجلس کے حاضرین میں شامل رہتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السّلام نے مشائخ زمانہ میں سے جس سے بھی ملاقات کی اسے حضرت غوثِ اعظم کی مجلس میں حاضر ہونے کی تاکید فرماتے نیز فرمایا کرتے جسے فلاح و بہبود کی تمنّا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا رہے۔

(اخبار الاخیار، سفینۃ الاولیاء)

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوثؓ

مجلس کے ارد گرد بارانِ رحمت خداوندی

ایک مرتبہ حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بعض اہلِ مجلس سے خطاب فرما رہے تھے کہ اتنے میں بارش ہونے لگی۔ آپ نے آسمان کی طرف

ابی تامی لڑکے کا انتقال ہوگیا اور میں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی۔

(قلائد الجواہر)

واعظ کی محفل میں ہجوم

شیخ عبد اللہ الجبائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میرے پاس دو یا تین آدمی بیٹھا کرتے تھے پھر جب شہرت ہوئی تو میرے پاس خلقت کا ہجوم آنے لگا۔ اس وقت میں بغداد شریف کے محلہ حلبہ کی عیدگاہ میں بیٹھا کرتا تھا لوگ رات کو شمعیں اور لالٹینیں لے کر آتے پھر اتنا اجتماع ہونے لگا کہ یہ عیدگاہ بھی لوگوں کے لئے ناکافی ہوگئی اس وجہ سے باہر بڑی عیدگاہ میں منبر رکھا گیا لوگ دُور دراز سے خاصی تعداد میں گھوڑوں خچروں گدھوں اور اونٹوں پر سوار ہوکر آتے تقریباً ستر ہزار کا اجتماع ہوتا۔ چار سو علماء کرام آپ کی محفل میں قلم و دوات لے کر حاضر رہتے۔

(بہجۃ الاسرار)

مدرسہ نظامیہ کی توسیع

عوام کی کثیر تعداد میں حاضر ہونے کی وجہ سے مدرسہ کی عمارت ناکافی ہوچکی تھی لوگ باہر کی فصیل کے نزدیک سرائے کے دروازے کے قریب سڑک پر بیٹھ جاتے روز بروز کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر قرب وجوار کے مکانات شامل کرکے مدرسہ عالیہ کی عمارت وسیع کردی گئی امراء نے مدرسہ کی وسیع عمارت

فارسی ، قلائد الجواہر ، بہجۃ الاسرار)

عظمت اور بزرگی کا راز

شیخ محمد قائم الادانی علیہ الرحمت بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے ایک دفعہ کئی باتیں دریافت کیں اور ان میں سے آپ کی بزرگی اور عظمت کے دارومدار کے متعلق بھی پوچھا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا سچائی میری شان وشوکت اور عظمت کا دارومدار ہے۔ میں نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔ اپنی طالب علمی کے دوران بھی کسی قسم کی کذب بیانی نہ کی۔ حضرت غوث اعظم سے کسی نے پوچھا کہ حضور والا آپ کو درجۂ قطبیت کیسے حاصل ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں علم دین پڑھ کر قطب بنا ہوں۔

آپ کا لقب محی الدین کیوں ہوا ؟

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے آپ کے لقب محی الدین کی وجہ پوچھی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ۵۱۱ھ کی بات ہے میں ننگے پاؤں بغداد شریف کی طرف آرہا تھا کہ راستہ میں مجھے ایک نہایت لاغر اور کمزور بیمار شخص ملا اس نے میرا نام لے کر مجھے سلام کیا اور مجھے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا جب میں اس کے قریب گیا تو اس نے مجھ سے سہارا دینے کو کہا میں نے سہارا دے کر اسے کھڑا کر دیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم چاق وچوبند اور صحت مند ہونے لگا اور رنگت وصورت

نظر مبارک اٹھا کر بارگاہِ حق میں عرض کیا اے اللہ تو اپنے ان بندوں کو منتشر کرتا اور میں انہیں جمع کرتا ہوں۔ آپ کی اس گزارش سے مدرسہ پر بارش برسنا موقوف ہو گیا اور اس کے اردگرد بارش برستی رہی۔

(نفحات الانس فارسی۔ تحفہ قادریہ)

آپ کی مجلس میں آپ کا روحانی تصرّف

آپ کی مجلس میں نہ تو کسی کو تھوک آتا تھا اور نہ ہی کوئی کھانست تھا نہ ہی کوئی ایک دوسرے سے مصروفِ گفتگو ہوتا نہ ہی کوئی مجلس میں کھڑا ہونے کی ہمت کرتا۔ آپ کی تقریر دلپذیر سے لوگوں پر رقت طاری ہو جایا کرتی محدث ابن جوزی جیسی عظیم شخصیت پہ آپ کی مجلس میں ایک بار وجد طاری ہو گیا تھا۔ (قلائد الجواھر، بہجۃ الاسرار)

آپ کی مجلس میں لوگ توبہ کر کے واپس جاتے

شیخ عمر الکیمانی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ آپ کی نورانی مجالس میں کوئی ایسی مجلس نہ تھی جس میں یہود اور نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں یا فسادی، قاتل، ڈاکو بدعقیدہ لوگ آپ کے مبارک ہاتھوں پر توبہ نہ کرتے ہوں حضرت محبوب سبحانی خود ارشاد فرماتے ہیں بے شک میرے ہاتھ پر پانچ ہزار ۵۰۰۰ سے زاید یہود اور نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زائد ڈاکوؤں قزاقوں، مفسدوں، فاجروں، فاسقوں، بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔ (اخبار الاخیار)

اس چھوٹے سے علاقے میں (ابھی ایران کی آبادی) ایک لاکھ قزاق مفسد وغیرہ وغیرہ تھے۔ توبہ۔ یہ پانچویں صدی ہجری کی بات ہے۔!

مشہور منڈی (سوق الریحانیین) کی جامع مسجد میں گوشہ نشینی اختیار کرلی۔

(قلائد الجواہر)

شیخ ابو السعود الحریمی علیہ الرحمت بیان کرتے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے مجاہدہ اور ریاضت کا کوئی ایسا طریقہ نہیں چھوڑا جس کو اپنی ذات کے لئے نہ اپنایا ہو اور میں نے اس پر صبر نہ کیا ہو۔ مدتوں شہر کے ویران اور بے آباد مقامات پر زندگی کرتا رہا۔ نفس کو طرح طرح کی ریاضت و مشقت میں ڈالا پچیس ۲۵ سال تک عراق کے لق و دق صحراؤں، بیابانوں اور جنگلوں میں تنہا گھومتا پھرتا رہا چنانچہ ایک سال تک ساگ اور گھاس پر گزارا کرتا رہا اور پانی سرے سے پیا ہی نہیں۔ پھر ایک سال تک پانی بھی پیتا رہا۔ پھر تیسرے برس صرف پانی پر گزارا کیا اور کھایا کچھ بھی نہیں۔ پھر چوتھے سال نہ سویا۔ نہ کچھ کھایا پیا۔

(طبقات الکبریٰ۔ جامع کرامات الاولیا)

چالیس برس تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کی

ابو الفتح ہروی علیہ الرحمت بیان کرتے ہیں کہ میں بذاتِ خود سرکار غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں چالیس سال تک رہا اور اس مدت میں میں نے آپ کو ہمیشہ عشاء کے وضو سے نمازِ صبح پڑھتے ہوئے دیکھا

(نفحات الانس۔ طبقات الکبریٰ)

میں تروتازگی نظر آنے لگی یہ دیکھ کر میں ذرا سراسیمہ ہوا تو اس نے کہا کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اس نے کہا آپ مت ڈریں میں دینِ اسلام ہوں۔ میں قریب المرگ ہوگیا تھا حق تعالیٰ نے مجھے تمہاری بدولت پھر سے حیاتِ نو بخشی ہے۔ پھر میں اسے چھوڑ کر جامع مسجد بغداد میں آیا یہاں پر ایک شخص مجھے ملا اور میرے جوتے پکڑ کر مجھے یا سیّدی محی الدین کہہ کر پکارا پھر جب میں نماز سے فارغ ہوا تو لوگ چاروں طرف آکر میرے ہاتھوں کو بوسہ دینے لگے اور محی الدین کہہ کر پکارنے لگے اس سے پہلے مجھے کسی نے اس لقب سے یاد نہ کیا تھا۔

(نفحات الانس۔ خزینۃ الاصفیا، سفینۃ الاولیا)

غوثِ اعظم دستگیر کے مجاہدات و ریاضات

شیخ ابوبکر تیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب بغداد شریف میں قحط سالی ہوئی تو مجھے سخت تنگدستی ہوئی کئی روز تک کھانا نہ ملا گری پڑی اشیاء کھانے کو جی چاہنے لگا۔ ایک روز مجھے بھوک نے تنگ کیا اس لئے دجلہ کی طرف چلا گیا کہ شاید کوئی سبزی ترکاری گھاس اور پتے مل جائیں تو کھا کر گزارا کرلوں گا جب دجلہ کے کنارے پہنچا تو وہاں جدھر دیکھتا ہوں آدمی پہلے سے موجود ہیں اور ان سے مزاحمت اور پیش قدمی کرنا میں نے اخلاقاً اچھا نہ سمجھا شہر میں واپس لوٹ آیا واپسی پر بھی مجھے کوئی چیز نہ ملی۔ آخر کار بغداد کی

کہ ہم لوگ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اس مبارک مجلس میں حاضر تھے جس میں آپ نے (قدمی هٰذہٖ علیٰ رقبة کل ولی اللّٰه) فرمایا۔ یہ مجلس محلہ حلبہ میں جہاں آپ کا مہمان خانہ تھا منعقد تھی۔ اس مقدس محفل میں جلیل القدر پچاس مشائخ موجود تھے۔ علاوہ ازیں کثیر مجمع میں سب کے سامنے وعظ میں مذکورہ الفاظ کہے۔ یہ سن کر حضرت شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمت اٹھے اور منبر شریف کے پاس جاکر آپ کا مبارک قدم اپنی گردن پر رکھ لیا۔ بعد ازیں تمام حاضرین نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

اوّل الذکر ارشاد سن کر خواجہ اجمیری رح علیہ الرحمت کا بیان

جب شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا قدم ہر ایک ولی کی گردن پر ہے تو اس وقت خواجۂ خواجگان، سلطان الہند، خواجہ معین الملک والدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ خراسان کی پہاڑیوں پر اور غاروں میں مشغولِ مجاہدہ و ریاضت تھے آپ نے غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان سن کر اپنا سرِ مبارک زمین پر رکھ کر عرض کیا حضور والا گردن پر کیا میرے سر پر آپ کا قدم ہے

بحر و بر، شہر و قریٰ سہل و حزن۔ دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعوےٰ تیرا

(تفریح الخاطر۔ شمائم امدادیہ۔ لطائف الغرائب میر محمد الحسینی)

شیخ ابو محمد یوسف العاقولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے شیخ عدی بن مسافر علیہ الرحمت کی خدمتِ عالیہ میں حاضری کا اتفاق ہوا شیخ عدی نے مجھ

ایک رات میں ختمِ قرآن

حضرت غوث پاکؓ مسلسل پندرہ برس تک ہر رات ایک قرآنِ کریم ختم کرتے رہے اور ہر دن ایک ہزار رکعت نفل ادا فرماتے تھے۔

(اخبار الاخیار۔ تحفہ قادریہ)

تفریح الخاطر

شیخ ابو عبد اللہ بخار سے مروی ہے کہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے سختیاں اور مشقتیں اس قدر برداشت کیں اگر وہ کسی پہاڑ پر گزرتیں تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔

(طبقات الکبریٰ۔ قلائد الجواھر)

شیخ علی قرشی علیہ الرحمت ایک شخص سے بیان کرتے ہیں کہ اگر تم حضرت شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو گویا ایسے شخص کی زیارت کرتے جس نے اپنے آپ کو رضائے مولیٰ کی خاطر اس کی راہ میں اپنی ساری قوت صرف کر دی ہو اور اہلِ طریقت کو قوی اور مضبوط بنا دیا ہو۔

(قلائد الجواھر)

حضرت غوث پاکؓ کا ارشاد کہ میرا یہ قدم ہر ایک ولی کی گردن پر ہے

حافظ ابو العزیز عبد المغیث بن حرب البغدادی علیہ الرحمت سے مروی ہے

حضور غوث پاک علمائے و مشائخ کی آرا کے آئینہ میں

(۱)

حضرت حمّاد علیہ الرحمۃ

شیخ الشیوخ حضرت حمّاد علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ میں نے سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر دو جھنڈے دیکھے جو زمین سے ملکوتِ اعلیٰ تک پہنچے ہوئے ہیں اور افق اعلیٰ پر میں نے ان کی دھوم دھام سنتی ہے آپ نے غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ سید العارفین ہیں۔ آپ کا عدل و انصاف مشرق سے مغرب تک پہنچے گا آپ کے قدموں کے نیچے تمام اولیاء اللہ گردنیں بچھائیں گے۔ آپ کا درجہ بہت بلند و بالا ہوگا آپ اپنے زمانہ میں فائق اور ممتاز ہوں گے۔ (یاد رہے شیخ مذکور حضرت کے استاذ ہیں)

(قلائد الجواہر۔ نفحات الانس)

(۲)

شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ

فرماتے ہیں کہ ایک وقت آنے والا ہے جب غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عارفین میں ان کی قدر و منزلت زیادہ ہوگی اور ان کا انتقال ایسے مرتبہ پر فائز ہوکر ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تمام زمین پر ان سے زیادہ کوئی محبوب و مقبول نہیں ہوگا آپ کے مراتب کو کون پہنچ سکتا ہے جبکہ آپ کے دائیں شریعت کا سمندر اور بائیں حقیقت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے۔ (نزہۃ الخاطر القاتر۔ قلائد الجواہر)

سے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں میں نے عرض کیا بغداد شریف کا رہنے
والا ہوں اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مرید ہوں تو شیخ عدی نے فرمایا خوب
خوب بھائی وہ تو قطب وقت ہیں جب انہوں نے اعلان فرمایا کہ میرا قدم
ہر ایک ولی کی گردن پر ہے تو اس وقت تین سو اولیاء اللہ اور سات سو
رجال الغیب نے جن میں سے بعض زمین پر بیٹھنے والے اور بعض ہوا میں اڑنے
والے تھے۔ انہوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ پس یہ میرے نزدیک ان کی عظمت و
بزرگی کی واضح دلیل ہے۔

(بہجۃ الاسرار - قلائد الجواھر)

شیخ ماجد الکردی علیہ الرحمت

شیخ مذکور ارشاد فرماتے ہیں کہ جب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے تو اس وقت کوئی ولی اللہ زمین
پر باقی نہ رہا کہ جس نے متواضع اور معترف ہو کر گردن نہ جھکائی ہو۔ اور نہ ہی اس
وقت کوئی صالح جنات کی ایسی مجلس تھی جس میں اس امر کا ذکر نہ ہوا ہو تمام
دنیائے عالم کے صالح جنات کے وفود آپ کے در اقدس پر حاضر تھے
ان سب نے آپ کو سلام تہنیت پیش کیا اور سب کے سب آپ کے
دست مبارک پر تائب ہو کر واپس لوٹے۔

(قلائد الجواھر - بہجۃ الاسرار)

علمائے معارف ومفاخر شیخ الشیوخ۔ قدوۃ الاولیاء العارفین الاکابر۔ استاذ الوجود ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابو صالح الجیلی۔ یعنی آپ علم شریعت کے لباس اور فنون دینیہ کے تاج سے آراستہ تھے۔ خلق سے بے نیاز ہوکر یاد مولیٰ میں مگن رہے۔ آداب شریعت کو نبھایا۔ تمام عادات و اخلاق کو شریعت حقہ کے تابع کیا آپ کے لئے ولایت کے جھنڈے نصب کئے گئے۔ آپ اعلیٰ و ارفع مقامات پر فائز ہوئے۔

(اخبار الاخیار)

(۶) امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف البرزانی الاشبلی علیہ الرحمۃ

اپنی تصنیف لطیف الشیخۃ العداد یہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو فقہاء و فقراء نیز خواص و عام میں قبولیت عامہ حاصل تھی اور خاص عام آپ سے فیوض و برکات حاصل کرتے تھے آپ مستجاب الدعوات نہایت نرم دل حد سے زیادہ خلیق اور سخی تھے آپ کا پسینہ مبارک خوشبودار تھا۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔

(قلائد الجواہر)

(۷) شیخ زاہد متورع البطائحی علیہ الرحمت

آپ فرماتے ہیں کہ بغداد شریف میں ایک عجمی شریف نوجوان جس کا اسم گرامی عبدالقادر ہے تشریف لایا ہے جو بہت جلد۔ عظمت و جلالت

(۴) شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی علیہ الرحمۃ

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو کامل تصرف اور وجود نام عنایت کیا گیا عالم ملکوت میں آپ کا فخر کیا جاتا ہے۔ عالم کون میں آپ منفرد و ممتاز ہیں۔ اولیاء اللہ کے دلوں کے حال و احوال کو ذات حق نے ان کے تابو میں رکھا ہے جب کہ ان کا دل اللہ تعالیٰ کی خبریں دیتا ہے۔

(یاد رہے موصوف معروف سلسلہ سہروردیہ کے بانی شہاب الدین سہروردیؒ کے چچا ہیں)

(نفحات الانس فارسی)

(۶) شیخ ابومدین بن شعیبؓ المغربی علیہ الرحمت

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے مشرق و مغرب کا حال دریافت کرتے ہوئے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ، کا حال بھی دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ امام الصدیقین حجۃ العارفین اور معرفت کی روح رواں ہیں۔ (قلائد الجواہر)

(۷) شیخ عفیف الدین ابومحمد عبداللہ الیافعی علیہ الرحمۃ

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ۔ قطب الاولیاء شیخ الاسلام والمسلمین رکن شریعت، علم طریقت، موضح اسرار حقیقت، حامل رایت

کے لئے کبھی کھڑے نہ ہوتے اور نہ ہی بادشاہوں، وزیروں اور امراء کے دروازوں پر گئے۔

(قلائد الجواہر)

(۱۵) شیخ زین الدین رجب علیہ الرحمت

اپنی کتاب طبقات میں فرماتے ہیں کہ آپ شیخ وقت، علامہ الدہر مشائخ کے بادشاہ اور اہل طریقت کے شہنشاہ تھے اہل سنت وجماعت نے آپ کی ذاتِ والاصفات سے بے حد تقویت حاصل کی جب کہ اہلِ بدعت کو ذلت ہوئی۔

(قلائد الجواہر)

(۱۱) شیخ جاگیر علیہ الرحمت

آپ فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جیسے تصرف و اختیار میں کامل اور مراتب و مناصب اور مقامات کا مالک کوئی نہیں ہوا۔

(قلائد الجواہر)

(۱۲) شیخ الاسلام محی الدین نووی علیہ الرحمۃ

آپ فرماتے ہیں کہ قطب ربانی شہنشاہِ بغداد حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کی ثقہ کرامات لوگوں سے جس قدر نقل کی گئی ہیں ہم نے اس قدر

مقامات وکرامات کا حامل ہوگا۔ درجہ محبت اور حال احوال میں سب پر غالب ہوگا اسے تصرفاتِ کون و فساد کا مالک بنایا جائے گا۔ بڑے چھوٹے سب اس کے ماتحت ہوں گے معارف وحقائق میں دسترس اور قدر ومنزلت میں راسخ قدم ہوں گے حضرت القدس کے مقام پر گفتگو کرنے کی اہلیت رکھے گا۔

(تحفہ القادریہ ۔ بہجۃ الاسرار)

شیخ عقیل علیہ الرحمت

۸

آپ کی مجلس میں حضرت سیدنا سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کی شہرت آسمان پر زمین سے بھی زیادہ ہے۔ ملاء اعلیٰ میں آپ کا لقب اشہب ہے قطبِ وقت ہیں ان کی کرامات اور مقامات کی تصدیق کرنے والا نفع حاصل کرے گا۔

(بہجۃ الاسرار ۔ قلائدالجواہر)

شیخ معمر جرادہ علیہ الرحمۃ

۹

آپ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے حضرت غوثِ اعظم جیسا خلیق، فراخدل رحم دل پابندِ قول واقرار بامروت باوفا کسی کو نہ دیکھا اپنی شان وشوکت، فضیلت عظمت علمی کے باوجود آپ چھوٹوں کے ساتھ کھڑے ہوکر بڑوں کی تعظیم کرتے اور سلام کہنے میں پہل کرتے غرباء ومساکین کے ساتھ عجز وانکساری سے پیش آتے اور انہیں اپنے پاس بٹھاتے۔ امراء اور رئیس لوگوں کی تعظیم

(15) علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم، سلطان الاولیا۔ امام الاصفیاء ولایت کا ایک ستون ہیں آپ کی ولایت پر تمام علمائے اُمت کا اتفاق ہے آپ کی کرامات حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔

(جامع کرامات الاولیاء)

(16) ملا علی قاری علیہ رحمت اللہ باری

آپ فرماتے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ، ہمارے آقا وسید تاج العارفین قطب ربانی، غوث صمدانی سلطان العارفین محی الملتہ والدین عبدالقادر الحسنی والحسینی قدس اللہ وجہہ، کے بعض حاسدین ان کی عظمت سے بے خبر رہ کر الزام تراشی کرتے ہیں آپ کی کرامات حد تواتر سے بڑھ گئی تھیں یہ بات متفقہ علیہ کی حد تک ہے جس قدر کرامات وبرکات آپ سے رونما ہوئیں کسی ولی اللہ سے ظہور میں نہیں آئیں۔

(نزہتہ الخاطر الفاتر فی مناقب شیخ عبدالقادر)

(17) علامہ عبدالرحمان جامی قدس سرہ السامی

آپ فرماتے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ، کراماتِ ظاہرہ احوال باہرہ اور مقاماتِ عالیہ کے مالک تھے تاریخ امام یافعی میں ہے کہ شیخ عبدالقادر

کرامات آپ کے سوا کسی ولی اللہ کی نہیں دیکھیں۔ آپ ریاست علمی و عملی میں درجۂ انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ اہلِ بدعت سے آپ کو حد درجہ نفرت تھی شعائر اللہ اور احکام شریعت کی اگر ذرّہ برابر توہین ہوتی تو آپ غضب ناک ہوجاتے تھے آپ کریم النفس اور اعلیٰ درجہ کے سخی تھے اور یگانۂ روزگار تھے۔

(قلائد الجواہر)

(۱۳) تاج العارفین ابوالوفا علیہ الرحمت

آپ نے فرمایا کہ میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہٗ کے سینہ بے کینہ سے بخدا نورانی تجلیات نکلتے دیکھ رہا ہوں جن سے مشرق و مغرب روشن ہو رہے ہیں۔ نیز فرمایا اے غوث عبد القادر ہر چہچہانے والا پرندہ کچھ عرصہ بعد خاموش ہو جایا کرتا ہے۔ مگر تمہارا پرندہ تا قیامِ قیامت توحید و معرفت کے نغمے گاتا رہے گا۔

(نزہتہ الخاطر الفاتر)

(۱۴) شیخ عمر البزاز علیہ الرحمت

آپ فرماتے ہیں کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ اہلِ محبت کے سردار اور اولیاء اللہ کی باگ ڈور آپ کے مبارک ہاتھوں میں ہے۔

(قلائد الجواہر)

شیخ عمر الحلاوی علیہ الرحمۃ

20

آپ فرماتے ہیں کہ کئی برس شام ۔مصر اور مغربی ممالک میں پھرتا رہا اور اس عرصہ میں تین سو ساٹھ مشائخ کرام سے ملاقات کی تو ان سب کو میں نے یہی کہتے سنا کہ سید عبد القادرؒ ہمارے شیخ اور پیشوا ہیں ۔

(قلائد الجواھر)

شیخ ابو الغنائم مقدام البطائحی علیہ الرحمۃ

21

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت کے آستانہ عالیہ پہ ایک بار مجھے شرف باریابی کا اتفاق ہوا ۔ تو میں نے آپ کے پاس چار آدمی بیٹھے ہوئے دیکھے جنہیں اس سے پہلے میں نے کبھی نہ دیکھا تھا ۔جب یہ حضرات اٹھ کر جانے لگے تو آپ نے مجھے فرمایا جاؤ ان سے اپنے لئے دعا کرا ڈالیں مدرسہ کے صحن میں ان سے جا ملا اور ان سے اپنے لئے دعا کا خواستگار ہوا تو ان میں سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ تم بڑے خوش نصیب ہو کہ ایک ایسے غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں ہو جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا اور جن کی برکت سے تمام مخلوق پر فضل وکرم فرمائے گا ۔ دیگر اولیاء اللہ کی طرح ہم لوگ بھی ان کے سایۂ کرم میں رہ کر ان کے تابع فرمان ہیں اتنا کہہ کر وہ چاروں بزرگ تشریف لے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں واپسی پر آپ کی خدمت میں آکر متعجب ہوا آپ نے میرے کچھ عرض کرنے سے قبل مجھے ارشاد

رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات شمار سے باہر ہیں اور مجھے مشہور امام سے خبر ہوئی کہ آپ کی کرامات کو متواتر یا تواتر کے قریب کا درجہ حاصل ہے اور حضرت غوث پاک کے ہم زمانہ مشائخ میں سے کسی شیخ سے ان جیسی کرامات کے ظاہر نہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

(نفحات الانس)

۱۵ امام محمد بن یحیٰ الحلبی علیہ الرحمۃ

آپ فرماتے ہیں کہ صاحب تاریخ الاسلام نے بیان فرمایا ہے کہ شیخ ابو محمد محی الدین والسنۃ عبد القادر بن ابو صالح عبد اللہ جنگی دوست الجیلی الزاہد صاحب کرامات ومقامات تھے شیخ الفقہاء والفقراء۔ امام زمان قطب دوران، شیخ الشیوخ تھے۔ آپ کی کرامات متواتر طریقہ سے ثابت ہیں۔ آپ جیسی شخصیت بعد میں کوئی نہیں ہوئی۔

(قلائد الجواھر)

۱۶ شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمت

آپ فرماتے ہیں کہ کسی مرید کا شیخ اور مرشد حضرت سید عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کے شیخ سے زیادہ افضل نہیں ہو سکتا۔

!!

(قلائد الجواھر)

(24)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرماتے ہیں کہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ، فقیہ عابد۔ زاہد تھے آپ کے مبارک ہاتھوں پر خلقِ خدا نے اس قدر توبہ کی جس کی تعداد احاطہ شمار سے باہر ہے اور آپ کی کرامات اس کثرت سے نقل ہوئی ہیں کہ آپ کے ہم زمانہ آپ کے زمانہ سے بعد کے لوگوں کی کرامات آپ کی کرامات کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔

(قلائد الجواھر)

(25)

شیخ ابو البرکات علیہ الرحمۃ

آپ نے فرمایا کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اذن و اجازت کے بغیر کوئی ولی اللہ ظاہر و باطن میں تصرف نہیں کر سکتا آپ ایک ایسی کامل شخصیت ہیں کہ کائنات میں اپنے انتقال کے بعد بھی تصرف فرماتے ہیں۔

(تحفہ قادریہ مصنفہ شاہ ابو المعالی علیہ رحمۃ اللہ)

(26)

شیخ احمد گنج بخش اور شیخ احمد گیر الکھنوی رحمۃ اللہ علیہما

دونوں حضرات کے مشترکہ خیالات حضور غوث پاک کے لئے اس طرح ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہیں آپ کے مراتب عالیہ کو جلیل القدر عارفین بھی شمار نہیں کر سکتے۔ آپ کے مداح ان کی شان و عظمت اور مناقب کا احاطہ کرنے سے قاصر و عاجز ہیں اگر قلمیں لکھیں تو ناکارہ ہو کر رہ جائیں اور

فرمایا کہ میری زندگی میں یہ خبر کسی کو نہ کرنا میں نے عرض کیا حضور یہ لوگ کون تھے تو آپ نے فرمایا وہ کوہ قاف کے رئیس لوگ تھے وہ اپنی اپنی جگہ پہنچ بھی گئے ہیں۔

(قلائد الجواہر)

شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ المنان

آپ فرماتے ہیں کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ صدیقوں کے امام اہل معرفت کے لئے سند اور مقربین بارگاہ حق کے صدر ہیں۔

(قلائد الجواہر)

شیخ مکارم علیہ الرحمۃ

آپ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز آپ نے قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ فرمایا تھا اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء اللہ نے مشاہدہ فرمایا کہ آپ کی قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غوثیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا ہے اور آپ تصرف نام کا خلعت جو شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا زیب تن کئے ہوئے تھے۔

(قلائد الجواہر)

منظوم شجرہ شریف منقول از مجدّدِ دین و ملت الشاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰے کے واسطے ” یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے ” کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے
سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے ” علمِ حق دے باقرِ علمِ ھُدیٰ کے واسطے
صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر ” بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
معروف دسری کیلئے معروف دے بیخود سری ” جُندِ حق میں گن جنید باصفا کے واسطے
بہر شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا ” ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے
بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد ” بوالحسن اور بو سعید سعد زا کے واسطے
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا ” قدرِ عبد القادر قدرت نما کے واسطے

سلسلۂ قادریہ کی فضیلت

شیخ ابو مسعود عبد اللہ شیخ محمد الاوانی شیخ معمر البزانہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ قیامت تک کے لئے اپنے مریدوں کے اس بات پر ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی توبہ کئے بغیر نہیں مرے گا۔ (بہجۃ الاسرار۔ اخبار الاخیار) نیز غوث پاک رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میرا مرید مغرب میں ہو اس کا ستر کھل جائے۔ میں مشرق میں ہوتے ہوئے اس کی ستر پوشی کر سکتا ہوں۔

(تحفہ قادریہ۔ سفینۃ الاولیاء۔ تفریح الخاطر)

انگلیاں شمار کریں تو تھک جائیں مگر آپ کے اوصاف مناقب ختم نہ ہوں گے۔
(تفریح الخاطر مطبوعہ مصر

سلسلہ عالیہ قادریہ

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ، کے شیخ طریقت حضرت ابو سعید مخزومی رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت ابوالحسن علی ہنکاری رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، ان کے شیخ حضرت سیدنا امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم و رضی اللہ اور ان کے شیخ حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جس طرح زمین پر آسمان کا سایہ ہے اگر میرے مرید عالی مرتبت نہ بھی ہو سکیں تو کیا مضائقہ اللہ کی بارگاہ میں تو عالی مرتبہ ہوں ۔

(اخبار الاخیار ۔ بہجۃ الاسرار ۔ تفریح الخاطر)

اے رضا تو نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سید وجید ہر دھر سے مولا تیرا

غوث الثقلین کی جسمانی خصوصیات

شیخ موفق الدین بن قدامتہ المقدسی، شیخ ابو سعید، شیخ ابو محمد عبد اللہ اور شیخ ابو عبد اللہ بن احمد علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک دُبلا، قد درمیانہ، رنگ گندمی، سینہ کھلا کشادہ، ڈاڑھی گنجان، بھویں باریک اور ملی ہوئی نہایت حسین چہرہ اور آواز نہایت بلند اور سُریلی تھی۔

(شرح فتوح الغیب ۔ مقالات حسان)

آواز مُبارک

آپ جس وقت کلام فرماتے تھے مجلس گونج اٹھتی تھی آواز پرکشش اور بارعب تھی کہ سامعین دم بخود ہو کر متوجہ ہو جایا کرتے اور غیر ملتفت ہونے کی مجال کسی میں نہ رہتی نزدیک اور دور والے سامعین آپ کی آواز یکساں طور پر سنتے تھے اور تاثیر اتنی تھی کہ جو حکم ارشاد فرماتے اسی وقت اس کی تعمیل اور بجا آوری ہو جایا کرتی ۔

نقشبندی سلسلہ کے بہت بڑے بزرگ مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ کے خرقۂ اجازت کا تبرک حاصل کرنے کے بعد میرے باطن میں نسبتِ قادریہ کا احساس ہونے لگا اور سینہ اس نسبت کے انوار سے پُر ہو گیا کیونکہ قادری نسبت میں انوار کی چمک بہت زیادہ ہے۔ (مقاماتِ مظہری)

شیخ المحدثین امام عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مشائخ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، سے پوچھا کہ اگر ایک شخص جس نے آپ سے بیعت تو نہیں کی مگر آپ کا ارادت مند ہے اور اپنی نسبت آپ سے کرتا ہے تو کیا وہ آپ کے مریدین میں شمار ہوگا اور ان کی فضیلتوں میں شمار ہوگا کہ نہیں؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اپنی نسبت میرے ساتھ کر دی اور میرے ارادتمندوں میں شامل ہو گیا حق تعالیٰ اسے قبول فرما لیتا ہے اور اس پر رحمت نازل فرماتا ہے، اگرچہ یہ باقاعدگی کے خلاف ہے تاہم ایسا شخص میرے اصحاب و مریدین میں سے ہے اور میرے رب نے اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے تمام اصحاب اہل مسلک میرے طریقہ پر چلنے والوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں کو جنت میں مقام دے گا۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت تک میرے دوستوں، مریدوں میں سے اگر کسی کو ٹھوکر لگنے لگے تو اس کا ہاتھ تھام لوں گا؟

مجھے خدا کی جلالتِ شان کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر اس طرح ہے

حضرت حضرت علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ مجھے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں لے گئے اور میرے متعلق عرض کیا۔ بندہ نواز یہ میرا مرید ہے۔ اس وقت آپ کے جسم شریف پر ایک کپڑا تھا آپ نے وہ اتار کر مجھے پہنا دیا اور ارشاد فرمایا اے علی تو نے صحت و تندرستی کا قمیص پہن لیا ہے اس جُبّہ شریف کو پہننے کے بعد اب تک پینسٹھ سال بیت چکے ہیں۔ مجھے کوئی بیماری اور مرض لاحق نہیں ہوئی۔ (قلائد الجواہر)

ٹوپی مبارک

شیخ ابو عمر و صبر یقینی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے یوں ارشاد فرمایا کہ عنقریب تجھے اللہ تعالیٰ ایک مرید دے گا جس کا نام عبد الغنی بن نقطہ ہوگا۔ جو اولیاء اللہ میں بلند ترین ہوگا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ملائکہ پر فخر کرے گا اس کے بعد آپ نے اپنی ٹوپی مبارک میرے سر پر رکھ دی ٹوپی پہننے کی خوشی اور ٹھنڈک میرے دماغ میں پہنچی اور دماغ سے دل تک عالم ملکوت کا حال مجھ پر واضح ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ جہاں اور جو کچھ اس جہاں میں موجود ہے سب اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ (نفحات الانس)

ہاتھ مبارک

شیخ علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے شیخ

منظرِ مبارک

حضرت غوث پاک جس شخص پر اجتماع میں اپنی نگاہِ جمال آفریں سے توجہ فرماتے وہ کتنا ہی کرخت مزاج اور سنگ دل کیوں نہ ہوتا مطیع اور غلام بن جاتا۔ حضرت نور الدین علی بن جریر المخمی الشطنوفی حضور غوث پاک کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم سب حضرات میری نظر میں شیشے کی بوتل کی مانند ہو جن کا ظاہر اور باطن میری نظر میں یکساں ہے۔
(سفینۃ الاولیا (مقالاتِ حسان بحفل نامہ گیارہویں شریف)

آپ کا پاکیزہ جسم

آپ کا جسم مبارک نہایت کمزور تھا امام ربانی غوثِ عرفانی سیدی عبدالوہاب شعرانی، امام المحدثین ملا علی قاری اور حضرت علامہ یوسف نبہانی تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ شریف حسین موصلی اور حضرت خضر علیہما الرحمت فرماتے ہیں کہ ہم غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس تیرہ ۱۳ سال رہے اس مدت میں ہم نے آپ کی ناک سے رینٹھ اور منہ سے بلغم نکلتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی کبھی آپ کے جسمِ اطہر پر مکھی بیٹھے ہوئے دیکھی۔ آپ کا پسینہ مبارک عطر بار تھا۔
(طبقات الکبریٰ، تحفۂ قادریہ، سفینۃ الاولیاء)

جُبّہ شریف

شیخ علی بن ادریس یعقوبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ۵۵۰ھ میں میرے شیخ

پوچھا کپڑا کس کے لئے چاہیئے خادم نے حضور غوث پاک کا نام لیا اس وقت میرے
دل میں کھٹکا ہوا کہ اگر فقراء ایسا لباس پہنیں گے تو بادشاہِ وقت اور خلق کونسا
کپڑا پہنیں گے ابھی یہ خطرہ میرے دل میں گزرا ہی تھا کہ میرے پاؤں میں غیب،
سے ایک کیل ایسی چبھی کہ جان گھائل ہونے لگی ہر چند نکالنے کی کوشش
کی مگر ناکام ہوئی پھر مجھے اٹھا کر حضرت کی خدمت عالیہ میں لایا گیا تو آپ
نے ارشاد فرمایا اے ابوالفضل تو نے اپنے دل میں ہمارا شکوہ کیوں کیا خدا
کی قسم میں نے یہ کپڑا نہ پہنا جب تک کہ مجھے یہ کپڑا پہننے کو نہ کہا گیا۔
(اخبار الاخیار، محفل نامہ گیارہویں شریف، تحفہ قادریہ)

سیدنا غوثِ اعظم کی اخلاقی خصوصیات

حافظ ابو سعید عبدالکریم السمعانی، مفتیٔ عراق ابو عبداللہ محمد البغدادی، شیخ
معمر جرادہ اور شیخ ابو عبداللہ محمد بن یوسف الاشبلی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ
حضرت قطب الاقطاب فرد الاحباب، سید الاسیاد، غوثِ اعظم رضی اللہ
عنہ۔ رقیق القلب، خلیق۔ بلند حوصلہ، شیریں زبان، رحمدل، خدا ترس،
سخی، مہمان نواز، غریب پرور با مروّت، پابند قول و قرار تھے۔ غرض آپ
کی ذاتِ صفاتِ جمیلہ اور خصائل حمیدہ کی جامع تھی۔

شیخ عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک کھانا کھلایا اور حسنِ اخلاق
افضل و اکمل ہیں نیز آپ نے فرمایا کہ میرے ہاتھ میں پیسہ نہیں ٹھہرتا اگر

مجھے ایک بار ۵۶۰ھ میں آپ کی خدمت میں لے گئے حضرت تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد میں نے دیکھا کہ جسم انور سے نور کی شعاعیں نکل کر میرے جسم میں اتر رہی ہیں اس وقت میں نے قبر والوں کو اور ان کے حالات و مراتب اور مناصب کو دیکھا۔ نیز فرشتوں کو دیکھا اور مختلف آوازوں میں میں نے ان کی تسبیحیں سنیں مجھ پر عجیب و غریب واقعات منکشف ہوئے پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ڈرو مت اس پر میرے شیخ علی بن ہیتی نے حضرت سے عرض کیا حضور۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ پاگل نہ ہو جائے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا پھر جو کچھ میں نے دیکھا اطمینان سے دیکھا اور بالکل نہیں گھبرایا بعد ازیں پھر میں نے ملکوتی تسبیحات سنیں اور اب تک میں عالم ملکوت میں اس روشنی سے مستفید ہوتا ہوں۔

(قلائد الجواہر)

لباس مبارک

آپ طبعاً نفیس اور مزاج کے اعتبار سے بے حد لطیف تھے عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا لباس زیب تن فرماتے تھے مگر خلاف شرع نہیں ہوا کرتا تھا آپ کا لباس بیش قیمت اور عالمانہ ہوا کرتا تھا چنانچہ بغداد شریف کے ایک مشہور بزاز ابو الفضل احمد بن قاسم قرشی سے مروی ہے کہ ایک دفعہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کا خادم میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے عمدہ اور بیش قیمت کپڑا درکار ہے ایک گز کی قیمت ایک اشرفی ہو نہ اس سے کم اور نہ زیادہ میں نے

حضرت کی خدمتِ اقدس میں بے شمار ہدیہ جات، نذرانہ جات، تحائف آتے تھے مگر آپ ان نذرانوں اور تحائف کو ہاتھ تک نہ لگاتے نذرانہ پیش کرنے والے لوگ آپ کے مصلیٰ کے نیچے نذر لانے رکھ دیتے آپ ان میں سے کچھ مستحق حاضرین میں تقسیم اور کچھ پیش کرنے والوں کو عنایت کر دیتے۔ رقم کے متعلق اپنے خادم کو فرماتے کہ مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے نانبائی اور سبزی فروش کے حوالے کر دو۔

(تحفہ قادریہ۔ محفل نامہ گیارہویں شریف)

غوثِ پاکؓ کی کراماتؔ[1]

غیب کی خبریں

غوثِ صمدانی۔ واقفِ اسرارِ لامکانی سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کا فرمان ہے اگر میری زبان شرعی طور پر پابند نہ کی جاتی تو میں تمہیں وہ سب چیزیں بتلا دوں جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو یا ذخیرہ کے طور پر رکھتے ہو تم سب کے آر پار میری نظر کام کرتی ہے۔

(تفریح الخاطر۔ سفینۃ الاولیاء)

خضر الحسینی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا غوثِ اعظمؓ نے مجھے فرمایا کہ تم موصل جاؤ گے تمہارے ہاں پہلوٹا لڑکا ہو گا جس کا نام محمد ہے

---

[1] کرامات کرامت کی جمع ہے معنی جو چیز ولی اللہ سے عادت کے خلاف ظاہر ہو اسے کرامت کہا جاتا ہے۔ کرامات اولیا حق ہیں (شرح عقائد) مؤلف

صبح کو میرے پاس ہزار دینار آئیں تو شام تک ان میں سے ایک پیسہ بھی نہ بچے محتاجوں، غریبوں میں تقسیم کر دوں اور کھانا کھلادوں۔ مفتیٔ عراق فرماتے ہیں کہ غوثِ اعظم کے دربار اور جود وسخا سے کبھی کوئی سائل خالی ہاتھ نہیں جاتا تھا۔ (قلائد الجواہر)

ایک دفعہ ایک شخص کو آپ نے مغموم اور افسردہ دیکھ کر پوچھا آپ کا کیا حال ہے اس نے عرض کیا حضور دجلہ کے پار جانا تھا مگر کشتی کے ناخدا نے بغیر کرایہ کشتی میں بٹھانے سے انکار کر دیا ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ دریں اثنا آپ کا ایک عقیدتمند حاضر ہوا اور تیس۳۰ دینار نذر کئے آپ نے وہ دینار اس شخص کو دیئے اور فرمایا جاؤ ملاح کو یہ تیس دینار دے دو اور کہنا کہ آئندہ کسی غریب مسافر کو دریا عبور کرانے پر انکار نہ کرنا جاتے وقت اس شخص کو اپنا قمیص اتار کر دیا اور بیس۲۰ دینار دے کر پھر وہ قمیص خرید لیا۔

(تحفہ قادریہ - قلائد الجواہر)

آپ دریائے سخاوت تھے

آپ روزانہ کھانا پکوا کر غرباء و مساکین میں تقسیم کیا کرتے جو کچھ بچ جاتا مغرب کے بعد مظفر نامی آپ کے خادم چوک میں کھڑے ہو کر باوازِ بلند اعلان کرتا جس کو کھانے کی ضرورت ہے لے جا سکتا ہے اور اگر رات بسر کرنا چاہے تو ہمارے ہاں رہ سکتا ہے۔

(قلائد الجواہر)

حضرت عبداللہ ذیّال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں میں کھڑا ہوا تھا حضرت اپنے دولت سرا سے لاٹھی لئے باہر تشریف لائے میرے دل میں اس وقت خیال ہوا کہ کیا بات ہو اگر مجھے اپنی لاٹھی سے کوئی کرامت دکھائیں آپ نے فوراً تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا لاٹھی مبارک زمین میں گاڑ دی وہ روشن ہو کر چمکنے لگی کچھ دیر اسی طرح چمکتی رہی اور اس کی روشنی آسمان کی طرف بلند ہوتی رہی یہاں تک کہ جس جگہ لاٹھی گاڑی گئی تھی وہ مقام منور ہو گیا۔ پھر آپ نے لاٹھی ہاتھ میں لے لی اور وہ اپنی اصلی حالت پر آگئی اس کے بعد آپ نے فرمایا اے ذیّال آپ کی یہی خواہش تھی۔

(بہجۃ الاسرار)

جسے بغداد کا ایک علی نامی نابینا شخص صرف چھ ۶ ماہ کے قلیل عرصہ میں قرآن کریم حفظ کرادے گا۔ ختم قرآن پر اس کی عمر ساڑھے سات ۷½ سال ہوگی اور تم بذات خود چورانوے ۹۴ سال چھ ماہ اور سات دن کی عمر میں اربل شہر میں انتقال پاؤگے بر تے دم تک تمہارے سننے دیکھنے اور تمام اعضاء بدن کی طاقت سلامت رہے گی چنانچہ جب خضر الحسینی موصل پہنچے ۱۱۶۰ھ میں صفر المظفر کے مہینے ان کے ہاں لڑکا ہوا جس کا نام وہی رکھا گیا جو آپ نے فرمایا تھا۔ خضر الحسینی کے صاحبزادے نے جملہ واقعات کی تصدیق کی ہے۔

(بہجۃ الاسرار)

قلبی کیفیت کا بھانپ لینا

شیخ ابوالبقا البکرمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ کے قریب سے گزر رہا تھا کہ خیال آیا اس عجمی کا کلام سنتے چلیں قبل ازیں آپ کا وعظ سننے کا مجھے اتفاق نہ ہوا تھا آپ نے مجھے دیکھ کر اپنا کلام چھوڑ دیا اور فرمایا اے دل اور آنکھ کے اندھے اس عجمی کا کلام سن کر کیا کروگے آپ کا یہ فرمان سن کر مجھے ضبط نہ رہا اور آپ کے منبر کے قریب جاکر عرض کیا مجھے خرقہ پہنائیں چنانچہ آپ نے خرقہ پہنایا اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری عاقبت سے مجھے آگاہ نہ کیا ہوتا تو تم گناہوں سے تر دامن ہو کر مرتے۔

(قلائد الجواہر)

قطعہ ۱۷

۱ بے حجابانہ درآ از در کاشانۂ ما — کہ کسے نیست بجز دردِ تو درخانۂ ما

ہمارے گھر میں بلاجھجک تشریف لائیے، تمہارے درد کے علاوہ ہمارے گھر میں کوئی موجود نہیں ہے۔

۲ گر بیائی بسر تربت ویرانہ ما — بینی از خونِ جگر آب شدہ خانۂ ما

اگر آپ ہماری ویرانہ قبر کے سرہانے تشریف لائیں، تو ملاحظ فرمالیں گے کہ ہمارا گھر خونِ جگر سے سیلاب زدہ ہے۔

۳ فتنہ انگیز مشو کاکل مشکین بکشائی — تاب زنجیر ندارد دِل دیوانۂ ما

کوئی فتنہ برپا کئے بغیر قدرتی خوشبو والی زلفیں پھیلا دیجئے۔ کیونکہ دِل دیوانہ قیدِ زنجیر کی قدرت نہیں رکھتا۔

۴ مرغ باغ ملکوتیم درین دیرِ خراب — میشود نورِ تجلائے خدا دانۂ ما

میں اس دنیائے فانی میں ملکوتیت کے باغ کا پرندہ ہوں جس میں خدائے علیم کے نوری تجلیات کارفرما ہوتے ہیں۔

۵ با احد در لحدِ تنگ بگوئیم کہ دوست — آشنائیم توئی غیر تو بیگانۂ ما

خدائے وحدہٗ لاشریک سے قبر کی تنگ لحد میں عرض کروں گا، تیرے سوا سب بیگانے ہیں تو ہی میرا حقیقی دوست ہے۔

۶ گر نکیر آید و پرسند کہ بگو رب تو کیست — گوئیم آن کس کہ ربود این دِل دیوانۂ ما

اگر سوال کرنے والے فرشتوں نے پوچھا کہ تیرا رب کون ہے، تو میں کہوں گا کہ میرا رب میرا دلربا ہے۔

تو مسکراتے چمن کی دیوانی ہے اور میں دیدارِ الٰہی کا مشتاق ہوں، اس کے دردِ فراق میں جفاکش تُو ہے یا ہم۔

تو در نفسی و ما در خلوت خود تنہا ÷ ای گوشہ نشین مست دیوانہ توئی یا ما
تو اپنے حال میں مست اور میں اپنی تنہائی میں مسرور، اے مستانی گوشہ نشین دیوانی تُو ہے یا ہم۔

در فصل بہاری از عشق جمال وی ÷ با نعرۂ فریادی مستانہ توئی یا ما
اس کے عشق و جمال کے جوبن اور بہار میں، ہم نعرہ فریاد بلند کرتے ہیں مستانی تُو ہے یا ہم مستانے ہیں۔

عشق تو بما بُلبُل اندر رگ و پی رفتہ ÷ آن بادہ کو آنرا پیمانہ توئی یا ما
اے بُلبل تیرا عشق و محبت ہمارے رگ و ریشہ میں سما چکا ہے، شراب مستی اَلستی کا جام تُو ہے یا ہم۔

چون گل و ما جز دوست چیزی چو نمے بینیم ÷ از غیر حبیب خویش بیگانہ توئی یا ما
تو پھول اور میں دوست کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔ اپنے دوست کے غیر سے بیگانی تُو ہے یا ہم۔

تو زخم خوری از خار ما را بکشد بردار ÷ آیا بزبان خلق افسانہ توئی یا ما
تُو نے کانٹوں سے زخم کھائے اور ہم سولی پر لٹکے، زبانِ خلق کا افسانہ تُو بنی یا ہم۔

تُو عاشق و ما عاشق دم درکش حاضر باش ÷ ورنہ بخدا امروز درخانہ توئی یا ما
تُو بھی عاشق اور ہم بھی عاشق دم بخود ہو کر حاضر ہو جا" ورنہ تُو ہی بتا خدا

مُنکر نعرۂ ماکو کر بما عربدہ کرد تا بہ محشر شنود نعرۂ مستانۂ ما

اگر (منکر) سوال کرنے والا فرشتہ ہمارے کسی جواب پر جھگڑے گا، تو قیامت تک ہمارا وہی جواب سنتا رہے گا۔

شکر اللہ کہ مُردیم در رسیدیم بدوست آفرین باد برین ہمت مردانۂ ما

اللہ کا شکر ہے کہ ہم مر کر دوست تک پہنچ گئے، ہماری یہ ہمتِ مردانہ قابلِ ستائش ہے

محیے بر طمع تجلائے جمالش میسوخت دوست مے گفت زہی ہمت مردانۂ ما

غوث محی الدینؒ اس کے حسن و جمال کی شمع پر جل چکا ہے، دوست نے اس ہمتِ مردانہ کی قدر کی۔"

نوٹ: عامل عذاب قبر کی آسانی کیلئے بعد نماز فجر نو بار پڑھے

خلاصہ کلام

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے مذکورہ اشعار میں اپنے ہجر و فراق، قرب مصطفیٰ، حقیقت دُنیا اور حقیقت انسانی، قبر کے سوالات کا دلیرانہ جواب، موت کو وصل دوست اور اپنے مقام فنا فی اللہ کو ذکر کیا ہے۔"

——— مترجم سید امیر محمد شاہ قادری

قطعہ ۲

۱. اے بُلبل شوریدہ دیوانہ توئی یا ما جویائی رُخ خوبیٔ جانانہ توئے یا ما

اے بُلبل پریشان تو دیوانی ہے یا ہم دیوانے ہیں" تو خوبرو کی متلاشی ہے عاشق زار تو ہے یا ہم۔

۲. تو عاشق گلزار ئی من عاشق دیدارم در درد فراق او مردانہ توئی یا ما

تونے اپنے غم و اندوہ کا بوجھ مجھ پر یوں رکھ دیا ہے کہ میرے دل کو غم سہنے کی صلاحیت ہوگئی۔

4. ماہی کو بر کنار افتد ز دریا چون بود ÷ ہمچنان باشد بلا دور از کنار دِل مرا

جس طرح مچھلی دریا کے کنارے سے نکل کر ضائع ہو جاتی ہے اس طرح میرے دل کے کنارے سے مصیبتوں کو نکال باہر کر۔

5. آنکہ روزم شد سیاہ باشد ز بیصبری دِل ÷ تیرہ تر باد از روزم روزگار دِل مرا

دل کی بے صبری نے میرا ستارہ گردش زدہ بنا دیا میرے دل کے حصول معرفت کی منازل کا ستارہ بھی تاریک تر ہو گیا ہے۔

6. باز آمد روز ہجران نالہ کن باری زِ دل ÷ چون تو بودی و فراق یار یار دِل مرا

اگر پھر کبھی جدائی کا دن آئے تو میرے دل سے غم کا بوجھ ہلکا کر دے تیرے ہوتے ہوئے یار کی جدائی میرے دل کا سہارا ہونی چاہیئے۔

Is the persian lessons correct?

7. چند چون مے کشد دل در رہ تو انتظار ÷ سوخت ہمچون سایہ بر راہ انتظار دل مرا

تیری راہ میں انتظار کرتے کرتے غوث محی الدین کا دل کھچا جا رہا ہے میرا دل تیری راہ میں انتظار کرتے ہوئے سائے کی طرح گڑا ہوا ہے۔

خلاصہ کلام

اس کلام میں غوث الاعظم ذاتِ حقیقی کے غم کو تمام غموم و ہموم کی تلافی کا اصل سبب ظاہر فرماتے ہیں۔

نوٹ:۔ دینی مرادوں کے حصول اور غم دور کرنے کیلئے عامل ہر روز سات بار پڑھے۔

کے گھر میں تُو ہے یا ہم۔

۹۔ گوئیند کہ گنجی ہست اندر دل ہر سر مست ٭ از بہر چنین گنجے دیوانہ توئی یا ما

لوگ کہتے ہیں کہ ہر سر مست کے دل میں ایک خزانہ ہے، ایسے خزانے کی دیوانی تُو ہے یا ہم۔

۱۰۔ محی بر گلستان شد با بُلبلِ نالان ٭ کان بُلبل نالندہ جانانہ توئی یا ما

غوث محی الدینؒ گلستان کی وجہ سے بلبل پر نالاں ہیں، اور پوچھتے ہیں اے اشکبار بلبل مست تُو ہے یا ہم

خلاصۂ کلام

حضرت غوث اعظم ان اشعار میں عشق مجازی اور عشق حقیقی کا موازنہ فرماتے ہیں اور ایک سچے عاشق کی اصل منزل کی نشاندہی کرتے ہیں:

نوٹ:۔ عامل دیدار الٰہی کے حصول کے لئے روزانہ سات بار پڑھے

قطعہ ۴

۱۔ در غم عشق تو زان بگذشت کار دل مرا ٭ کز وفایت کم شود یک لحظہ کارِ دل مرا

تیرے عشق کے غم سے میرے دل کا عمل اس طرح گزر چکا ہے کہ تیری وفا سے میرے دل کا کام پل بھر میں کم ہو جاتا ہے۔

۲۔ فارغم از گشت گلشن کز غم تو ہر زمان ٭ بشگفد صد گونہ گل از خار خارِ دل مرا

باغ کی کاشت اور گوڈی سے میں فارغ ہوں اور ہر لحظہ تیرے غم کی لگن ہے میرے دل کی چبھن والے کانٹوں سے سینکڑوں پھول کھلتے ہیں۔

۳۔ ببر دلم باری حوالت کن غم و اندوہ خود ٭ چون توان کردن کہ کردی غمگسار دل مرا

7. اینکہ با مردم مدارا میکنم از بہر تست ÷ ورنہ کی پروا بود از قول بدگویان مرا
جو کچھ لوگوں سے روا نہیں رکھتا وہ آپ کی خاطر کر گزرتا ہوں ورنہ بُرا کہنے والوں کی مجھے کب کوئی پرواہ ہوتی ہے۔

8. خانۂ من گلخن و فرش من از خاکستر است ÷ تا کہ چون محے بخوانی بی سروسامان مرا
میرا گھر آگ کی بھٹی جس کے صحن میں خاک اُڑ رہی ہے" جب تو مجھ غوث محی الدین کو بلائے تو بے سروسامانی ہی میں بلائیے"

نوٹ:۔ اطمینانِ قلب کے حصول کے لئے عامل ہر روز سات بار پڑھے

قطعہ ۴

یا یہ پڑھے

1. بار دگر صبح سعادت دمید ÷ زانکہ صباح ست کنون شام ما
نیک بختی کی صبح نے دوسری بار آنکھ کھولی صبح کے باوجود ابھی ہماری شام ہی ہے

2. زان مئ قتال کہ وارد خدا ÷ از دل شب ریختۂ در جام ما
وہ شام شب تار زود اثر شراب رکھتی ہے اور ہمارے دل کے پیمانے میں خدا موجود ہوتا ہے۔

3. باز مئ عشق بسے خوردہ ایم ÷ تا چہ شود خواجہ سرانجام ما
پھر ہم شراب عشق سیر ہو کر پیتے ہیں تا کہ ہمارا شمار بھی غلاموں میں ہو جائے

4. ھیچ بلا نام زد خلق نیست ÷ تا سر دفتر نہ بود نام ما
اس وقت تک تیری مخلوق کے لئے کوئی آزمائش نہ ہوگی جب تک ہمارا نام سر فہرست نہ آئے گا۔

۱۔ گر نداری آرزوئی وصل جانان جان مرا ؎ زندگی بگذاشتی بی او غم ہجران مرا
غم دوست کے بغیر زندگی ترک کر دے اے میری جان اگر تو وصل دوست میں دلچسپی نہیں رکھتا تو زندگی فضول ہے۔

2۔ سرِ من آغشتہ در اشک جگر گون نیست ؎ فارغم گر باغبان نگذاشت در بستان مرا
اگرچہ (مالی) میرے چمن میں تشریف نہ لایا تاہم میں اپنے سرو کو دل کے آنسوؤں سے نشو ونما دے کر فارغ ہو چکا ہوں۔

3۔ نیست فرقی درمیان شخص من تا سایہ ام ؎ بسکہ در آتش فگندہ این دل سوزان مرا
میری ذات اور میرے سایہ میں کوئی خاص فرق باقی نہیں رہا کیونکہ میرا دل آتشِ عشق میں جل رہا ہے۔

۴۔ حال من چون پیر کنعان شد کنون چون نیست ؎ بسکہ آمد سیل اشک از دیدۂ گریان مرا
اس وقت میرا حال کنعان کے بوڑھے شخص کی مانند ہے (مراد یعقوب علیہ السلام ہیں جو یوسف کی جدائی میں روئے) اور میری گریہ زاری سے سیلاب برپا ہو چکا ہے۔

5۔ جامۂ جان چاک شد در وادئ عشق وہنوز ؎ بر طرف صد نار غم بگرفتہ در دامان مرا
اس وقت عشق کی لق دق وادی میں میری جان کا لباس تار تار ہو چکا ہے۔ چاروں طرف سے میرے دامن میں سینکڑوں غموں کی آگ لگی ہوئی ہے۔

۶۔ ہمچون یارب کہ کردی بی نصیب از فضل یار ؎ ایکہ در انداختی از صحبت جانان مرا
اے اللہ مجھے کھلے بندوں یار کی جدائی میں کم نصیب ہونے کا احساس نہ دلا اور اس کی صحبت سے دور نہ رکھ اس فقیر کا باضابطہ رہنا تیری وجہ سے ہے ورنہ چغل خوروں کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔

قطعہ ۵

1. من ہمچو آذر از برون بُت میتراشم روز و شب
ور اندرون ہمچون خلیل اللہ گویم این عجب

میں اپنے ظاہر میں آذر کی طرح دن رات بُت تراشی کرتا ہوں تعجب ہے کہ باطن میں خلیل اللہ کی طرح ذکر کرتا ہوں۔

2. در بُتکدہ با این بتان باآنکہ ہستم ہمعنان
نور خدا بینم عیان حیران ادیم روز و شب

حیرت ہے کہ بُت خانے کے بتوں سے مجھے اتفاق ہو گیا کہ میں ان میں دن رات نورِ خدا دیکھتا ہوں۔

3. بشنو تو ہاؤ ہوئی من بنگر تو رنگ و بوئے من
بشگاف یکیک موئی من می بین تو در روز و شب

آپ میری ہاؤ ہو سنیں اور رنگ و بُو دیکھیں، دن رات آپ میرے ہر رونگٹے سے ذاتِ حق کا نظارہ کریں گے۔

4. آن سرو بالا کیست آن کہ وصف او لا نسبت زمان
در عشق او دیوانہ شد ہم ترک و تاجیک و عرب

وہ کیسا بلند اور قد آور سرو ہے جس نے دُنیا موہ لی جس کے عشق و محبت میں عربی، تاجیکی اور ترک دیوانے ہو گئے۔

5. ہر گہ کہ سلطانِ جہان خواہد کہ بیند روئے خود
از لولیان مملکت آئینہ میدارد طلب

5۔ از دلِ ہر روزہ مابشنوند ❊ زمزمہ عشق دلا رام ما
ہمارے دل میں عشق کے تار ہر روز بجتے ہوئے سنے جاتے ہیں جس سے
ہمیں طمانیت قلب میسر ہے۔

6۔ تا ابد ای دوست حلاوت دہد ❊ چاشنی درد تو در کام ما
اے دوست تیرے درد کا رس ہمارے کام و دہن کی لذت ہمیشہ بنا رہے گا۔

7۔ عاشق دیوانہ و مستیم ازان ❊ درد پیامی رسد انعام ما
جس کی وجہ سے ہم عاشق اور دیوانے بن گئے ہیں ہجر و فراق کا مسلسل
درد ہمیں تحفہ ملا ہے۔

8۔ از شرر مشعلۂ عشق دوست ❊ سوختہ شد ظاہر اسلام ما
عشق دوست کی مشعل کی چنگاری سے ہمارا ظاہری اسلام جل کر راکھ
ہو چکا ہے۔

9۔ خواریٔ خلقان جہان میکشم ❊ تا بہ کرم حق کند اسلام ما
دُنیا جہان کی رسوائی برداشت کی تاکہ ہمارے اسلام پر اللہ کی رحمت ہو۔

10۔ محی بہ محبوب نظر کرد گفت ❊ باز بر آید قمر از بام ما
غوث محی الدین نے محبوب کی طرف نگاہ اٹھا کر کہا کہ ہمارے گھر کی چھت
سے پھر چاند نکل آئے

خلاصۂ کلام

حضرت غوث اعظم اس کلام میں اپنے قرب حق پر خود اعتمادی ظاہر
کرتے ہیں۔

وہ اپنے کرم سے گنہگاری کو فرمانبرداری قیامت کے دن شمار کرے گا اور قہر و غضب کے لائق گنہگار کو عام معافی دے دے گا۔

۱۱ آن یوسف کنعان عجب گر نیست در بازار مصر
کین جملہ بازاریان دارند فریاد و تعجب

تعجب نہیں کہ جناب یوسف کنعانی علیہ السلام بازار مصر میں جائیں اور تمام بازار والے دیدار کی جھلک کے لئے تڑپ جائیں۔

۱۲ اے محی چراغ روشن است اندر دلست از نور حق
نی کوکب دری است چون این دل ز قندیل حلب

اے غوث محی الدین تیرے دل میں نورِ حق کا چراغ روشن ہے چمکتے سفید ستارے کی مانند لیکن دل کی قندیل بہت نرم ہے۔

خلاصۂ کلام

حضرت غوث الثقلین مذکورہ کلام میں درسِ وحدت، مقامِ حیرت عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اولیا اللہ کا مقام قربِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم شرابِ طہور۔ بندے کا قربِ خدا اور بے رخی اور ایک مستی اونٹ کی مثال دے کر اللہ کی جوشِ رحمت کی منظرکشی بخششِ خداوندی اور تحدیثِ نعمت کے طور اپنے دل کی صفائی اور نزاکت کا ذکر کرتے ہیں۔

نوٹ: استقامتِ دین و اسلام کے لئے عاملِ ہر روز گیارہ مرتبہ پڑھے۔

قطعہ ۶

بندہ گر بنگ خوردی در شراب ؛ توبہ کن آمرزمت پی پیچ و تاب

جب دُنیا کا بادشاہ اپنا مُنہ دیکھنا چاہے تو اپنی مملکت کے ذریعہ دل سے شیشہ طلب کرلیتا ہے۔

۴ وقت تجلّے خدا در رقص آمد کوہ طور
اندر دل سنگین سنگ ازبسکہ پیدا شد طرب

تجلّیٔ خدا کے ظہور کے وقت کوہ طور رقص کرنے لگا اور سخت پتھر کے دل میں خوشی نے کروٹ لی۔

۷ در محفلِ جنّت بتو حق میدہد جامِ طہور
نی بادہ دارد رنگ و بوئی جام دارد کیف و لب

مقامِ جنت میں تجھے اللہ تعالیٰ جامِ طہور دے گا اس شراب کا رنگ و بو نہ ہوگا مگر کیف و سرور کی انتہا نہ ہوگی۔

۸ من عاشق خود خواندمت نزدیک خود بنشاندمت
جز فضل بی پایان من این راندانی تو سبب

میں نے اپنے عاشق کو خود بلایا اور اپنے قریب تر بٹھایا۔ میرے بے حساب فضل و کرم کے ہوتے ہوئے تیری بے رخی کا سبب کیا ہے۔

۹ شُتر کہ بینی مست شد بر دارد از رحم خود
دز غایت مستی برد سرور شود کود خطب

تُو نے مست اونٹ نہیں دیکھا کہ وہ اپنی مستی میں ہموار ناہموار پہاڑ اور ٹیلے سبک روی سے طے کرلیتا ہے۔

۱۰ او منعمیت را از کرم طاعت کند در روزِ حشر
[illegible] شد سزا وار غضب.......

8) ماترا از بس کہ میداریم دوست ؛ دارمت از عشق خود دائم خراب
ہم تجھے بہت زیادہ عزیز رکھتے ہیں کیونکہ میں نے تجھے اپنے عشق و محبت میں
سرگرداں رکھا۔

9) از عذابم چند ترسانی بگوے ؛ دوست ہرگز دوست را کردہ عذاب
اگر تجھے میرے عذاب سے کوئی خوف ہے تو صاف صاف کہہ دے کہ
دوست دوست کو اذیت نہیں دیتا۔

10) تاکہ حسن و ناز باما کم کنے ؛ گاہ گاہے مے کنم برتو عتاب
کبھی کبھار ہم تجھے ڈانٹ ڈپٹ بھی کر دیتے تاکہ تو ہمارے ساتھ
ناز نخرا زیادہ نہ کرے۔

11) وقف روئی تست این دیدار من ؛ وقف ذرہ کردہ ام من آفتاب
تیرے سامنے میرا دیدار اس طرح وقف ہے گویا ذرّے کے لئے ہر سورج
وقف ہو جائے۔

12) تو ز دوزخ ترسئی دوزخ ز من ؛ پس مکن از ترس دوزخ اضطراب
تو دوزخ سے ڈرتا ہے اور دوزخ مجھ سے خوفزدہ ہے پھر تجھے دوزخ
سے نہ ڈرنا چاہیئے۔

13) در جہنّم گر روے من گویش ؛ تا ز توفی سیخ سوزد در کباب
اگر تجھے دوزخ میں جانے کا اتفاق ہو ہی گیا تو میں اسے کہہ دوں گا کہ بے ضرر
ہو جا۔"

14) من کنم آمین دعا ہائے ترا ؛ من دعا ہائے تو سازم مستجاب

اے بندہ اگر شراب میں ملا کر بھنگ پی لے، توبہ کر لے میں تجھے بلا حیل و حجت معاف کر دوں گا۔

۲) گر خطا کردی بگو بر کردہ ام ؛ تا کنند جملہ خطا را من ثواب

اگر تو گناہ کر بیٹھے تو اس کا اقرار کرے تاکہ میں تیرے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دوں۔

* کے حساب آن گدا گر دست شاہ ؛ کو خورد در مطبخ شہ مان و آب

بادشاہ اس بیچارے کا کیا حساب لے گا جس کا کھانا پینا ہی بادشاہ کے دستر خوان پر رہا ہو۔

۴) بندہ مائی و اندر شرع ما ؛ بندہ ہر چہ کرد بہ خواجہ است خواب

ہمارا بندہ ہماری شریعت میں رہ کر جو کچھ بھی کرے وہ سب کچھ ہمارے سپرد ہے۔

۵) خصم دامن گیر را راضی کنم ؛ روز حشر از تو دہم بر او ثواب

میرا کرم اتنا وسیع ہے کہ دشمنوں کو بھی راضی کر دیتا ہوں۔ قیامت کے دن میں اپنوں کو دگنا اجر دوں گا۔

۶) در دل شب تا کہ گوئے اے خدا ؛ من ترا بیدار سازم زخواب

آدھی رات اگر تو یا اللہ کہہ کر پکارے تو میں تجھے خوابِ غفلت سے بیدار کر دوں گا۔

۷) چون ترا سلطان گرفت اندر پناہ ؛ غم مخوار از ہیچ ملک از انقلاب

جب تجھے بادشاہ اپنی پناہ میں لے۔ لے تو ملکی انقلابات سے بے فکر ہو جا۔

انہیں ایک نظر سے دیکھیں گے۔

۴۔ عاشقاں نے خواہند بہشت از بہر آن ؛ فارغ اندر کتخدائی خان مان کردہ خراب

عاشق نہ حوروں کی طلب رکھتے ہیں نہ جنت کی خواہش کیونکہ وہ ذاتِ مولیٰ کی یکسوئی میں خانہ خراب ہو چکے ہوتے ہیں۔

۵۔ پردۂ محشر بدرند عاشقاں چوں از لحد ؛ سر برآرند بادل پر آتش وچشم پُر آب

عاشق پر قبر کی لحد سے ہی قیامت کی حقیقت عیاں ہو جاتی ہے جب قبر سے اٹھے گا تو دل شعلہ بار ہو گا اور آنکھ پُر نم

۶۔ بادل مجروح میگیرند مے گویند کو ؛ آنکہ کردہ وعدۂ دیدارِ خود روزِ حساب

عاشق بددلی سے جامِ طہور تھام تو لے گا مگر ذاتِ حق سے مخاطب ہو کر برملا کہہ دے گا کہ وعدہ مجھ سے شرابِ وصل و دیدار کا ہے۔

۷۔ بے تماشائے جمالت مے گوید روزِ حشر ؛ در صفِ بیگانگان یا لَیتَنِی کُنتُ تُرَاب

جمالِ کبریا کا منظر نہ دیکھ کر غوث محی الدین پکار اٹھے گا کہ کاش بیگانوں کی محفل میں مٹی ہو جاؤں؟

خلاصۂ کلام

مذکورہ کلام میں عاشقوں کا مقام اور حقیقی منزل کی نشاندہی کی گئی ہے

قطعہ ۸

۱۔ گر تماشائے جمالِ حق نباشد در بہشت ؛ برکنند مستاں حضرت قصر ہا را خشت خشت

اگر جنت میں جمالِ یار کا منظر نہ ہوا تو مستانے لوگ بہشتی مکانات کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔

میں تمہاری دعائیں قبول کرتا ہوں اور انہیں اپنی بارگاہ میں مستجاب ہونے کا شرف بخشتا ہوں۔

15) مجھے را آندم کہ آمرزیدہ ام ÷ ہیچ موجودے نہ بود از ہیچ باب
غوث محی الدین کو میں نے اس وقت سے بخش دیا جبکہ ولائیت کا ابھی دُور دُور تک وجود بھی نہ تھا۔

خلاصۂ کلام

مندرجہ بالا اشعار میں غوثِ اعظم پیر نے مقامِ فنا میں کھو کر اللہ کی طرف سے کلام کیا ہے۔ صادق الوعد ذاتِ کبریا کی طرف سے بندوں کے حق میں عفو و درگذر اور نجات کی صورتیں ذکر کی ہیں۔

نوٹ: اسی مقصد کے لئے عامل یہ بھی پڑھ سکتا ہے۔

قطعہ

۱۔ از جمال لایزالی برنداری گر نقاب ÷ عاشقانِ لا اُبالی را بماند دِل کباب
برقرار اور دائمی حسن سے اگر تو حجاب نہ اٹھائے تو دل جلے عشاق کا جگر کباب ہو جائے گا۔

۲۔ صدر جنت گر بود بیدست در قصر جحیم ÷ خیمہ ہائی عاشقان بلینی طناب اندر کناب
اگر اتفاق سے جنت کا دروازہ دوزخ کے عین درمیان میں ہوا تو عاشق لوگ اپنے خیموں کی رسیاں وہیں باندھ دیں گے۔

۳۔ قاصرات الطرف عین باشد حوران بہشت ÷ ہر کہ شد کوتہ نظر گو سوئی الشان بشتاب
بہشتی حوریں اپنوں کے علاوہ کسی میں دلچسپی نہ رکھیں گی مگر عاشق کوتاہ نظر ہو کر ہی

جب عاشقوں کے سامنے سے دوست کا مجنون گزرے گا تو اسے نیک اور بُرے کے امتیاز سے معذور جانیں گے۔

۹ کی مشام جان مشتاقان معطر مے شود ÷ گر نیا شد بوئے اوبود رجنت عنبر سرشت

شوق والوں کے بالوں کی ہر جڑ عطر بار ہوگی۔ ایسی خوشبو شاید جنتی عنبر میں بھی نہ ہو۔

۱۰ مے میگفت آہ من چارہ چہ سازم کنم ÷ دل برفتہ در بلائی عشق دجان را بہشت

غوث اعظم کہے اے کاش میں لاچار ہوں دل مبتلائے عشق۔ ہے اور جسم و جان کے لئے انعام بہشت۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ اشعار میں دیدار الٰہی اصل مدعائے عاشقاں۔ دوسروں کا احساس ماسوا اللہ سے بے نیازی۔ عشقِ حقیقی منتہائے انسانیت کا ذکر فرمایا۔

نوٹ: وصل باری تعالیٰ کے لئے عامل ہر روز سات بار پڑھے۔

قطعہ ۹

یکصد و شصت نظر را تبہ بندۂ ماست ÷ بندہ را مرتبہ بنگر زکجا تا بہ کجاست

ہماری نظر رحمت بندے کا پیچھا ایک سو ساٹھ (۱۶۰) مرتبہ روزانہ کرتی ہے بندے کی شان دیکھ کہاں سے کہاں تک پہنچی۔

بیوفائی مکن و از در ما دور مرد ÷ زانکہ ما را ز ازل تا ابد با تو صفات

اے بندے ہمارے دروازہ سے دور نہ جا کیونکہ ہمیں تجھ سے ازل سے لے کر ہمیشہ کا تعلق ہے۔

2 حق تعالےٰ چون دہد بر بندگان جام طہور ؛ کاسہ لبتانیم و با آن کاسہ دہ خوانیم بہشت
اللہ تعالیٰ جب بندوں کو جامِ طہور دے گا تو ہم وہ کاسہ لے لیں گے اور پیتے وقت
آٹھ دس اور آدمی بھی بلا لیں گے۔

3 بر درختِ دل امید وصلِ تو کردیم وصل ؛ در دو عالم غیر ازین بار انباید ہیچ کشت
تیرے وصل کی پیوندکاری ہم نے اپنے دل کے درخت میں کر دی ہے اور دونوں جہانوں
میں اس کے علاوہ کوئی کھیتی بوئی بھی نہ جائے۔

4 یکسرِ موئے نباشد خالی از سودائے دوست ؛ در سر این سود است مارا تا نباشد سرنوشت
دوست کے جنون کے علاوہ ایک بال برابر بھی ہماری ذات میں گنجائش نہیں ہمارے
خیال میں یہ بہت نفع مند ہے اگر نوشتہ تحریر نہ لائے۔

5 آنکہ شد سررشتۂ بخت ہمہ بر قبلہ اش ؛ تا گلیم بخت مارا از گدائے نیک و زشت
جب سب لوگوں کا بخت اسی کے قبلہ سے تعلق رکھتا ہے تو پھر ہر نیک اور برے
گدا کی گدڑی ہمارا نصیب بنی رہے گی۔

6 تا نہ بینم دوست را این حلۂ پوشم سیاہ ؛ از میان حلہائی رنگ رنگ اندر بہشت
جب تک دوست نہ دیکھ لوں گا علامت غم کا سیاہ لباس زیبِ تن رکھوں گا طرح
طرح کے رنگ برنگے بہشتی لباس نہ پہنوں گا۔

7 مسجودِ بت مرا کافر مگو دیوانہ ام ؛ سجدہ می کردم ندانستم کہ کعبہ است یا کنشت
اے بت کے مسجود مجھے کافر نہ کہہ میں دیوانہ ہوں میں نے یہ سجدہ جانے بغیر ادا کر دیا
کعبہ کی طرف ہے یا بتخانہ کی طرف۔

8 چون رود از پیش چشم عاشقان مجنون دوست ؛ نہ آنکہ از لا یعقلے مجنون ندانند خوب و زشت

میں تیرا ذمہ دار ہوں جو میری شان کے لائق ہے مجھ سے طلب کر خواہ لکڑی دودھ، نمک، دیگ ہی کیوں نہ ہو۔

من عطا کردہ ام ایمان وعطا کردۂ خویش ✽ کی ستانم زگدائے کہ بر صدقہ رواست

بندے کو دولتِ ایمان میں نے ہی عطا کی ہے میں اس گدا سے کیا لوں گا جو خود صدقہ سے پلا ہو۔

با تو ام من ہمہ جا ترس تو از شیطاں چیست ✽ چو پناہت منم ابلیس بیا کو کہ سلاست

جب میں تیرا ہر جگہ ساتھی ہوں تو تو شیطان سے کیوں ڈرتا ہے جب تو میری پناہ میں ہے شیطان کو اعلان کردے جو کرنا ہے کرے۔

بیوفائی ہمہ از جانب تست اے محی ✽ ورنہ از ما کہ خدائیم ہمہ مہر و وفاست

اے محی الدین عام بے وفائی تیری طرف سے ہے، میں تو خدا ہونے کے ناطے مہر و وفا کرتا ہوں۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ کلام میں" بندے کے حال پر اللہ کی نظرِ رحمت، غفلت پر تنبیہہ، اشکباری سے گناہوں کا دھلنا قیامت کے دن شرمندگی سے بچانا، نیکیوں میں اضافہ، گناہوں کی معافی، قربِ ذات، وعدہ قبولیت دعا، مناسب حاجات کی تکمیل، مکروفریب شیطان سے امن کا ذکر کیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ کی توجہ اور قرب کیلئے عامل ہر روز اکیس ۲۱ بار پڑھے نیز قبولیتِ دعا کے لئے تین سو ساٹھ ۳۶۰ مرتبہ پڑھے۔

روے ناشستہ چرکین شدہ از چرک گناہ ؛ آب گرمی کہ از دشستہ شود رحمت ماست

گناہ کی میل سے اَٹا ہُوا چہرہ آنکھوں کے گرم پانی سے ہماری رحمت دھو ڈالتی ہے۔

ہم بدست تو دہم نامۂ تو روز حساب ؛ تا نداند کس دیگر کہ درین نامہ چہاست

میں تیرا نامۂ اعمال قیامت کے دن تجھے دے دوں گا اور کسی کان کو خبر نہ ہو گی کہ اس میں کیا لکھا ہے۔

یک نکوئی ترا دہ بدہم دُنیا ؛ باز در آخرت آن ہفصد ہفتاد مراست

تیری ایک نیکی کا اجر دُنیا میں دس گُنا کر دوں گا اور آخرت میں اس کا اجر سات سو ستّر گُنا ہو جائے گا۔

گر بدی از تو بر آید بہ کرم عفو کنم ؛ اینچنین لطف و کرم غیر من اے بندہ کراست

اگر تجھ سے کوئی بدی سرزد ہو گی تو اپنے کرم سے معاف کر دوں گا ایسا فضل و کرم میرے سوا اور کون کر سکتا ہے۔

نار دوزخ چہ کند با تو زمن و شرم مدار ؛ ظاہر و باطن تو چون ہمہ از نور خداست

تیرا ظاہر و باطن تو نورِ خدا سے ہے پھر تجھے دوزخ کی آگ سے کیا خطرہ وہ تیرا کیا بگاڑے گی۔

ہر چہ خواہی بطلب تو زمن و شرم مدار ؛ بر من ای بندہ اجابت بود و بر تو دعاست

جو جی میں آئے بلا جھجک مجھ سے مانگ تیرا کام دعا کرنا ہے قبول میرے ذمۂ کرم پر ہے۔

تو زمن ہیزم و شیر و نمک و دیگ بخواہ ؛ من وکیل تو ام از من بطلب ہر چہ سزاست

سر تا بقدم محبہ پیوستہ جز است ہست ؎ چو در ہمہ عمر اد رائیک روز نہ دوست
محی الدین عبد القادر ہمہ تن اللہ کی عطاؤں سے ملاتی ہے اور عمر بھر ایک دن بھی حاصل
کئے بغیر نہ رہا۔

خلاصۂ کلام

ان اشعار میں۔ خدا کے کرم پر کامل بھروسہ، عشقِ الٰہی حیاتِ ابدی کا پیام بہ
صوفی کائنات میں نظامِ خداوندی کا ذمہ دار فرد، اخلاص انسانی، مرد حق آگاہ غم پر سوار
ہوتا ہے۔ قرب خداوندی کا اظہار کیا گیا ہے۔

نوٹ :۔ گناہوں کی بخشش کے لئے عامل ہر روز سات مرتبہ پڑھے۔

قطعہ ۱۱

عمل من ہمہ عمر از چہ خطا افتادست ؎ چہ غمست چون سر و کارم بخدا افتادست
کیا ہوا عمر بھر کے اعمال غلط ہی سہی فکر کی کوئی بات نہیں، میرا پالا تو رحمتِ حق
سے پڑا ہوا ہے۔

بچنین دست تہی وصل خدامی طلبم ؎ تو بمن گو کہ چنین کار کرا افتادست
میں خالی ہاتھ سے اللہ کا وصل طلب کرتا ہوں آپ مجھے یہ کہتے ہیں کہ میں اس کام
میں کس لئے مبتلا ہو گیا ہوں۔

جحبلم تا بقیامت چہ بگویم ہیہات ؎ کہ میانِ من و تو دوست چہا افتادست
میں تو قیامت تک کا مریض ہوں افسوس کہ میں کیا کہوں کہ میرے اور تیرے درمیان
کس چیز کا دخل ہوا ہے۔

نظرم جز بہ کمال کرم حق نہ بود ؎ ہمہ کارم ہمہ عمر از چہ خطا افتادست

قطعہ نمبر ۱

ستہ ترا رویت نی آب ترانی دست ÷ نی ہیچ کسے جز حق شوئیدہ رویت ہست

تیرا منہ کب دھلے گا دھونے کے لئے پانی نہ ملنے کے لئے ہاتھ اللہ سے سوا تیرا چہرہ دھونے والا بھی کوئی نہیں۔

جام مے عشق حق درکش تو اگر مردی ÷ تا مست خدا میری در گور روی سرمست

عشق الٰہی کے جام سے اے مرد تو گھونٹ پی رہا ہے خدا کا مست بن کر مرے گا اور قبر کی لحد میں مخمور ہو گا۔

ہر صوفی و صافی کہ بود دست ریاضت کش ÷ اوزلہ مردانہ از خوان جہان بر لبست

ہر صوفی مزاج ریاضت و عبادت کا عادی دُنیا جہان کے دستر خوان سے مردانہ وار علیحدگی اختیار کر لیتا ہے۔

یوسف کہ برادر را بدنامی دوزدی داد ÷ در خلوت خاص خود با او چہ سیب بہ نشست

یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی (بنیامین) کو چوری کا الزام دیا اور خاص تنہائی میں کس خوش اسلوبی سے پیش آیا۔

بر بستہ دگر باشد و بر لبتہ دگر آید دست ÷ بر رستہ کسے باشد کو دوست بدو پیوست

فی الواقع قیدی تو کوئی اور ہوتا اور سزا دوسرے کے سر آتی ہے، ہے کوئی آزاد مرد جو قیدی سے دوست کی ملاقات کرا دے۔

تا عقل مصاحب شد با دل غم و محنت دید ÷ ہم صحبت مشفق شد از جملہ غمہا رست

جب تک عقل ساتھ دے تو دل پر غم سوار رہتے ہیں جب کوئی بندہ ہمہ تن مشفقت بن جائے تو تمام غموں سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

رہتا ہے۔

خلاصۂ کلام

مندرجہ بالا کلام میں، گنہگاری کے باوجود رحمتِ باری پر کامل بھروسہ، حقیقی دوست سے ہجر کی شکایت اللہ کے لطف و کرم میں دوسروں کا احساس، اللہ کے حضور اقرارِ جرم، عذابِ قبر اور اس سے نجات کی امید قوی۔ فقیر الی اللہ کے دل میں وفا ہی وفا ہوتی ہے۔ فقیری کا طالب آخر کار فقیر بن ہی جاتا ہے جیسے امور ذکر کئے گئے ہیں۔

نوٹ:۔ قبولیت توبہ کیلئے عامل ہر روز سات بار پڑھے

قطعہ ۱۲

گنہ کردی بگو کردیم اے دوست ؛ کہ بعد از کار بد این توبہ نیکوست

اے بندہ اگر تو نے گناہ کیا ہے تو اقرار کر لے بُرے کام کے بعد اقرار کر لینا ایک بہترین توبہ ہے۔

گنہ کردن اگرچہ خوئی تو گشت ؛ ولی عفو گناہت ہم مرا خوست

گناہ کرنا اے بندے اگر تیری عادت بن گئی ہے لیکن ہماری عادت گناہوں کو معاف کرنا ہے۔

تو شب بر خاک رو میمال مے نال ؛ کہ آن نالید را داریم ما دوست

تو رات کے وقت چہرہ خاک آلود کر کے رو کیونکہ انسان کا میرے ڈر سے رونا مجھے بے حد پسند ہے۔

نفسہائے گنہگاران تائب ؛ مرا خوشبوئی تر از مشک خوشبوست

پورے عمر بھر کے تمام اعمال میں اگرچہ لغزشیں ہی لغزشیں ہیں مگر میری نظر اللہ کے کمالِ کرم کے سوا کہیں نہیں جاتی۔

تو بمن لطف و کرم کردہ کہ تنہائی دوست ؛ کرمت بخش ہمہ کس ہمہ جا اوفتادست

تو نے مجھ تنہا پر تو دوست جان کر لطف و کرم کر ہی دیا، مگر میری خواہش یہ ہے کہ تیرا کرم ہر جگہ سب کیلئے عام ہو جائے۔

نظری کن بعنایت تو درین آخر عمر ؛ سوئی این بندہ کہ در سین ہمہ اوفتادست

اس بندہ کے حال پر آخری عمر میں نظرِ عنایت کر دے کیونکہ اس کے تمام اعمال قابلِ گرفت ہیں۔

من از خوف بگورم و مکن نومیدم ؛ کہ از و بخش گنہگار رہا اوفتادست

مجھے قبر سے خوف آتا رہتا ہے مجھے ناامید نہ کیجئے اس سے رہائی بخش اور اس کی مجھے قوی امید ہے۔

بتو از کنج لحد گفت خدا از سر لطف ؛ کہ بگو رفتے بر تو خاک چرا اوفتادست

قبر کی تنہائی میں تجھے خدا مہربان ہو کر فرمائے گا کہ اپنے منہ سے بتلا کہ تیرا چہرہ خاک آلود کیوں ہے۔

برزمین دل ہر کس بنشاند تخمی ؛ بزمینِ دِل ما تخم وفا اوفتادست

زمینِ دل پر ہر شخص کوئی نہ کوئی بیج بوتا ہے، ہمارے دل کی زمین میں وفا کا بیج بویا ہوا ہے۔

بخدا در نظر محی تو پیوستہ دلت ؛ طالب فقر و محبّت فقر اوفتادست

قسم ہے محی الدین کی نظر میں فقیر مزاج فقر و محبت کا طالب فقیر ہو کر ہی

خوفِ خدا سے جاری ہونے والے آنسو بے حد قیمتی ہوتے ہیں۔ تائب کی سرد آہیں کستوری سے زیادہ عطر بار ہوتی ہیں۔ مایوسی گناہ ہے۔ نگاہ کی بلندی، بقائے ولایت اولیائے اللہ جیسے امور ذکر کئے گئے ہیں۔

نوٹ :- قبولیت توبہ کے لئے عامل یہ سات بار بھی پڑھ سکتا ہے

قطعہ ۱۳

پیروی شیطان لعین لبس بیرہ ست ÷ پوستین دادن بگازرکار مرد ابلہ است

شیطان مردود کی فرمانبرداری ویران کوئیں میں گرنے سے عبارت ہے یا چمڑے کی قبا کوئی بے وقوف دھوبی کے سپرد کر دے۔

گرچہ شیطان زعفران بسیار میدارد بملک ÷ کے بریزد پیش حیوانی کہ قوت او کہ است

شیطان اگرچہ بہت سے زعفران پر تسلط رکھتا ہے مگر اسے یہ طاقت کہاں کہ کسی جاندار کے کام آنے دے۔

در صباح آن مردار خوردہ باشد باگلہ ÷ تو بناہت در نماز شام بس کی آگہست

بوقت صبح شیطان سے اتفاق نہ کر ورنہ چغلی کھانے کا شکار ہو جائے گا اور شاید شام کی نماز پڑھ کر ہی سکون میسر آئے۔

آن توئی اندر جوانی کلہ خشک از غرور ÷ وقت پیری خود خزف گشتی پشت دوہنا است

تُو وہی ہے نا جو جوانی میں مغرور بن کر ٹیڑھی ٹوپی پہنتا تھا اور بڑھاپے میں تیری قدر و قیمت ٹھیکری سے کم ہو گئی اور تیری کمر کمان ہو گئی۔

کردی از مردان فراموشی کنی دائم گناہ ÷ یاد مردن توبہ کردن در دلی تو گہ گہست

موت بھلا کر تو مسلسل گناہ کرتا رہا شاید کبھی کبھار ہی تیرے دل میں توبہ یا

گناہ سے باز رہنے والوں کے سرد سانس کی مہک میرے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

چو فضل ماست پشتیبانت اے پیر ؛ چہ غم داری اگر پشت تو دو توست

اے بوڑھے تو اپنی کمر میں خم آجانے سے نہ گھبرا کیونکہ تیری پشت پناہی کیلئے میرا فضل و کرم وقف ہے۔

کسی کز دی تیر نبود بعالم ؛ مرا لاتقنطوا در بارہ اوست۔

بندہ کو میرا حکم ہے کہ وہ مایوس نہ ہو مگر جو اس حکم کے باوجود مایوس ہوگا وہ دُنیا میں بدترین شخص ہے۔

بہ نعمتہائی جنت پروری مغز ؛ تر بر استخوان گر خشک شد پوست

اگرچہ ہڈیوں پر کھال خشک ہو جائے مگر تو اپنے مغز کو جنتی نعمتوں سے ترو تازہ رکھ۔

چو رحمان بر تو نیک ہست غم نیست ؛ اگر شیطان بدست و ما تو بدخوست

جب اللہ مہربان ہو تو بڑے شیطان کی دشمنی سے کیا غم ہے۔

نمیرد ماہی دل محے ہرگز ؛ زلال رحمت حق تا درین جوست

غوث محی الدین کے دل کی مچھلی ہرگز نہ مرے گی جب تک رحمت باری تعالیٰ اس کے لئے آب رحمت باقی رکھے۔

خلاصۂ کلام

مندرجہ بالا اشعار میں ، اقرار جرم ، توبہ ، قدرت کا مزاج معاف کرنا

زندگی سے حقیقی نفع حاصل نہ کرنا قابلِ افسوس، مردِ خدا شناس کا ظاہر و باطن حکومت کا صحیح خد و خال - پیر کامل کی تلاش اور منافقت سے پرہیز - اہلِ دنیا کے مشاغل اور فقیروں کا مشغلہ جیسے امور ذکر کئے گئے ہیں ۔

نوٹ :۔ شیطان اور ظالموں کے شر سے حفاظت کے لئے عامل سات بار ہر روز پڑھے ۔

قطعہ ۱۴

آہ دردآلود مردم جان جہانہا را لبسوخت ؛ سینۂ مجروح ہر مجنون و شیدا را لبسوخت

آدمیوں کی دردناک آہیں کتنی جانوں کو جلا دیتی ہیں اور ہر مجنون اور شیدائی کے مجروح سینے کو بھی جلا سکتی ہے ۔

در جگرہائے کباب این آہ من زد آتشی ؛ آہ زین آہی جگر سوزی کہ دلہا را لبسوخت

جلے ہوئے دل میں میری اسی آہ نے آگ لگائی تھی افسوس کہ اسی آہ سے جگر تپتا ہے اور دل جلتے ہیں ۔

مامدرس گفتم از سوز دل خود شمر ؛ آتشے در جانش افتادہ سر و پا را لبسوخت

ہمیں استاذ نے بتایا ہے کہ اپنے سوز دل سے ہی مزہ ہے کہ جسم و جان میں آگ لگتی سر اور پاؤں جل جاتے ہیں ۔

پیش یوسف گرہی روزی بگوئی اے عزیز ؛ آتشِ عشق تو سرتا پا زلیخا را لبسوخت

کہہ دے کہ زلیخا یوسف علیہ السّلام کے سامنے ایک مہینہ رہ کر ان کے عشق کی آگ میں سر سے پاؤں تک جل گئی ۔

نوبہاران اشک ریزان جانب صحرا شدم ؛ آہ گرم سبزہ ہائی کوہ و صحرا را لبسوخت

موت یاد آتی ہو۔

گفتہ اند گردی ومردی نیستی مردِ خدا ÷ دررہ دین گرد گردد ہر کہ او مرد رہ ہست

دانا کہتے ہیں افسوس کہ تو زندہ بھی رہا اور مردِ حق بن کر نہ مرا سیدھی راہ پہ چلنے والا دین

کی سربلندی کے لیئے گردِ راہ بن جاتا ہے۔

در درون گریۂ زاریست و از برون نقش و نگار ÷ لایق این گرسنہ میدان کہ سرکہ باکہ است

مردِ حق کی صفت ہے کہ بباطن گریہ زاری اور بظاہر سفید پوشی اور اس بھوکے

کے لئے تو سرکہ ہی نعمت ہے۔

شاہ در خرگاہ باشد تا بود خرگاہ شاہ ÷ در خری باشد دران خرگاہ نبود خر گہست

بادشاہ خیمہ میں رہ سکتا ہے جب تک خیمہ اس کے زیرِ حکومت ہو اگر اسی خیمہ میں گدھا

باندھ دیا جائے تو اس کی شاہی شب ختم ہو جائے گی۔

مومن صادق جو از سر پوست آید برون ÷ وان منافق پیشہ مانندِ پیاز تہ تہ است

سچے مومن کی تلاش کر جو اپنی کھال بھی کھنچوا سکتا ہے اور منافق پیشہ شخص بدبودار

پیاز کی طرح پیچیدار ہے۔

محی ہر کس در جہان کر دست کارے اختیار ÷ کار درویشان بدرگاہ خدا نشین اللہ است

اے غوث محی الدین اس دنیا میں ہر شخص کوئی نہ کوئی کام کرتا ہے مگر درویشوں کا منصب

قربِ الٰہی میں بیٹھنا ہوتا ہے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ کلام میں اطاعت شیطان کی بربادی، شیطان کسی پر یقین نہیں کر سکتا

مسلی کھانا شیطان کی قبلہ ۔ جوانی دو بڑھاپے کا موازنہ، غفلت انسانی سے لاد

کرنے میں کیا شرم ہے۔

گر شراب و بنگ خوردی توبہ کن اللہ گو ٭ یاد ماکن چون دہانت پر شراب و بنگ نیست

اگر تو شراب اور بھنگ پیتا ہے تو توبہ کر کے اللہ اللہ کر۔ ہماری یاد کر تیرا منہ اگر شراب آلود بھی ہوگا تو ہمیں پرواہ نہیں۔

ما بدیہا را بہ نیکوئی بدل خواہیم ساخت ٭ کار ما با بندگان بد بجز این رنگ نیست

ہماری اصل منشا اور مرضی یہی ہے کہ بندوں کے گناہ نیکیوں سے بدل دیں ہماری رحمت نگین مزاج بندوں کے ساتھ ظہور میں آتی رہتی ہے۔

در دل سنگین بدکاران امید فضل ماست ٭ جائے جوہر ہائے سنگین جز میان سنگ نیست

سخت دل بدکاروں کے دل میں ہمارے فضل کی امید ہوتی ہے کیونکہ سخت اور قیمتی موتی سخت پتھر کے سینہ سے نکلتے ہیں۔

عاصیان دارند نظر بر ما و ما بر عاصیان ٭ ما چو کردیم آشتی کس را مجال جنگ نیست

گنہگار ہم پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہم گنہگاروں پر توجہ کرتے ہیں جب ہم امن کر دیں تو کسی کی کیا مجال کہ وہ جنگ کرے۔

پشتۂ لنگے کہ بار او گران افتادہ است ٭ میرود افتان و خیزان گرچہ پیش آہنگ نیست

بھاری بوجھ والا لنگڑا گرتا پڑتا منزل تک خیر تو قعاتی طور پر پہنچ ہی جاتا۔

نیک مردان جہان گرچنگ در اطاعت زنند ٭ محی مفلس ترا جز فضل حق در چنگ نیست

دنیا جہان کے نیک مرد اگرچہ نیکی میں چاک و چوبند نظر آتے ہیں مگر تیرا غریب مسکین محی الدین تیرے فضل پر نظر جمائے بیٹھا ہے۔

میں خوشی خوشی آنسو بہاتا ہوا جنگل کی طرف ہو لیا میرے گرم سانس نے پہاڑوں اور جنگلوں کا سبزہ جلا دیا۔

مجھے نادانست کان یاراں بغفلت میزند ؛ خرقہ و تسبیح و مسواک و مصلےٰ رالبوخت

غوث محی الدین اس سے بے خبر رہا کہ یار لوگ وہاں غفلت سے چلتے ہیں اور گدڑی تسبیح، مسواک، مصلّی جلا بیٹھتے ہیں۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ کلام میں، قوت اشکباری، سوز دروں، غلبۂ عشق، عشق میں غفلت سے زوال۔ جیسے امور زیر غور لائے گئے ہیں۔

نوٹ:۔ شر شیطان، اور ظالموں کے سر سے امن کے لئے عامل یہ بھی ہر روز سات بار پڑھ سکتا ہے۔

قطعہ ۱۵

باتو ای عاصی مرا صلح است ہرگز جنگ نیست ؛ زانکہ غیر از غم ترا اندر دلِ دل تنگ نیست

اے گنہگار تیرے ساتھ میری کوئی لڑائی نہیں بلکہ اعلانِ صلح ہے (آوازِ عبد) اے اللہ تیرے غم سوا اس تنگ دل اور کیا رکھا ہے۔

روئے زردِ خود ہما کن زانکہ بر درگاہِ ما ؛ ہیچ روئے بدز زردی زعفرانی رنگ نیست

اپنے چہرے کی زردی دور کر کے آ کیونکہ ہماری بارگاہ میں کوئی چہرہ زرد اور زعفرانی رنگت والا نہ دیکھا جائے گا۔

در دل شبہا رسن در گردن افگن توبہ کن ؛ بندہ را پیش خدا از توبہ کردن ننگ نیست

آدھی رات اپنی گردن میں پٹکا ڈال کے توبہ کر کیونکہ بندے کو اپنے خدا کے سامنے توبہ

غلط رُخ اختیار نہ کر سکی۔

خود بخود گوئیم سخنا چون بگریم زار زار ؞ محرم رازِ غریبان بد اشک سائل است

جب میں اُٹھ اُٹھ روتا ہوں تو اپنے آپ سے باتیں کرتا ہوا کہتا ہوں کہ بدنصیب غریبوں کا محرم راز بہنے والا آنسو ہوتا ہے۔

محے با این زندگانی گر گمان داری کہ تو ؞ راہِ حق رفتی یقین میدان کہ فکر باطل است

اے غوث محی الدین اگر تجھے گمان ہو کہ اس زندگی میں راہِ حق پر چل رہا تو یقیناً یہ گمان سفید جھوٹ ہے۔

خلاصۂ کلام

مندرجہ بالا اشعار میں، دیدارِ الٰہی کے لئے بے تابی، عاشق دیوانوں کا مشغلہ حرارت عشق کا وزن، عشق ایک راز ہے، جوانی میں دامنِ عصمت کی حفاظت گنہگار کی آنکھ سے بہنے والا آنسو بہت قیمتی ہے، بندہ کی کمزوری ہے کہ وہ سہواً راہِ حق سے ہٹ جاتا ہے۔

نوٹ:۔ جسمانی بیماری کے علاج کے لئے عامل ہر روز ساتؐ بار پڑھے۔

قطعہ ۱۷

گفتا کہ تو گفتم کمین غلامت ؞ گفتا مگر تو مستے گفتم بلے ز جامت

کہا کہ تو کون میں نے کہا تیرا غلام، کہا کہ تو مست ہے میں نے کہا ہاں تیرے ہی جام و ساغر سے۔

گفتا چہ پیشہ داری گفتم کہ عشقبازی ؞ گفتا کہ حالتت چیست گفتم غم و ملامت

کہا کہ تو کیا کام کرتا ہے میں نے کہا عشق بازی، کہا کہ تیری کیا حالت ہے میں نے

خلاصۂ کلام

اس کلام میں گناہ کی پشیمانی سے نجات اللہ کی فیاضی و احسان، جدوجہد سے منزل آسان، اللہ پر مکمل اعتماد کا ذکر کیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ گناہوں کی بخشش کے لئے عامل ہر روز سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۱۶

پائی دل در کوئی عشقت تا بزانو در گلست ÷ ہمتے دارید یا من زانکہ کارے مشکل است

تیرے عشق کے کوچہ میں دل گھٹنوں تک مٹی سے آتا ہوا ہے دیدار کر لینے کی ہمت میرے بس کی بات نہیں ہے۔

من ز رامم کین دل دیوانہ را مقصود چیست ÷ گو ہمیشہ سوی سرگردانی من مائل است

میں دل کے ساز کے تار چھیڑتا رہتا ہوں اور دیوانے کا اس کے علاوہ اور کیا کام ہو سکتا ہے (آوازِ خدا) بندہ ہمیشہ ہماری طلب میں حیران ہے۔

فیل محمودی فرو ماند اگر بیند بخواب ÷ بار سنگینے کہ از درد تو مارا بر دل است

(آوازِ عاشق) ابرہہ کافر کا محمود ہاتھی اگر ہمارے دل کا سنگین درخواب میں دیکھ لے تو اپنی شکست مان لے۔

اے دل آوارہ آخر چند میگوئی مگو ÷ اندران کوئی کہ پائی صد ہزاران در گلست

اے آوازِ دل جو کچھ تو کہنا چاہتی ہے مت کہہ کیونکہ اس کوچہ میں لاکھوں کے پاؤں دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔

ہمدمم آہست محرم عم در ایام شباب ÷ وقت عیش و نوجوانی وچہ خوش ما حاصل ست

سسکیاں اور آہیں ہماری جوانی کی ساتھی ہیں عیش اور نوجوانی کے وقت بھی عمر

خلاصۂ کلام

بندہ کا ذاتِ مولیٰ سے راز و نیاز کی باتیں کرنا۔

نوٹ:۔ اپنی بات منوانے کے لئے عامل روزانہ سات بار پڑھے

قطعہ ۱۸

غم مخوری کہ عاقبت جائی تو صدر جنت ست ÷ روی تو تا ابد سوی رضائی حضرت ست

غم نہ کر کہ آخر کار تیرا مقام جنّت کا صدر کا مقام ہے کیونکہ ہمیشہ سے تیرے دِل کی توجہ رضائے مولیٰ کیلئے رہی۔

غم مخوری کہ مرغ جان چون ز تنت همی برد ÷ منزل آشیان او در مقصد صدق نیت ست

غم نہ کر کہ رُوح کا پرندہ جب جسم سے اُڑ جائے گا تو اس کے گھونسلے کی منزل نیت کی سچائی ہو گی۔

غم مخوری کہ این تنت چون بلحد فرو رود ÷ خاک تن تو تا بحشر غرقہ آب رحمت ست

غم نہ کر جب تیرا جسم لحد میں اترے گا تیرے جسم کی خاک قیامت تک آبِ رحمت سے گندھی رہے گی۔

غم مخوری کہ حق ترا از همہ خلق برگزیدہ ÷ این ز جمال لطف اوست نہ ز کمال خدمت ست

غم نہ کر اللہ تعالیٰ نے تجھے تمام مخلوق میں سے چُن لیا ہے۔ یہ کمالِ خدمت کا نتیجہ نہیں بلکہ محض اس کا لطف و کرم ہے۔

غم مخوری کہ روز و شب سیصد و عصمت لطفِ حق ÷ در تو نظر همی کند اینهمہ از محبت است

غم نہ کر کہ تین سو ساٹھ دن اور ان کی راتیں اللہ تعالیٰ تجھ پر اظہارِ شفقت کیلئے عنایتِ رحمت کرتا ہے۔

کہا غم اور ندامت۔

گفتا کہ چیست حالت گفتم کہ حال شاکر ؛ گفتا کہ جا فتادی گفتم میان دامت

کہا کہ تیرا کیا حال ہے میں نے کہا شکر گزاری، کہا کہ تجھے کیا الجھن ہے میں نے کہا تیرے جال میں الجھا ہوا ہوں۔

گفتا ز من چہ خواہی گفتم کہ درد بیحد ؛ گفتا کہ درد تاکے گفتم کہ تا قیامت

کہا کہ مجھ سے کیا چاہتا ہے میں نے کہا دردِ محبّت کی فراوانی، کہا کہ یہ درد کب تک ہو، میں نے کہا قیامت تک۔

گفتا چہ مے پرستی گفتم جمال رویت ؛ گفتا چہ داری با من گفتم لبسے ندامت

کہا کہ تو کس کا پوجاری ہے میں نے کہا تیرے جمال کا۔ کہا کہ تیرا مجھ سے کیا تعلق ہے، میں نے کہا شرمساری۔

گفتا چگونہ بے من گفتم کہ نیم بسمل ؛ گفتا چہ چیز داری گفتم ہمہ غرامت

کہا کہ میرے بغیر تیری کیا حالت ہوتی ہے میں نے کہا آدھا ذبح کیا ہوا، کہا کہ تیرا سرمایہ کیا ہے میں نے کہا فنا۔

گفتا چرا گدازی گفتم ز بیم ہجرت ؛ گفتا کہ با کہ سازی گفتم بیک سلامت

کہا کہ گذارہ کیسے کر رہا ہے۔ میں نے کہا ہجرت کے ڈر سے، کہا کہ تیری موافقت کس سے ہے میں نے کہا امن و سلامتی سے۔

گفتا کہ کیست محے گفتم ہمان کہ دانے ؛ گفتا نشان چہ داری گفتم کہ صد علامت

کہا کہ محی الدین کیا ہے میں نے کہا جو تو جانتا ہے، کہا کہ تیری نشانی کیا ہے۔ میں نے کہا ہزاروں نشان۔

حق نہیں کہ اللہ اسے پسند کرے اگر اللہ کی طرف سے اظہار پسندیدگی ہو تو یہ اس کی کمال عنایت ہے۔ جب مومن کے ضمیر میں ازل سے عشقِ خداوندی رچا بسا ہوا ہے تو اسے طلب خدا میں کوئی دشواری نہیں۔ بندے کے ساتھ دنیوی الجھنیں اس لئے وابستہ کر دی گئیں ہیں کہ بندہ و مولیٰ کے درمیان امتیاز باقی رہے۔ انسانی مقامات و مراتب میں سب سے بڑھ کر مقام عبدیت ہے جیسے امور زیر غور لائے گئے ہیں۔

نوٹ:۔ آخرت کی حصولِ معرفت کے لئے عامل ہر روز سات بار پڑھے

قطعہ ۱۹

مئی صافی طلب جانان کہ دردِ کش کرانخوار است ÷ تو از ساقی نشان گو کہ اینجا ہست بسیار ست

صاف ستھری شراب کے چاہنے والے بہت ہیں اس کا گھونٹ کون پسند نہیں کرتا تو اے ساقی شانِ قادریت کی نشاندہی کر دے کہ یہاں بہت ملتی ہے۔

از ین سودائے عشق آخر سرت بر باد خواہی داد ÷ سرت چون میرود خواجہ چہ جائے فکر دستار است

اسی عشق کے خیال میں آخر چلا جائے گا جب سر چلا جائے تو دستار باندھنے کی کیا فکر۔

زیر کیسہ ترا نقدے بروں میبایدآوردن ÷ چنین کار آید زود زدی سکدستی کہ طرار است

تیری جیب میں نقدی ہے اسے باہر لانا چاہئے خدا نخواستہ اس پر چوری [illegible] صادر نہ کیسے۔

بہ ہر دکان دہر دہی منادی کر د شب گردی ÷ کہ شب نمائل مشو خواجہ عسس بار دہم [illegible]

رات کو جاگتے رہنے کا اعلان ہر دکان پر کر دے کہ اگر رات کو غافل [illegible]

غم نخوری کہ ہر کجا تو کہ تو ئی خدائی تست ❊ در طلب خدا ترا بندہ بگو چہ زحمت ست

غم نہ کر تو جہاں کہیں بھی ہو خدا تیرے ساتھ ہے۔ اے بندے اب کہہ کہ تجھے طلبِ خدا میں کیا دشواری ہے۔

غم مخوری کہ عشق خود باگل تو بہم سرشت ❊ عشق تو خدائے تو بتو ہمدم وصل خلقت ست

غم نہ کر کہ اللہ تعالےٰ نے ابتداء آفرینش میں تیرے خمیر کے اندر اپنا عشق رچایا تھا تیرا عشق ذاتِ حق ہے اور تو خود بخود اس سے ملا ہوا ہے۔

غم مخوری کہ با تو ہست آن دگری بغیر تو ❊ او نہ تو ہست و تو نہ او گفتن او بر حصت ست

غم نہ کر کہ تجھے تیرے علاوہ اور بھی الجھنیں ہیں اس کی ذات نہ تیرا عین ہے اور نہ تو اس کا عینِ ذات اس کا فرمان درست ہے۔

غم مخوری کہ بی شراب مست و خراب گشتہ ❊ محتسبان شہر را گو کہ شراب جنت ست

غم نہ کر کہ شراب کے بغیر تو مست اور دیوانہ ہو گیا۔ شہر کے کوتوالوں سے کہہ دے کہ یہ مستی شرابِ جنت کی ہے۔

غم مخوری کہ حق ترا بندۂ خویش خواندہ است ❊ بندگئے خدا ترا اے محی نشان دولت است

غم نہ کر کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنا بندہ کہہ کر پکارا ہے اے محی الدین خدا کی بندگی تیرے لئے بڑی دولت ہے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ بالا کلام میں مقرب خدا کا مقام صدر جنت ہے۔ مقرب خدا بعد از مرگ صدقِ نیت کی وجہ سے ابدی طور زندہ رہتا ہے۔ مرنے کے بعد مومن کا جسم مٹی نہیں کھا سکتی بلکہ آب رحمت خداوندی میں تر بتر رہتا ہے۔ کسی بندے کا

برخ گر زرد شد عاشق زیرقان باشد نے دق ؛ طبیب عاشقان داند کہ از بہر چہ بیمار است

عاشق کا چہرہ پیلا زرد رہتا ہے یرقان اور دق نہیں ہوتا عاشقوں کا طبیب ہی بتا سکتا ہے کہ عاشق کس لئے بیمار ہے۔

شراب عشق چنداں خور کہ سراز پاے نشناسی ؛ کہ سرمستان حضرت راز ہشیاری لبسی عار است

شراب عشق اس قدر پی کہ بے ہوش جائے کہ بارگاہِ حضرت اقدس کے سرمست ہوشیاری اور چالاکی شرم سمجھتے ہیں۔

شرابی چوں مست میگردد دہانش از غلف بندد ؛ اگر مستِ خدائی تو چرا حرص تو با خار است

شرابی جب مست ہو جائے تو اس کا منہ کپڑے سے بند کر دو اگر تجھے خدا کی مستی ہے تو پھر خس و خاشاک کی حرص کیوں کرتا ہے۔

اگر مستے تو پا کو بان ہمی بری بیابان را ؛ اگر ہشیار میترسی کہ راہ کعبہ پر خار است

اگر تو مست ہے تو جنگل میں لبیر اکر اگر ہوشیار ہے تو پھر خوف رکھ کہ کعبہ کی راہ دشوار گذار ہے۔

ترا یک حج بود سالے دلے در کوی یار ما ؛ گذار دہر زمان حجے کسی کو عاشق زار است

حاجیوں کا حج سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے جبکہ عاشقوں کا حج کوچۂ یار میں ہر وقت جاری رہتا ہے۔

طواف کعبہ کن حاجی مرا بگذار در کویش ؛ کہ حج اکبر عاشق طواف کوئے دلدار است

اے حاجی صاحب آپ طواف کعبہ کریں اور مجھے یار کے کوچہ میں چھوڑ دیں کیونکہ عاشقوں کا حج اکبر کوچہ یار میں ہوتا ہے۔

شہیدان را نمے شویند شہید دون مشو مے ؛ کہ اندر مذہب رندان کسے کو مردار است

کرو دسیوں بار مانگنا بہتر ہے۔

چو سلطان یار دزدان شد بشارت دہ تو دزدان را ٭ نہ دست و پائی ببرند و نے زندان و نی دارست

جب بادشاہ ہی چوروں کا دوست بن جائے تو انہیں خوشخبری دے کہ نہ ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں نہ قید نہ پھانسی کی سزا۔

بشارت داد آن سلطان مر ایدے تہیدستان ٭ کہ گنج رحمت رحمان نثار ہر گنہ گارست

اس بادشاہ حقیقی نے بشارت دی ہے اے خالی ہاتھ لوگو فکر کی کوئی بات نہیں گنہگاروں کے لئے اللہ کی رحمت کے خزانے کھلے ہیں۔

شب اندر خود کہ چون سلطان بجا سوئے بمیگردد ٭ کسے واقف شود زین سر کہ او شب گرد عیارست

جب رات کی تاریکی میں خود بادشاہ جابجا پھرتا ہے اس راز کو کون جانے گا کہ ذمہ دار بادشاہ دورے پہ آیا ہوا ہے۔

بہ محشر چون شوی حاضر گناہت بود ظاہر ٭ بترسی ان اوای عاصی خداوند تو ستارست

قیامت کے دن تو حاضر ہوگا اور تو اپنے گناہوں کے پول کھلنے سے ڈرے گا حالانکہ تیرا خدا عیب پوشی کرنے والا ہے۔

چرا اے بندۂ غمگین جوا: لطف و کرم آخر ٭ ترا با عیبہائے تو خدائی تو خریدارست

اے بندے تو کیوں مغموم ہو گیا ہے اللہ کا فضل و کرم مانگ گناہوں کے باوجود خدا تیرا گاہک اور خریدار ہے۔

خدایت گوید ای بندہ من آن سلطان با لطفم ٭ کہ بر درگاہِ من ہر گہ کہ مے آئی ترا یارست

اللہ تعالےٰ فرمائے گا اے بندے میں مہربان بادشاہ ہوں میرے دربار میں تو جب بھی آئے میں تیرا مددگار ہوں۔

عشق زیبا مے نماید مے ہرکس راکہست ﴿ بوئے گل کر زانکہ از بادِ صبا آید خوش ست

اے محی الدین عاشق کو عشق اسی طرح بھلا لگتا ہے جس طرح صبح کی ہوا میں پھول کی بھینی بھینی خوشبو پیاری لگتی ہے۔

خلاصہ کلام

مذکورہ اشعار میں صبر و استقلال کا درس۔ فطری حسن انتظام۔ راضی برضائے مولیٰ، خدا پر کامل بھروسہ۔ عشق کا نظم و ضبط بیان کیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ پریشانی میں عامل روزانہ ساٹھ بار رہائی طلب کرے۔

قطعہ ۲۱

آنکہ آتش افگند در خلق جانانِ من ست ﴿ وانکہ میسوز داز ان دیش ہمیں جانِ من است

خلق جہاں جو آگ کی چنگاری پھینکتے ہیں وہ بھی ہمارے اپنے ہیں، اور جن کا اس سے چہرہ جھلس جاتا ہے وہ اپنے دوست نکلتے ہیں۔

تا شدم دیوانہ پیشم قصر شہ ویرانہ است ﴿ کاسمانِ فیروزہ از شاخِ ایوان من است

جب تک میں دیوانہ ہوں شاہی محل میری نظر میں ویران کھنڈر ہے، کیونکہ اتنا بڑا نیلگوں آسماں میرے مکان کا ایک حصہ ہے۔

عشق در تریدم اوے وائے برمن کین زمان ﴿ نقل ہر مجلس حدیث عشق پنہاں من است

میں عشق استعمال کرتا ہوں تو مجھے اس وقت افسوس ہوتا کہ ہر عشقیہ مجلس میں میرے حوالے سے ذکر چل نکلتا ہے۔

گر فلک خواہد کہ سازد خانہ مردم خراب ﴿ گو مکش زحمت کہ کارے چشم گریان من است

اگر آسمان برس کر بندوں کا خانہ خراب کرنا چاہتا ہے تو اسے کہہ دے کہ زحمت نہ کیجئے

شہیدوں کو غسل نہیں دیا جاتا اے محی الدین، خاکساروں رندوں کے مذہب میں کوئی مردو مردار نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ کلام میں سرکار غوثِ اعظمؒ نے سلسلۂ قادریہ کی خصوصیات ذکر کی ہیں۔

نوٹ: شراب کوثر کے حصول کے لئے عامل روزانہ سات بار پڑھے

قطعہ ۲۰

ہرچہ از سنگین دلان برجانِ ما آید خوش ست ÷ گر وفا آید خوش وگر ہم جفا آید خوش است

سنگدل لوگوں کی طرف سے جو کچھ ہمارے سر آئے وہ بہتر۔ وفا آئے تو بھی بہتر ہے زیادتی ہو پھر بھی بہتر ہے۔

بشنوم تا چند بوئے گل ز بادم صبح دم ÷ بوئے او گر ہمسر باد صبا آید خوش است

تھوڑی سی پھول کی خوشبو صبح صبح میں نے محسوس کی اگر وہی خوشبو بادِ صبا کے ساتھ مل کر آئے تو بہت ہی بہتر ہے۔

راضیم از ہرچہ پیش آید بدرد عشق تو ÷ گر ہمہ برجان من درد بلا آید خوش ست

تیرے عشق و محبت کی وجہ سے جو درد بھی آئے میں اس پر راضی ہوں اگرچہ دُنیا جہان کی مشکلات آجائیں، بہتر ہے۔

روز ابر آن چنین داری چو سر در کاسۂ ÷ گر بجائے قطرہ ہا سنگ از ہوا آید خوش ست

اگر کسی دن بادل اُمڈ آئے تو تو اپنا کچکول شان بے نیازی سے میدان میں رکھ دے اگر اس میں بارش کے قطرے نہ آئیں تو پتھر ہی بہتر ہے۔

نیکوں کی کتاب پر فرمانبرداری کی مُہر لگی ہوئی ہوگی جب میں ہم جیسے بروں کا نامۂ عمل دیکھوں گا سیاہی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

اینچنین کالائی پر عیبے کہ گرد در وماست ؛ گر بنودش روز بازارش بنامت جز کساد

برائی کی وجہ سے ہمارا چہرہ اس دن اتنا سیاہ ہوگا کہ اگر رب رحمان کا بازار رحمت گرم نہ ہو تو ہماری قیمت کھوٹے سکہ کبھی نہ نکلے۔

عید شد عیدے برحمت دِہ خداوندا ہما ؛ گر تُو ندہی انکہ جویند بندگان نامراد

عید آئی ہے اے اللہ اپنی رحمت سے عیدی عطا کر اگر تو عیدی نہ دے گا تو کس نامراد بندے کو تلاش کریں۔

رد مکن یارب تو مارا چون ببازار الست ؛ عیبہائے ماہمہ دیدی وکردی نامراد

اے اللہ ہمیں بازار الست کی طرح رد نا فرما۔ ہمارے عیب دیکھ کر نامراد نہ کیجئے۔

شب رسن درگردن اندازم بگریم زارزار ؛ ازغم عمری عزیزِ خود کہ بر دادم بباد

رات کو گردن میں رسّی ڈال کر زار وقطار روؤں گا کیوں میں نے اپنی کارآمد عمر کا حصّہ تباہ کر دیا۔

این وآن از بسکہ اوز زندگانی مے کنم ؛ وقت مردن جان نمیدادیم چون خواہیم داد

اِدھر اُدھر بھٹک کر زندگانی گذار دی۔ موت کے وقت ہم جان نہ دیں گے جب چاہیں گے جان دے دیں گے۔

آہ زان ساعت کہ عزرائیل قصد جان کند ؛ جان شیرین نہ بباید داد ولب نتوان کشاد

اس وقت ہائے افسوس کہ ملک الموت جان لینے آئے گا۔ پیاری جان دے

یہ کام ہماری اشکبار آنکھوں کے ذمہ ہے۔

آنچہ در دم بگذرد باشد شبی وصل حبیب ÷ وانچہ پایانے ندارد روز ہجران من است

اگر وصل دوست میں کسی رات کوئی تکلیف آئے میں اسے محسوس بھی نہیں کرتا مگر اگلے روز محبوب کی جدائی کا فکر دامن گیر ہو جاتا ہے۔

مردمے وسیہ پوشید بہر ماتش ÷ ہر کجا ورقے بود اوراق دیوان من است

اے محی الدین مردین کر محبوبؐ کی جدائی کے ماتم کیلئے سیاہ لباس زیبِ تن کرے جہاں کہیں بھی کوئی ورق ہوگا وہ ہمارے دیوان کا ہی ہوگا۔

خلاصۂ کلام

اشعار مذکورہ بالا میں، اتحاد وانسانیت، درویش کی شانِ بے نیازی، عشق ڈھکی چھپی شئے نہیں۔ درویش کا ایک آنسو دُنیا جہان کا خانہ خراب کرسکتا ہے۔ وصلِ حبیب میں وارد ہونے والی مشکلات قابلِ برداشت جب کہ ہجر و فراق ناقابلِ برداشت ہوتا ہے۔ دنیا بھر کی داستانِ فقیر کے مرتّب کردہ دلیوان سے مل جاتی ہے۔ جیسے امور مذکور ہیں۔

نوٹ: اچانک وارد ہونے والی مصیبت پر حصول صبر کے لئے عامل روزانہ سات بار پڑھے

قطعہ ۲۲

یارب آنساعت کہ خلق از ما بیاد ہیچ یاد ÷ رحمت خود کن قرین ما الٰی یوم التناد

اے اللہ ہمارے مرنے کے بعد جس وقت مخلوق ہمارے ذکر کے حوالے سے کوئی یاد پیش کرے ان خیر خواہوں پر قیامت تک اپنی رحمت فرما۔

نامۂ امکان شدہ بر طاعت آیا چون کنم ÷ نامہ ہائے ما بدان چیزے ندارد جز مواد

محے گرچہ بس بدسے کردہ ندارد نیکئے ؛ لیک میدارد بجان درحق نیکان اعتماد

اسے محی الدین اگرچہ کوئی نیکی نہ کی اور برائی بہت زیادہ کی لیکن مجھے نیک لوگوں کی رفاقت کا اعتماد ہے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ کلام میں، بہی خواہوں کے لئے سفارش۔ نیکی بدی کا موازنہ، رحمت رحمٰن پر یقین کامل، فقیر کی موت عید ہوتی ہے، آخرت کی ناکامی سے بچنے کے لئے دعا۔ معافی مانگنے کا طریقہ، اقرار جرم اور شانِ بے نیازی، بلا حیل و حجت فرشتۂ اجل کو جان پیش کرنا۔ دنیا کی بے ثباتی پر افسوس۔ فقیر کو کراماً کاتبین معدوز قرار دیں گے گنہگاری میں توکل علی اللہ یا غوث اعظم کا ورد کرنے والے کیلئے غوث الاعظم بخشش کی سفارش کرتے ہیں۔ قبر پر حاضری کے وقت دعا بخشش کی غالب امید۔ نیک لوگوں کی رفاقت نجات کا ذریعہ بن جائے گی۔ جیسے امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔

نوٹ:۔ آسانی عذاب قبر کے لئے عامل روزانہ پندرہ بار پڑھے۔

قطعہ ۲۳

ابد یارب زتو من لطفہا دارم اُمید ؛ از تو گر امید ببرم از کجا دارم اُمید

یا اللہ میں تجھ سے ہمیشہ لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں اگر امید کا تعلق تجھ سے ہٹا لوں تو پھر کس سے امید کروں۔

زیستم عمرے چوں دشمنان دشمن مگیر ؛ بیوفائی کردہ ام تو وفا دارم اُمید

میں کافی عمر زندہ رہا مجھے دشمنوں کی طرح دشمن نہ بنا لینا۔ میں نے تو بے وفائی

دی جائے گی اور کچھ حیلہ سازی نہ ہوگی۔

تا دمِ آخر چہ خواہد کرد ما آہ آہ ؛ اے خوشا وقتے کہ ز مادر کس ہرگز نزاد

آخری وقت ہم کفِ افسوس ملتے رہ جائیں گے کہ کیا اچھا ہوتا کہ ہمیں ماں نے جنم نہ دیا ہوتا۔

نامہ مے خوانند و میگفتند کراماً کاتبین ؛ وز جمیع عمر این بندہ نیامد حرف یاد

میرے نامۂ عمل کو کراماً کاتبین پڑھ کر کہیں گے اس بندے کو تو عمر بھر کوئی حرف یاد ہی نہیں رہا۔

پیش تابوتم منادی کن بگو این بندہ ایست ؛ گو گنہ بسیار کردہ بر خدا اگر اعتماد

میرے تابوتِ مرگ کے سامنے منادی کرتا ہوا کہہ کہ یہ اگرچہ گنہگار رہے مگر اسے خدا پر کامل بھروسہ ہے۔

یارب آنکس را بیامرزی کہ بعد از مرگ ما ؛ روح ما را او بہ تکبیرے کند گاہ یاد

یا اللہ اس شخص کی بخشش فرما دینا جس نے ہمیں مرنے کے بعد بلند آواز سے یاد کیا ہو۔

گر سجا کم بگذرے یا بگذرم برخاطرت ؛ این دعا میکن کہ یارب گور را بہ تر نور باد

اے بندے اگر میری قبر پہ آنا ہو یا میں تجھے بحالتِ خواب مل جاؤں تو یہ دعا کرنا اے اللہ قبر کو پُر نور فرما دے۔

رحم خواہد کرد بر من خواہد آمرزیدیم ؛ روی زردی خود چو بر خاک لحد خواہم نہاد

جب میں اپنا زرد چہرہ خاکی لحد پہ لاؤں گا تو آخر کار میرا مولےٰ مجھے بخش ہی دے گا۔

ہم بدم بدگفتہ ام بدماندہ ام بدکردہ ام ؛ باوجود این خطا ہا من عطا دارم امید
میں بُرا ہوں بُرا کرتا رہا ہوں۔ بُرائی کہتا اور کرتا رہا۔ ان غلطیوں کے باوجود عطا کی امید رکھتا ہوں۔

روشنئ چشم من از گریہ کم شد ای حبیب ؛ این زمان از خاک کوئت توتیا دارم امید
اے دوست مسلسل رونے کی وجہ سے میری بینائی کم ہوگئی ہے اور تیرے کوچے کی خاک کے اکسیر کی امید رکھتا ہوں۔

محی میگوید کہ خون من حبیب من بریخت ؛ بعد از کشتن از و من لطفہا دارم امید
محی الدین کہتا ہے کہ میرا خون دوست نے بہادیا۔ قتل ہونے کے بعد بھی میں اس سے مہربانی کی امید کرتا ہوں۔

خلاصۂ کلام

مندرجہ بالا کلام میں۔ امید لطف و کرم۔ اپنی بے وفائی کا اقرار اور خدا سے وفا کی امید۔ اپنی عاجزی اور غربت، کا اظہار۔ خدا کی بخشش کی وسعت ایک ذات پر امید قائم رکھنا۔ خدا کے فضل و کرم کی طلب زہد کی منزل سے خدا کی عطا کا مقام زیادہ ہے۔ قرب حقیقی کا ایک پہلو، جان دے دینے کے باوجود بھی صرف شکایت زبان پر نہ لانا اور مہربانی طلب کرنا جیسے امور مذکور ہیں۔

نوٹ:۔ آسانی کے لئے سختی کی حالت میں عامل روزانہ گیارہ دفعہ پڑھے

قطعہ ۲۴

زسرتا پاتن من گر ہمہ اندوہ و غم باشد ؛ ہنوزم این چنین وردے کہ دارم از تو کم باشد

کرہی لی ہے مگر تجھ سے وفا کی امید کرتا ہوں۔

ہم فقیرم ہم غریبم بیکس و بیمار و زار ❊ یک قدح زان شربت دارالشفا دارم امید

میں غریب و مسکین بیکس اور بیمار ہوں میں سب سے بے امید ہوں اور تجھی سے امید وابستہ کیئے ہوئے ہوں۔

نا امیدم از خود و از جملۂ خلق جہان ❊ از ہمہ نومیدم اما از تو میدارم اُمید

میں اپنے آپ سے اور تمام دنیا کی مخلوق سے نا امید ہو گیا ہوں۔ سب سے نا اُمید ہوں مگر اے رب آپ سے تو امید رکھتا ہوں۔

منتہائے کار تو دانم کہ آمر زیدن ست ❊ زانکہ من از رحمتِ بے منتہا دارم اُمید

تیرا کام آخر کار بخشش ہی ہے میں تیری رحمتِ بے کنار سے بخشش کی امید کرتا ہوں۔

ہر کسے امید دارد از خدا و جز خدا ❊ لیک عمری شد کہ از تو من تر دارم امید

ہر شخص کبھی خدا اور کبھی کسی اور پر اُمیدیں دھر لیتا ہے۔ مگر میں نے تمام عمر تجھی پر اُمید قائم رکھی ہے۔

ہم تو دیدی من چہا کردم تو پوشیدے ز لطف ❊ ہم تو میدانی شد کہ از تو من ترا دار امید

تو نے دیکھا کہ میں کیا کرتا رہا ہوں مگر تو نے لطف و کرم سے پردہ دیا۔ تو یہ بھی جانتا ہے کہ تیرے سوا میں کسی سے امید نہیں رکھتا۔

ذرّہ ذرّہ چون خدا گرداندم خاک لحد ❊ بہر ہر ذرہ تو فضل خدا دارم اُمید

جب میری لحد کے ذرّے ذرّے کو خدا تعالیٰ پوچھے گا تو میں ہر ذرے کے بدلے فضلِ خدا کی امید رکھتا ہوں۔

یار کی طرف سے آنے والے درد و الم غنیمت ہوتے ہیں۔ ہجر و فراق کی شکایت۔ اصلی لگاؤ اور قربِ خاص کی ایک تعبیر اللہ کا وصل دُنیا سے رہائی کا موجب جیسے امور مذکور ہیں۔

نوٹ: جسمانی بیماریوں سے بچنے کے لئے عامل روزانہ سات بار پڑھے۔

قطعہ ۲۵

تعالےٰ اللہ چہ حسنت اینکہ چون برقع برانداز د ÷ اگر باشد دل از آہن کہ ہمچوں موم بگداز د

سبحان اللہ تیرے حسن میں کیا شان دلربائی ہے اگر نقاب اٹھ جائے تو پتھر دل بھی موم بن کر پگھل جائے۔

ہمہ خوبان بحسن خویش میناز ند و ماہ من ÷ چنان باشد کہ حسن او بروی خوب میناز د

تمام حسن والے اپنے حسن کی دلکشی پہ ناز کرتے ہیں مگر میرے چاند کے حسن پر حسن ناز کرتا ہے۔

بود رسم پریرویان کہ با دیوانگان نازند ÷ شدم دیوانہ آن تند خویان من نمی ناز د

پری چہرہ لوگ مجالس میں بیٹھ کر ناز و ادا دکھانے کے عادی ہیں۔ مگر جن سخت مزاج والوں کا میں دیوانہ ہوں وہ نخرا نہیں کرتے۔

مکن ای مدعی علیم اگر نالم جدا از یار ÷ کہ من در ہجر ملیبازم ولیکن دل نمی باز د

اے ملامت کے ٹھیکیدار ملامت نہ کر اگر میں یار کی جدائی میں آنسو بہاؤں میں خود تو برداشت کر لوں لیکن دل نہیں ٹھہرتا۔

کجا پرواہ کرنے محے کہ ز عالم بود عارے ÷ چنان مشغول یار ست او کہ با خود ہم نپرداز د

محی الدین دنیاوی شرم کی پرواہ نہیں کرتا اور دوست دھن میں یوں گمن ہے کہ اسے

جن دردوں میں سر سے پاؤں تک مبتلا ہوں یہ درد تیرے درد سے کہیں کم واقع ہوئے ہیں۔

چگونہ سر بسائی بر فلک کز غایت عزت ؛ بہر جای نہی سر ہا ترا زیر قدم باشد

عزت کی بنا پر میں آسمان کی طرف کس طرح سر اٹھاؤں میں اپنا سر جہاں بھی رکھوں تیری رحمت کے قدموں میں ہے۔

غنیمت دان حضور درد و غم ای دل کہ دو آزا ؛ وفائی نیست چندانی و صحبت مغتنم باشد

اے دل درد و الم میں مبتلا ہونے کو غنیمت جان اگرچہ ان میں وفا تو نہیں ہے مگر ان کی صحبت غنیمت ہے۔

خوش ست از خوبرویان گر جفا گاہی وفا لیکن ؛ ز من مہر و وفا از تو ہمہ جور و جفا باشد

خوبصورت لوگوں کی طرف سے کبھی زیادتی اور کبھی مہر و وفا بہت اچھی ہے مجھ سے ہر دم وفا ہی وفا اور تیری طرف سے زیادتی ہوتی ہے۔

دم آب از سفال سگ بکوی یار نوشیدن ؛ مرا خوشتر بود زان بادہ کان در جام جم باشد

مجھے جام جمشید میں پینے سے یار کی گلی کے کتوں کے برتن میں پینا ہزار درجہ بہتر ہے۔

خلاصی گز ز ہستی بایدت عاشق شوای محی ؛ کہ اول کام در عشق پریرویان عدم باشد

اگر اے محی الدین دنیا سے رہائی درکار ہے تو عاشق بن جا عشق کی پہلی سیڑھی پر بڑے بڑے خوبصورت لوگ نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔

خلاصۂ کلام

مندرجہ بالا اشعار میں۔ عام دردوں سے دردِ یار کا موازنہ۔ کسر نفسی کی انتہا

نکرد آن نامسلمانان ہیچگہ رحمی دمیدانم ؛ کہ بر من سوزشِ دل گر سوی من کافری بیند

مجھے معلوم کہ اسلام سے ناواقف لوگوں نے کبھی رحم نہیں کیا اگر مجھے کوئی کافر دیکھے تو مجھے دلی صدمہ لاحق ہو جاتا ہے۔

خوش آنساعت کہ در کوئی بتان محی دین خوش ؛ بدستی شیشہ در دستی پر از مے ساغرے بیند

وہ گھڑی کتنی مبارک ہو کہ محی الدین محبوب کے کوچہ میں سرمست پھرے ایک ہاتھ میں شراب کی بوتل اور دوسرے ہاتھ میں جام شراب دیکھے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ اشعار میں، یک در گیر محکم گیر یعنی ایک دَر کا ہو کے رہ جانا، عشق کی آگ اللہ کے سوا سب کچھ جلا دیتی ہے۔ محبوب کا حسن و جمال جہاں آرا۔ عاشق بحالت وجد مدتوں روتا رہے محسوس نہیں کرتا مگر عالم مثال میں اپنے بال کی چبھن بھی نشتر محسوس کرتا ہے۔ تنگ نظر اور کم ظرف نہ جانے ایسے شخص کو کیا کہہ دیتے ہوں مگر مجھے بذاتِ خود کافری سے بے حد نفرت ہے۔ محبوب کے حرم میں مدہوش اور دُنیا سے بے نیاز ہو کر پھرنا بھی ایک درجہ کی اعلیٰ عبادت ہے۔

نوٹ: دوسروں سے سختی ٹالنے اور بارگاہ مولیٰ تک پرواز کرنے کیلئے عامل روزانہ سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۲۷

من نمے گویم کہ جور روزگارم میکشد ؛ طعنۂ بدخواہ و بے رحمی یارم مے کشد

میں نہیں کہتا کہ کوئی زمانہ کے تھپیڑے کھاتا رہے یا اسے دشمن طعنہ دیتے رہیں یا میرا

اپنے آپ کی خبر تک نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ اشعار میں محبوب کے جلوۂ زیبائی کا کرشمہ۔ اپنے محبوب کے حسن کی شانِ امتیازی۔ اپنے محبوب کی سنجیدگی، عشق اصلی گناہ نہیں ہے۔ فنا فی الوجود کی منزل بیان کی گئی ہے۔

نوٹ:۔ بادشاہوں کو مہربان کرنے کیلئے عامل روزانہ پانچ بار پڑھے

قطعہ ۲۶

کسے کو یار خود دارد چرا بر دیگرے بیند ؎ حرامش باد عشق آنکس کہ ہم بر دیگری بیند

جس کسی کا اپنا جگری دوست موجود ہو وہ دوسرے کے محبوب پر کیونکر نظر رکھے۔ غیر کی تانک جھانک عشق کے مذہب میں حرام ہے۔

ازین آتش کہ من وارم ز شوق او عجب نبود ؎ کہ آن مہ چون ببالین آیدم خاکسترے بیند

جس آگ سے بحالت شوق میں جل رہا ہوں تعجب نہیں کہ اگر چاند بھی میرے سرہانے آئے تو راکھ ہو جائے۔

ہمہ عالم ز تاب مہر سوزندہ شدہ عمرے ؎ کہ مہر از رشک تو سوزد کہ از خود بہتری بیند

تمام دنیا کی عمر چاندنی کی مدہوشی میں بیت گئی لیکن چاند تجھ پر رشک کر کے جلنے میں اپنی بہتری سمجھتا ہے۔

اگر عاشق ز دل نالد ز گریہ نیست پروائش ؎ اگر بر جائی بر مو بر تن خود نشتری بیند

اگر عاشق عمر کا کچھ حصہ دل سے خون کے آنسو روتا ہے پرواہ نہیں کرتا۔ اور ایک وقت میں جسم کے ایک بال کو آزار بھی آئے تو نشتر سمجھتا ہے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ اشعار میں حاسد حسد کی آگ میں سزا یافتہ ہے۔ حاسد اپنی روحانیت کا بیڑا غرق اور اپنی صحت خراب کرتا ہے۔ حاسد دوسرے کو ہمیشہ رسوا کرنا چاہتا ہے۔ عاشق کی زندگی دو نازک حصوں میں بٹ جاتی ہے۔ عاشق کا مذہب دربار کی چوکھٹ پہ جھکنا۔ مرضِ عشق کا معالج ناپید ہوتا ہے جیسے امور ذکر کئے گئے ہیں۔

نوٹ:۔ حاسدوں کے حسد سے بچنے کے لئے عامل روزانہ سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۲۸

روزنے جز زخم تیرش در سرای وتن مباد ÷ غیرِ داغِ حسرت تا بام آں روزن مباد

جسم کی سرائے میں اس کے تیر کے زخم کے علاوہ کوئی جھروکا نہ ہو اور داغِ حسرت کے سوا چھت تک کوئی روشندان نہ ہو۔

عاشق روئے بتاں یارب مباد اہیچکس ÷ در کسے عاشق شود یار بتاں من مباد

اللہ نہ کرے کہ کوئی رخ محبوب کا عاشق بن جائے اگر کوئی عاشق بن ہی جائے میرے محبوب کے ساتھ یاری لگانے کی کوشش نہ کرے۔

کردہ از تیغ جفا ہر لحظہ چاکے در دلم ÷ آنکہ از خارش ہرگز چاک در دامن مباد

میرے محبوب نے ہر لحظہ میرے دل کو چاک کیا خدا نہ کرے کسی خراش سے میرے محبوب کا دامن تار تار ہو۔

جنت عاشق چو باشد بعد مردن کوئی یار ÷ مرغ جانم را جز آں دیوار در مسکن مباد

یار کی بے رحمی کا شکار رہے۔

دور از بے طاقتی باشد کہ رُوزی چند بار ؛ محنت دردِ سر دماغ انتظام مے کشد

کمزوری کی بنا پر دور ہٹ کر کسی دن کئی بار اگر کوئی حاسد سر دردی مول لے

تو اس میں میرا کیا قصور۔

من نہانی عشق ورزیدم بادآن تندخو ؛ از برائے عبرتے خلق آشکارم میکشد

میں چھُپ کر عشق لڑاتا ہوں مگر سخت مزاج لوگ بطورِ عبرت دنیا جہاں میں مجھے

ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

گر روم در کوچہ بازی چہ طفلان شوم ؛ در نشینم گوشۂ فکرے تو دارم مے کشد

اگر کوچۂ جاناں میں جاؤں تو احساس ہوتا کہ یہ بچوں کا کھیل ہے اگر فکر کرنے کیلئے

گوشۂ تنہائی میں بیٹھوں تو پھانسی کا خطرہ ہوتا ہے۔

شب گذارم در خیالت روزگارم چون شود ؛ روز فکرم نالۂ شبہائے تارم مے کشد

تیرے ہی خیال میں رات بسر کرتا ہوں اور جب صبح ہوتی ہے تو رات کی آہ وزاری میرے

دن کی فکر پر اثر انداز ہوتی ہے۔

شوق دیدارت مرا میگشت زین بیشم کنون ؛ آرزوی بوئیہ اُمید کنارم مے کشد

تیرے دیدار کے شوق نے آج تک میری یہ حالت کردی جی چاہتا ہے کہ تیری چوکھٹ کے

بوسے لیتا رہوں۔

مے کشد زحمت طبیبے غافل ست از این کار او ؛ ہمچو مے سوزش جان فگارم مے کشد

غافل معالج خواہ مخواہ زحمت اٹھاتا ہے جو ہماری تکلیف سے نابلد ہے ہماری سوزشِ

عشق سے پھٹنے کے قریب ہو رہی ہے۔

قطعہ ۲۹

شاخ گل از نازکی یار یادم میدہد ÷ برگ گل زان گلسرخ رخسار یادم میدہد
پھول کی شاخ نے یار کی نازک بدنی کی یاد تازہ کر دی اور پھول کی پنکھڑی نے
محبوب کے گلابی رخسار یاد دلائیے۔

چون روم در کوہ تا از یاد تو فارغ شوم ÷ میخرامد کبک زان رفتار یادم میدہد
تیری یاد بھلانے کے لئے میں نے پہاڑی سفر اختیار کیا مگر وہاں بھی کبک کے
ٹہلنے نے محبوب کے چلنے کا انداز یاد دلا دیا۔

ہر کجا بینم گلے با خارے سوزم کہ آن ÷ ہمدمے یار با اغیار یادم مے دہد
میں جہاں کہیں پھول کو کانٹوں میں الجھا ہوا دیکھتا ہوں جل جاتا ہوں ایسی صورت میں
محبوب کی غیروں کے ساتھ محبت مجھے یاد آجاتی ہے۔

داستان تیشۂ فرہاد و کوہ بے ستون ÷ خار خار سینۂ افگار یادم میدہد
فرہاد کے تیشہ اور بے سہارا پہاڑ کی داستان سینہ کی گہرائیں صدمے
یاد دلاتی ہے۔

چون روم در گلستان کز خویش آسایم دمے ÷ بانگ بلبل نامہاٹی زار یادم مے دہد
میں جب باغ میں ستانے جاتا ہوں تو وہاں بلبل کی آواز درد و فراق
سے رونے کی یاد دلاتی ہے۔

دستہ بردم از جفایش وہ کہ جور روزگار ÷ بار خونریزی آن خونخوارم یادم دھد
میں اس کی زیادتی اور زمانہ کی ستم گری سے دامن چھڑاتا ہوں اگر ایسا کروں تو
خونریزی کا منظر یاد آتا ہے۔

مرنے کے بعد عاشقوں کی جنت جب یار کی گلی ہے تو پھر میرے روح کا اصل ٹھکانہ بھی اس گلی کی کسی دیوار کے علاوہ خدا نہ کرے۔

مہر و مہ را روشنی از پرتو رخسار تست ٭ بی رخت ہرگز چراغ مہر و مہ روشن مباد

تمہارے رخساروں کا عکس سورج اور چاند کی روشنی میں ہے سورج چاند کا دیا تیرے چہرہ کی تابانی کے سوا خدا کرے نہ جل سکے۔

آرزو دارم کہ در عشقت تن بیمار من ٭ خالی از افغان و زاری فارغ از شیون مباد

مجھے آرزو ہے کہ تیرے عشق میں میرا جسم فریاد آہ زاری نوحہ و ماتم سے خدا نہ کرے خالی ہو جائے۔

تاج شاہی چون شود با خاک یکسان عاقبت ٭ آخر محی بجز خاکستر و گلخن مباد

تاج شاہی آخر کار خاک میں مل جائے گا محی الدین آخری وقت راکھ اور آگ کی چھوٹی چھوٹی چنگاریوں کے سوا خدا نہ کرے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ اشعار ہیں۔ محبوب کی طرف سے لگایا ہوا زخم محب کے لئے ایک نعمت ہوتا ہے۔ عاشق کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے معشوق کو کسی کی نظر بد نہ لگے، محبت کا اعلیٰ مقام یہی ہے کہ محبوب کا ستم برداشت کر کے اس کے لئے دعا کی جائے کوچہ جاناں میں عاشق ہمہ وقت رہتا ہے۔ محبوب کی شوخی، حسن کی ایک تعبیر۔ ہجر و فراق بہ صورت احتجاج فقیر ارادی طور پر تخت و تاج کو نہیں چاہتا اور مشکل آزمائی پسند کرتا ہے۔

نوٹ:۔ مہربان محبوب کی محبت حاصل کرنے کے لئے عامل سات بار پڑھے۔

دیکھ کر مالی اپنے باغیچہ سے شرمندہ ہونے لگے گا۔

مے فشاں دست چندی اے سرو نازمن ÷ کہ ہوش از جان من از دست افگار خواہد شد

اے میرے نازنین سرو اپنے ہاتھ سے اتنا شراب پلا کہ جسم میں ہوش باقی نہ رہے اور ایک ہاتھ دوسرے کو زخمی کرنا چاہے۔

زاندوہ دل وچاک جگرتا کے بردمحی ÷ کہ این عشقت وایںہا برزبان بسیار خواہد شد

دلی صدمہ اور جگر چاک لے کر محی الدین کب تک پھرے گا۔ یہ عشق ہے جو ہر وقت چاہتا ہے کر بڑھتا ہی جائے گا۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ اشعار میں۔ محبوب کو متوجہ کرنے کا ذکر۔ محبوب کی بے رخی سے عاشق ہمہ تن افسردہ ہو جاتا ہے۔ دوستوں کا مشورہ کہ اپنا نسب برباد کر کے جگایا جا سکتا ہے۔ محبوب کے حسن دلربائی کا انداز۔ محبوب سے سرمستی لانے والے شراب کا تقاضا۔ عاشق کا ناپیدکنار عشق کے سامنے شکست ماننا۔ جیسے امور مذکور ہیں۔

نوٹ:۔ محتاجی دور کرنے کے لئے مال روزانہ ستائیس دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۳۱

مراکشتی دگر پی خاک این برباد باید کرد ÷ چرا بر دردمندی این ہمہ بیداد باید کرد

مجھے مار ڈالا اس کی بگاں کی خاک برباد کرنی چاہیئے اس لئے ان سب کی دردمندی پر زیادتی کرنی چاہیئے۔

ہمہ کس از تو دل شاد ند غیر از من کہ غمگینم ÷ نمیگوئی دل ایں ہم زمانی شاد باید کرد

تجھ سے میرے علاوہ تمام لوگ خوش ہیں اور بہ غمگین تو نے یہ کبھی نہیں کہا کر اس کے جیٹے

جان شیرین سوزدم چون شعر محی بشنوم ✤ زانکہ شیرینی آن گفتار یادم مے دہد
جب محی الدین کے شعر سنتا ہوں تو جان تڑپنے لگتی ہے کیونکہ اس کی سوچ اور
چاشنی سے محبوب کا انداز گفتگو یاد آجاتا ہے۔

خلاصۂ کلام

محاورہ کے مطابق نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ یعنی فقیر کی زندگی اس
مثالی دنیا میں ایک گورکھ دھندہ بنی رہتی ہے۔

نوٹ: دنیوی محنت و مشقت سے بچنے کے لئے عامل سات بار پڑھے۔

قطعہ ۳۰

نمے دانم کہ بے آزار خواہد شد ✤ نگوید این دلے آخر از دبیدار خواہد شد
مجھے معلوم نہیں کہ محبوب بے ضرر ہو جائے گا وہ کہتا تو نہیں لیکن آخر کار بیدار
ہونا چاہیئے گا۔

برین خو چند روزے گر بماند از جفائے او ✤ تنم بیمار خواہد گشت و جان افگار خواہد شد
اگر اسی روش پر چند دن قائم رہا تو اس کی زیادتی سے میرا جسم و جان
بیمار اور مغموم ہونا چاہیے گا۔

بخواب مرگ شد بخت من دگویند یارانم ✤ کہ تو فریاد و افغان کن کہ او بیدار خواہد شد
میرا نصیبہ موت کی نیند سوچکا ہے حالانکہ مجھے دوست یار کہتے ہیں شور برپا
کرے اور فریاد کر نصیبہ جاگ جائے گا۔

مکن بہر خدا عزم گلستان با چنین روئے ✤ کہ دانم باغبان شرمندہ از گلزار خواہد شد
اے محبوب خدا کے لئے اس منہ سے باغ میں نہ جائیے مجھے معلوم ہے آپ کو

بھی انسانیت کے ناطے قابلِ رحم ہیں کہ انہیں ہدایت ہونی چاہیئے غوثِ اعظم کی کسرِ نفسی وغیرہ بیان کی گئی ہے۔

نوٹ:۔ دشمنوں کو خوش رکھنے کے لئے عامل روزانہ سات بار پڑھے۔

قطعہ ۳۲

نویدم میرسد ہر دم کہ اینک یار مے آید ٭ روم از جا گردانم کہ او دشوار مے آید

ہر وقت خوشی کی خبر آتی ہے کہ یہ لو محبوب آگیا اور اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر گھومنا شروع کر دیتا ہوں کہ مشکل ہی آئے گا۔

خدایا یک نفس بلبل رہا کن ماجرا با من ٭ کہ سرو گلعذارشن سوئے گلزار مے آید

اے خدا صرف ایک پل بلبل کو میری رفاقت کے لئے آزاد کر دے پھول کی مانند شوخئ رخسار کئے سرد باغ کی جانب آرہا ہے۔

سر کردی جدا از تن ولیکن ہمچنان باشد ٭ فغان از سینہ اشک از دیدۂ خونبار مے آید

تو نے سر کو جسم سے جدا تو کر دیا لیکن حسبِ سابق سینہ سے فریاد اور آنکھوں سے خون کے آنسو ٹپک رہے ہیں۔

برد زی غربت از خواری مدہ آن آرزو با من ٭ کہ چون آن یاد می آید از نیم عار مے آید

کسی دن غربت کی رسوائی سے دوچار نہ کر یہی میری خواہش ہے کہ جب مجھے محبوب کی یاد ستاتی ہے شرمندہ ہو کر رہ جاتا ہوں۔

شوم بیطاقت الہ گاہی نہم سر بر سر زانو ٭ بگوشم بسکہ فریادِ دل افگار مے آید

خدایا جب میں محبوب کے زانو پہ سر رکھتا ہوں تو بے جان ہوتا ہوں مگر زخمی دل سے کوشش کے باوجود فریاد نکل ہی جاتی ہے۔

کا دل بھی خوش ہونا چاہیئے۔

شدم پیر از غم تو گر جوانی بردہم گرجان ٭ نہ آخر بندۂ پیری پسر آزاد باید کرد

تیرے غم نے مجھے بوڑھا کر دیا جوانی لے لی خواہ جان بھی لے لے بوڑھے کے لئے مناسب ہوتا ہے کہ لڑکے کو با اختیار بنا دے۔

نکاتیہائی حسن او بغیر از من نباید گفت ٭ حدیث شیوۂ شیرین بر فرہاد باید کرد

میرے علاوہ اس کے حسن پر بات چیت بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ شیریں کے طور طریقہ کی گفتگو فرہاد کے سامنے بیان کرنا چاہیے۔

چہ عمر ست اینکہ در شبہا بود ہر کس بخواب خویش ٭ مرا تا روز از دست غمت فریاد باید کرد

یہ کیسی عمر ہے کہ ہر کوئی رات کو اپنی نیند سوتا ہے مگر میں ساری ساری تیرے غم کے ہاتھوں فریاد کرتا رہتا ہوں۔

بنائے زندگی حیف ست کافر میشود ویران ٭ چنین کار نکو بہر چہ بے بنیاد باید کرد

بنیاد زندگی پر افسوس ہے کہ کافر ویران ہو جائے اس طرح نیک کام کس لئے برباد کرنا چاہیئے۔

مزن محی لبے لاف سخن چندانکہ جا ہے ست ٭ تو شاگردی ہنوزت خدمت استاد باید کرد

اے محی الدین زیادہ باتیں نہ بنا ابھی گنجائش ہے تو ابھی طالب علم ادر تجھے استاد کی خدمت حاصل کرنی چاہیئے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ اشعار میں، محبوب کی لاپرواہی سدائے احتجاج۔ محبوب کے قدموں پر جسم و جان فدا کرنا۔ محبّ اور محبوب کی رازداری شکایت غم۔ کافر

خدا کے عاشقوں کی مجلس میں خوشی کا خیال لے کر حاضری نہیں دی جا سکتی۔

عاشقِ رنگ و بوئے اے بلبل ؛ پائے گل جائے تو از آن آمد

اے بلبل رنگ و بو کی عاشق تیرا اصل مقام تو پھول کی جڑ میں ہے۔

ما کہ سرمست صبغۃ اللہ ایم ؛ جائے ما باغ لامکان آمد

ہم اللہ کے رنگ کی مستی میں رنگے ہوئے ہیں ہمارا مقام لامکان کا باغ ہے

چشم تو بر گلِ جہان و مرا ؛ دیدہ بر خالق جہان آمد

تیری نظر دنیا کے پھول پر جم کر رہ گئی ہے جبکہ ہماری نظر دنیا کے خالق پر ٹھہری ہوئی ہے۔

رو کہ بازار سے و بے آزاری ؛ جائے بازاری دوکان آمد

بازار چلی جا اور بے زار ہو جا کیونکہ بازار میں گھومنے والے کا ٹھکانہ کوئی دوکان بن ہی جاتی ہے۔

باش تا من بنالم ای بلبل ؛ کین ہمہ خلق در فغان آمد

اے بلبل اپنی حالت یوں بنا لے کہ تیرے ساتھ میں بھی گریہ زاری کروں اور تمام دنیا جہان بھی فریاد کرے۔

دم مزن پیش ما کہ نالۂ تست ؛ نالۂ کز سر زبان آمد

تجھے ہمارے سامنے دم مارنے کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ تیرا رونا صرف زبانی زبانی ہے۔

نالۂ ما شنو کہ بر در دوست ؛ گو بسوز از میان بمان آمد

جبکہ درِ محبوب پر ہمارا رونا اس طرح ہوتا ہے کہ درمیان میں سے تمام پردے

ہنوز اندر بود گر چاک سازم سینہ خود ار ؛ چنین کز عشق آن بدخواہ غم بسیار مے آید

فریاد دل دل ہی میں بس رہتی ہے اگرچہ سینہ چاک کردوں اس ستم گر کی محبت کا غم بہت زیادہ سوار ہو جاتا ہے۔

دلِ مسلمانان دین را نگہدار اید چون محے ؛ کہ میگویند باز آن دلبر عیار مے آید

اے خدا محی الدین کی طرح مسلمانوں کے دل کی حفاظت کر جو کہتے ہی رہتے ہیں کہ ہوشیار دلبر وہ آ رہا ہے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ اشعار میں، محبوب کے وصال میں گوم مگو، محبوب کی آمد پر چہکتی بلبل کی رفاقت کی طلب، عاشق فنا نہ ہوگا، عاشق زار کو محبوب کے فراق سے رسوائی۔ محبوب کے وصال میں دل بے قابو ہو جاتا ہے۔ دل مقام محبوب ہے وصال محبوب کے لئے خدا سے مدد طلب کرنا وغیرہ بیان ہوا ہے۔

نوٹ:۔ بادشاہ کو مہربان کرنے کے لئے عامل ہر روز سات بار پڑھے۔

قطعہ ۳۲

وقت مستے بلبلاں آمد ؛ گوئیا گل بہ بوستان آمد

مستی کے دوران بلبلیں آئیں جیسے باغ میں پھول بہار لایا ہو۔

بلبل آنجا خموش وحاضر باش ؛ بشنو این سر کہ درمیان آمد

اے بلبل تو وہاں خاموشی سے حاضر ہو کہ کسی کان خبر نہ ہو جو راز درمیان میں آئے بغور سن۔

مجلس عاشقان مست خدا ؛ سر خوش اینجا نمی تو ان آمد

دستورالعمل کو آپ ہی نے شہرت دوام بخشی۔

خسرام ترا غلام گشتہ ؛ کیخسرو و کیقباد و فغفور

آپ آقا ہیں، خرام، کیخسرو، کیقباد اور فغفور آپ کے غلام ہیں۔

درجملہ کائنات گویند ؛ صلواۃ تو تا دمیدن صور

تمام کائنات میں آپ پر صلواۃ وسلام صور پھونکے جانے تک پڑھا جائے گا۔

معراج تو تا بقاب قوسین ؛ جبریل برہ بماندہ از دور

جبریل علیہ السلام حضور کی منزل سے کافی دور ہی راہ میں تھک گیا آپ کی معراج تو قاب قوسین تک ہے۔

ہم حلقہ بگوش تست غلمان ؛ ہم بندہ کمترین تو حور

جنتی غلمان حضور کے غلام ہیں اور بہشتی حوریں سرکار کی خادمائیں ہیں۔

بنوشتہ خدائے پیش از آدم ؛ از بہر رسالت تو منشور

تقدیر کا لکھا ہوا انسان کے آگے آتا ہے نبی اکرم کے طفیل آپ تو مجھے نشتر نہ کیجئے۔

ز ہیبت غیرت تو موسیٰ ؛ دیدار خدا ندید بر طور

یارسول اللہ آپ کی ہیبت و جلال کی وجہ جناب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور دیدار خدا نہ کر سکے۔

روشن ز وجود تست کونین ؛ اے ظاہر و باطنت ہمہ نور

یارسول اللہ آپ کا ظاہر و باطن نور ہے اور دونوں جہان آپ ہی کے وجود

اٹھ جاتے ہیں۔

عاشقان درجہان نمی گنجیند ٭ این قفس چون ترا مکان آمد

ایک عاشق پوری دنیا میں نہیں سما سکتا اور تیرا مقام صرف ایک پنجرہ ہے

عشق تو گل است روزی چند ٭ عشق ما عشق جاودان آمد

تیرے عشق کا تعلق چند دن پھول سے رہتا ہے مگر ہمارا عشق و محبت ابدی اور ہمیشہ ہے۔

خانمان آب و گل بسخود زاری ٭ این روشن راہ تازکان آمد

تو اپنے پاس گھریلو سامان رکھتی ہے اس صورت کا نتیجہ کمزوری نکلتا ہے

محی آثار قدرت حق دید ٭ چون بہار آمد و خزان آمد

اے محی الدین اللہ کی قدرت کے آثار بغور دیکھو بہار کے ساتھ ساتھ پت جھڑ اور خزاں بھی آتی ہے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ کلام میں حقیقت و مجاز۔ یعنی ایک چیز کا اصل اور اس کا دوسرا رخ بیان کیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ مذکورہ بالا صورت کے لئے عامل یہ بھی سات بار ہر روز پڑھ سکتا ہے۔

قطعہ ۳۴

اے قصرِ رسالت از تو معمور ٭ منشور لطافت از تو مشہود

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کا محل آپ ہی سے آباد ہے لطافت کے

اگرچہ وصل محبوب بہشت کے درمیان ہو سکے گا مگر عاشق لوگ دوزخ کا درمیان پسند کرتے ہیں۔

درعین ہرچند میدارد جمال باکمال ؛ تو برابر با تجلّے اجمال حق مدار

مانا کہ جنتی حوریں حسن وجمال والی ہیں لیکن آپؐ کے حسن سے ان کے حسن کو کیا نسبت۔

عابدان نظارہ نتوان کرد یک حور بہشت ؛ گر بدارد عاشقان مست را ور انتظار

عبادت گذار لوگ جنتی حور کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے اگر عاشق دیوانے کو حور دیکھے تو دیکھتی ہی رہ جائے۔

جام مالا مال درده اے خدا خمر طہور ؛ اندرو نی لغو باشد نی صداع و نے خمار

اے خدا ہمیں شراب طہور سے بھرا ہوا ایک جام عنایت کر جو بیہودہ باطنی سردرد اور بے ہوشی نہ لائے۔

گر بیفتد در جہنم یک تجلّے اجمال ؛ بشگفند گلہار نگارنگ در دی صد ہزار

اگر جمالِ ذات کا ایک تجلّی دوزخ میں جا گرا تو اس میں لاکھوں کی تعداد میں رنگ برنگے پھول کھل جائیں گے۔

روئے زرد عاشقان رنگین کند در روز حشر ؛ تخت زریں بہشت خانہائے زرنگار

فکر نہیں کہ قیامت کے دن عاشقوں کا چہرہ زرد ہوگا بہشت میں بھی زرد سنہری تخت ہوگا اور مکانات بھی زردی مائل۔

سایۂ طوبلے و جنّت حوض کوثر را کجا ست ؛ از حلاوتہا کہ باشد در وصالِ کردگار

اللہ کے وصل میں جو چاشنی مل سکتی ہے وہ مٹھاس، حوضِ کوثر، جنّت، طوبیٰ کو

مسعود سے روشن ہیں۔

اے سیّد انبیائے مرسل ٭ وے سرور اولیائے مستور

اے نبیوں رسولوں کے سردار اور مخفی حال اولیا کے پیشوا۔

گل از عرق تو یافتہ بوئی ٭ شد شہد در اندرون زنبور

پھول نے آپؐ کے پسینہ عنبریں سے خوشبو حاصل کی اور آپؐ کی برکت سے مکھیوں کے چھتے میں شہد بنا۔

ہر کس بجہان گناہگار است ٭ گشتہ بشفاعت تو مغفور

دنیا جہان میں ہر شخص گنہگار ہے لیکن آپ کی شفاعت سے بخشا جائے گا۔

محی نہ غلامئے تو زد لاف ٭ از راہِ کرم برار معذور

یارسول اللہ محی الدین آپ کی غلامی کا دم نہیں بھرتا برائے مہربانی مجھے معذور جانیئے۔

خلاصۂ کلام

خلاصۂ کلام۔ مذکورہ اشعار میں سرکار علیہ السّلام کے اوصاف و محامد محاسن ذکر کئے گئے ہیں۔

نوٹ: حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کے لئے عامل ہر روز گیارہ دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۳۵

گر بخواہد بود اندر صد جنت وصلِ یار ٭ فخر دوزخ عاشقان خواہند کردن اختیار

نوٹ :۔ دُنیا مسخر کرنے کے لئے عامل روزانہ اکیس ۲۱ بار پڑھے۔

قطعہ ۳۶

دوست میگوید کہ ای عاشق اگر زاہی صبور ÷ از فراق ما منال و صبر کن تا نفخ صور

دوست حقیقی فرماتا ہے کہ ہمارے فراق میں نہ رو اور صور پھونکے جانے تک صبر کر۔

اندران مجلس کہ بیند خلق دیدار خدا ÷ از جگر ہائی کباب عاشقان باشد بخور

جس مجلس میں مخلوق دیدار خدا کا نظارہ کرے گی اس مجلس میں عاشقوں کے کلیجہ کے کباب کا دھواں رہے گا۔

انکہ از خواب خوش بیدار مے سازو منم ÷ چون بگویم تو گنا ہانم بیا مرزا ے غفور

یہ کہ جب میں میٹھی نیند سے سویا ہوا اٹھوں تو یہ کہتا ہوا اٹھوں اے بخشنے والے میرے گناہ بخش دے۔

گور گہوارست در طفلے و دایہ لطف دوست ÷ خوش بخوابا یند و خوابت او تا یوم النشور

قبر بچپن کے جھولے کی مانند ہے اور حقیقی دوست کی مہربانی بہلانے والی دایہ کی طرح میٹھی نیند سو جا تیرا یہ سونا قیامت تک ہے۔

نور ایمان در دل و دل بارگاہِ نور حق ÷ خوش چراغے گردید درپیش نور النور نور

نور ایمان دل میں ہے اور دل نور حق کی بارگاہ میں، نور کے نور سے نور کا کیا ہی اچھا چراغ جلا ہے۔

اے گنہگاران شمارا بیشک آمرزد خدا ÷ نہ بود انہ پوستین کبش سنجاب و سمور

اے گنہگار و بے شک خدا تمہیں بخش دے گا اس کی بخشش فقری لباس اور

کہاں میسر ہے۔

اندران خلوت کہ آنجا رہ نیابد جبرائیل ❖ میرود از فارس سلمان و بلال از زنگبار

جس مقام تنہائی میں جبریل علیہ السلام کا گذر ناممکن ہو گیا وہاں فارس کے سلمان رضؓ اور حبش کے بلال رضؓ جا سکتے ہیں۔

تن بنعمتہائی جنت میشود پرور ولیک ❖ جان بیاید پرورش از دیدن پروردگار

جسم ظاہری تو جنتی نعمتوں سے پرورش پا سکتا ہے مگر روح کی پرورش دیدارِ الٰہی سے ہوگی۔

از برِ انگیزی زخاکِ گور بنمائی جمال ❖ خلق مسکین راز گریہ دیدہا گرد و غبار

اگر قبر مبارک سے اٹھ کر آپ زیارت سے شرف بخشیں۔ مسکین مخلوق کی آنکھوں کو رونے اور گرد و غبار سے نجات ہوگی۔

وعدۂ دیدار گر در قعر دوزخ میکنی ❖ میکشد در چشم آتش را خلائق سرمہ دار

اگرچہ آپ وعدۂ دیدار دوزخ کے کسی حصہ میں کیوں نہ کر دیں تو اس دوزخ کی آگ کا مخلوق سرمہ بنالے گی۔

محیٔ گر دید از رحمت بابدیت از عزّ و جل ❖ دامن مردان بگیر و صبر کن تا روز بار

اے محی الدین اگر تجھے دیدارِ حق کی طلب ہے تو مردوں کا دامن تھام لے اور کسی دن کا انتظار کر۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ اشعار میں "عاشق زار کی ماسوی اللہ سے بے نیازی ظاہر کی گئی ہے۔

نوٹ :- دیدارِ الٰہی کے حصول اور عذابِ قبر سے امن کے لئے عامل صرف سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۳۷

عشق و بدنامی و درد و غم بباشد یار غار ÷ تا ممد و ار باشد عاشقان را چار یار
عشق ، بدنامی ، درد ، غم ہمارے دامن گیر ہیں۔ حضور علیہ السلام کی طرح یہ عاشقوں کے چار یار ہیں۔

آرزوی یار دارے یار مے گوید بیار ÷ تا کنم دلداری تو در دل شبہائی تار
تو محبوب کی آرزو رکھتا ہے اور یار کہتا ہے اندھیری رات میں آ میں تیری دلداری کروں۔

نرم تر یک نیم و شب گو ای خدا در من نگر ÷ پس شبا روزی نظر راشصت و صد سفید بیشمار
کسی رات کے آدھ حصہ میں نرم ہو کر کہہ کہ اے خدا میرے حال پر غور کر تو تجھ پر ایک دن رات میں ایک سو ساٹھ بار رحمت ہوگی۔

یار گفت ہر جا کہ باشی با توام یادت کنم ÷ از چنین یاری فرامش کردۂ تو یاد دارد
یار کہتا ہے تو جس جگہ بھی ہو میں تیرے ساتھ ہو کر تجھے یاد رکھتا ہوں۔ میرے دوستانہ کو تو کیوں بھلا دیتا ہے یاد رکھا کر۔

روح تو مرغیست کز نزد خدا آمد بتن ÷ بیخدا مرغے خدلئے را کجا باشد قرار
تیری روح خدا کا پرندہ ہے جو بدن سے الگ ہو کر خدا کے پاس جائے گا کیونکہ خدا کے پرندے کو خدا کے علاوہ کہیں جلئے قرار نہیں ہے۔

ساقیا زان مے کہ گفتی میدہم در آخرت ÷ کم بخواہد شد کہ در دنیا کنی جامے نثار

شاہانہ ٹھاٹھ سے بے نیاز ہے۔

دارد از نورِ الٰہی چہرۂ تو آگہی ٭ زردی روئے تو باشد سُرخی رخسار حور

روزِ محشر تیرے چہرے میں نورِ الٰہی کا عکس آئے گا اور تیرے چہرہ کی زردی حور کی گالوں کی لالی بن جائے گی۔

حور عین خال سینہ زد بر رُخ از رنگ بلالؓ ٭ از حبش بن گرچہ خوش مشاط کردہ ظہور

حبشی بلالؓ کے حسن پسندیدہ کو دیکھ کر ان کی رنگت سے جنتی حوروں کے سینہ پر ایک ایک تل ہو گا۔

در تجلّئے این ندا آمد کہ خواہد دیدنم ٭ ہر کہ بر من خاطرِ خود کرد شب روزے حضور

خدا کی تجلّی سے آواز بلند ہو گی کہ جس شخص نے میرے حضور رات دن اپنا دل حاضر کیئے رکھا وہ میرا دیدار کرے۔

چون برون آئے ز دنیا پیشوا ایم ترا ٭ گویم اے محی خوشی چون کو فتے این راہ دور

اے بندے تو جب دنیا سے نکل آئے گا میں تیرا پیشوا بنوں گا اور کہوں گا کہ اے محی الدّین خوش ہو کہ تو دور کا راہی ہے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ بالا اشعار میں من جانب اللہ فقیر کو اطمینانِ قلب کے لیئے صبر کی تلقین، قوتِ عشق، اقرارِ گناہ، فقیر کی بے رخی زندگی، فقیر کا فقر، نورِ مصطفیٰ کا جز ہے۔ رحمتِ حق صورتوں کو نہیں سیرت کو پسند کرتی ہے۔ قیامت کے دن فقیر کی فقیری چمکے گی۔ بلال حبشی کا حسن وجمال۔ توجہ الی اللہ، اہلِ ایمان کو خدا کی پیشوائی میسر آئے گی۔ بیان ہوا ہے۔

حاضر ہو اکر۔

در دل شبہا بگریم گویم آن دلدار را ÷ یا دلی دہ یا دلے کز بیدلان بردی بیار
آدھی رات کو روکر اس دلدار سے کہتا ہوں یا مجھے اہل دل بنادے یا بے دلوں سے میرا دل نکال لے۔

گر بسم روزی بدوزخ قصہ بنود کو بمش ÷ تا بگرید بر من بیچارہ آتش زار زار
اگر کسی دن دوزخ سے میں نے اپنی داستان سنادی تو اس بیچارے کی آگ مجھ پر رونے لگے گی۔

تا قیامت محی خواہد خواند این ابیات را ÷ خلق و عالم ہم بپائی میروند ہم پائدار
ان اشعار کو محی الدین قیامت تک دہرائے گا اس دن دنیا جہاں پیدل چل رہا ہوگا یا سوار ہو کر۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ کلام میں، عشق والوں کے چار ساتھی۔ فقر اور ذات مولیٰ کا مکالمہ رات کو یکسوئی سے توجہ الی اللہ۔ رفاقت خداوندی، روح امر رب ہے۔ دُنیا میں نیک نامی کی طلب، خدا سے طلب رحمت کرنا۔ نفس امارہ حصول معرفت کے لئے راستہ کا پتھر ہے۔ روشن ضمیری کے لئے خدا سے فریاد۔ عشق کرنا آدمیت کی کمزوری ہے۔ حقیقی عاشق طالب المولیٰ ہوتا ہے، اہل اللہ کے ہاں جمال خداوندی مل سکتا ہے۔ اہل دل کی جستجو۔ آتش عشق کے سامنے دوزخ کی آگ رو پڑے گی۔ جیسے امور مذکور ہیں۔

نوٹ:۔ لذت فقر حاصل کرنے کے لئے عامل صرف پندرہ [15] مرتبہ پڑھے۔

اے پلانے والے تیرا وعدہ ہے کہ میں آخرت میں شراب دوں گا۔ میری خواہش ہے کہ اس کا ایک جام دُنیا میں بھی عطا کر دے۔

کاروانہا در بیابان ہا ہلاک ند از عطش ✽ ابرِ رحمت را بیارد قطرۂ چندین ببار

پیاس کی شدت سے کئی قافلے بیابانوں میں ہلاک ہو گئے ابرِ کرم لا کر اسے اچھی طرح برسا دے۔

باز دارد شیشہائی می صراحیہائی شاہ ✽ اشترِ بے مستی کہ نہ افسار دارد نے مہار

جس مست اونٹ پر نہ پالان ہو نہ ناک میں نکیل وہ شراب کی بلوریں صراحیوں کے لیئے رکاوٹ بن جاتا ہے۔

شاہ میگوئی تو یارا خاطر قندیل باش ✽ عاشق مجنون و مستم آہ دوست از من مدار

تو بادشاہ سے کہہ دے کہ اے دوست میرے دل کی قندیل منور کر دے۔ میں عاشق دیوانہ مست ہوں تو مجھ سے دوستی کیوں نہیں کرتا۔

خاک آدم را غذا تخمیر میکردہ ہنوز ✽ کو نتادہ بر سر مستان حضرت این خمار

اب بھی خاک آدم کے لئے مستی غذا بنی ہوئی ہے بارگہِ حق کے سرمستوں پر اب بھی یہ خمار سوار ہے۔

بر سر ہر موئے مشتاقان زبان دیگر ست ✽ کز خدا دیدار میجویند ہر لیل و نہار

اہلِ شوق کے ہر بال پر ایک دوسری زبان ہے ہر رات اور دن اللہ سے طلبِ دیدار کرتے رہتے ہیں۔

گر تماشائی جمال حق تعالیٰ بایدت ✽ در میان عاشقان انداز خود را روز باز

اگر تجھے جمالِ حق کا منظر دیکھنے کی ضرورت ہے تو بزمِ عاشقاں میں ہر روز

وقت تجلی از دیدۂ بینا مجوئے ÷ او چو نماید جمال چشم تراز دست نور
تجلیٔ خدا کو سر کی آنکھ سے مت ڈھونڈ جب وہ تجھے اپنا دیدار کرائے گا تو تیری آنکھوں کو نور کی طاقت بخشے گا۔

ہر کہ بہ نزدیک اوست دولت جاوید یافت ÷ روئی سعادت ندید آنکہ از و ماند دور
جو شخص اس کے نزدیک ہوا اس نے ہمیشہ کی دولت سمیٹ لی۔ جو اس سے دور ہوا وہ نیک بختی کی شکل بھی نہیں دیکھ سکتا۔

مژدۂ وصل خدا اگر بہ لحد بشنویم ÷ زندہ شود جان و تن پیشتر از نفخ صور
اگر ہم وصلِ خدا کی خوشخبری قبر کی لحد میں سن لیں گے تو ہمارا جسم و جان صور پھونکے جانے سے پہلے ہی زندہ ہو جائے گا۔

حور چون ار اکنند رو بسوئی ما کنند ÷ چشم نگہدار از آن دوست بود بس غیور
جنت کی حوریں جب ہماری طرف دیکھیں گی تو یار کی دوستی کی وجہ سے نظر کی حفاظت کی جائے گی۔

ہست تو قصر بہشت کردہ بزیر و زبر ÷ ورنہ کنند ز انکہ نیست مستی ادبی قصور
تو نیچے اوپر جنتی محلات کا مست ہے جنت کی وسعت میں بے شمار مکان ہیں۔

گرچہ قصر بہشت کردہ عنبر سرشت ÷ از جگر سوختہ مے برم آنجا بخور
اگرچہ جنتی محل کی چنائی عنبر سے کی ہو گی۔ میں اپنے جلے ہوئے جگر کو لے جا کر دھونی دیا کروں گا۔

مے کندم بہر دوست ہر نفسے ماتمے ÷ مجھے ماتم زدہ کے کند ای دوست شور

قطعہ ۳۸

طبلِ قیامت بکوفت آن ملکِ نفخ صور ٭ کاتبِ منشورِ ماست مالکِ یوم المنشور

وہ صور پھونکنے والا فرشتہ قیامت کا نقارہ بجائے گا کہ ہمارے اعمال نامہ کا لکھاری روزِ محشر کا مالک ہے۔

سر ز لحد بر زدیم خیمہ بہ محشر زدیم ٭ بے خدا اندر لحد چند بباشم صبور

قبر کی لحد سے ہم نکلیں گے قیامت میں اپنا خیمہ نصب کریں گے آخر خدا کے بغیر قبر کی لحد میں ہم کس قدر صبر سے رہ سکیں گے۔

از سرِ شوق و نشاط پائے نہم بر صراط ٭ تازہ دم گرم گرم شود آن نشور

بصد شوق ہم پلِ صراط پر قدم رکھیں گے تاکہ ہمارے سانس کی گرمی سے گزرنے میں تحریک پیدا ہو۔

ایکہ نداری تو مال در طلب آن جمال ٭ ما بتو بگذاشتیم دیدن دیدار حور

تو اس حسن و جمال کی طلب میں بے زر ہے ہم تجھے تیرے حال پر حور و قصور کے دیدار کے لئے چھوڑتے ہیں۔

مست خدائیم ماکہ بخود آئیم ما ٭ ساقی با جون خداست بادہ شرابِ طہور

ہم خدا کے مست ہیں ہم خود تھوڑے ہی چلے گئے خدا خود ہمیں شرابِ طہور پلائے گا۔

نور میان در نظر زانکہ تجلئے حق ٭ با تو کند آنچہ کرد با مجہ کوہ طور

تیری نظر میں نور حق تیرے ساتھ وہی کچھ کرے گا جو کوہ طور پہ کیا گیا ہے۔

اے دوست جو شراب تو نے ہمیں الست کے دن دیا تھا۔ مہربانی فرما ایک نیا جام ہمیں عنایت فرما۔

در خدمتِ حق گر تو مردانہ کمر بندی ؛ بخشد بتو ہر لحظہ تاج و کمرے دیگر

اگر تو مردانہ وار خدمت حق میں وقف ہو جائے تو تجھے ہر گھڑی اللہ تعالیٰ ایک نیا تخت و تاج نصیب فرمائے گا۔

در خانہ بیرون زن یعنی لحد تاریک ؛ بر جانِ تو خواہد تافت شمس و قمرے دیگر

روشن دان کے بغیر قبر کی تاریک لحد میں تیرے پاس ایک نیا سورج اور چاند روشنی کرے گا۔

یارب تو بہ مشتِ خاک از بسکہ نظر داری ؛ پیدا شدہ ہر لحظہ صاحب نظرے دیگر

یا اللہ اس خاک کی مٹھی پر اگر تو نظر فرمائے تو ہر وقت ایک دوسرا نگران پیدا ہو جائے گا۔

عیش و تن و جان و دل از رہگذری عشقت ؛ عشرت نتوان کردن از راہ گذری دیگر

زندگی جسم و جان اور دل تیری محبت کی رہگذر پر ہوتے ہوئے کسی دوسرے راہ پر گذر نہیں کر سکتے۔

بر دوخت دل و دیدہ از دیدن غیر حق ؛ نبود دل مجنون را جز این ہنرے دیگر

دیوانے کے ہاں اس کمال کے علاوہ کوئی دوسرا ہنر نہیں ہے کہ وہ غیر اللہ سے دل کی آنکھ بند کر لیتا ہے۔

ہر کس کہ در حق زد و رو زہمہ در ہا تافت ؛ زان نتوان رفتن ہر گز بدرے دیگر

جو شخص دُو خدا کا ہو کر رہ جائے اور کسی دوسرے دروازے کا طواف

دوست کے لئے میرا ہر سانس ماتم کر رہا ہے۔ محی الدین ماتم کرتا ہوا ایسے ہو گیا ہے کہ اب شور نہیں کر سکتا۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ کلام میں، نزاکت عشق اور عشاق کے مختلف احوال مذکور ہیں۔

نوٹ:۔ حصولِ لذتِ فقر کے لئے عامل یہ بھی پڑھ سکتا ہے۔

قطعہ ۳۹

ای ذکر ترا در دل ہر دم اثرے دیگر ❊ وی از تو بملک جاں دارم خبرے دیگر

اے دوست تیری یاد ہر وقت ایک نیا اثر رکھتی ہے اور تجھ سے روحانیت کے ملک کی ایک اور خبر رکھتا ہوں۔

از تیر ملامتہا داریم دل مجروح ❊ جز لطف تو مارا نیست واللہ سری دیگر

ملامت کے تیر سے دل زخمی رکھتے ہیں، تیری مہربانی کے سوا بخدا کوئی دوسری بات نہیں ہے۔

سلطان جمالِ تو تا جلوہ دہد خود را ❊ برساختہ از بر دل آئینہ گرے دیگر

تیرے حسن کی شہنشاہی جب اپنے آپ کو جلوہ دیدار دے گی خود بخود دل کے باہر کوئی آئینہ ساز ہوگا۔

در معرکۂ حشر آہی نزد عاشق ❊ ہر دم اگرش سوئے تو در مقری دیگر

میدانِ قیامت میں عاشق کا ساتھی سرد سانس ہوگا ہر لحظہ اسے تیری طرف ایک نیا مقام ہوگا۔

زان می کہ بما دادی در روز الست ای دوست ❊ لطف کن و ما را دہ جامے قدحے دیگر

کے آنسوؤں سے میرا دامن تر دیکھ ۔

اینکہ میگوئی ندادم دل بخوبان ہیچگہ ÷ سوئے میدان آ و ترک شہسوار من نگر

تو کہتا ہے کہ میں کبھی کسی حسین کو دل نہیں دیا کرتا میدان میں آکر میرے شہسوار کو دیکھ لے ۔

سینہ ام برداغ و چہرہ گل گل از خوبان اشک ÷ یک زبان سوئی من آ باغ و بہار من نگر

میرا سینہ مجروح ہے اور گلاب سا چہرہ خونی اشکوں سے مرجھا گیا۔ ایک گھڑی میری طرف آکر میرا باغ و بہار دیکھ ۔

با شدت رحمی فتد در دل بیا سوئی من ÷ حال زاری من بہ بین شخص نزار من نگر

ہو سکتا ہے میرے لئے تیرے دل میں رحم آ ہی جائے میری حالت زار دیکھ اور میرا افسردہ مزاج دیکھ ۔

گر تو داری میل خوبان دیدہ عبرت کشائے ÷ سینہ پُر سوز چشم اشک بار من نگر

اگر تو حسینوں کی محبت میں گرفتار ہے تو عبرت کی آنکھ کھول لے ۔ میرا جلا ہوا سینہ اور آنسو برسانے والی آنکھ دیکھ۔

شکر کن محی کہ در راہ تو خماری بیش نیست ÷ ہر طرف صد کوہ غم در رہ گذار من نگر

اے محی الدین شکر کر تیری راہ میں زیادہ مدہوشی نہیں ہماری رہگذر میں غموں کے سو سو پہاڑ پھیلے ہوئے ہیں۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ اشعار میں۔ محبوب کی فیاضی ، عاشق کی طبعی کیفیت ، پھول آخر خزاں کا شکار ہو جاتا ہے ۔ سنگ دل سے سنگ دل بھی محبوب حقیقی دیکھ کر

نہیں کرتا۔

درآئینۂ دل دیدہ محی رخ یار وگفت ÷ ای ذکر ترا در دل ہر دم اثرے دیگر

دل کے آئینہ میں محی الدین نے محبوب کا رخ دیکھ کر کہا کہ اے دوست تیری یاد نے ہردم ایک نیا اثر دکھایا ہے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ اشعار میں، ذکر دوست کی تاثیر، عشق ملامت کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ جلوۂ جاناں خود بخود دل میں اتر جاتا ہے۔ عاشق ہر گھڑی ایک نیا مقام بناتا ہے۔ حصولِ معرفت میں ترقی کی درخواست امورِ تعبدی میں دل بستگی حصولِ معرفت کی چابی ہے۔ قبر کی تاریکی عنایات الٰہیہ سے منور ہو گی اللہ مہربان تو سب مہربان، وصالِ خداوندی ماسوی اللہ سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ جیسے امورِ ذکر کئے گئے۔

نوٹ:۔ اللہ تعالےٰ اور بادشاہ کو مہربان کرنے کے لئے عامل پندرہ بار پڑھے۔

قطعہ ۴۰

ایکہ مے نالے ز دوران جو دیارِ من نگر ÷ اضطراب از من نگر صبر و قرارِ من نگر

اے زمانہ کے ہاتھوں نے والے میرے یار کی سخاوت دیکھ میری پریشانی بھی دیکھ اور میرا صبر و قرار بھی دیکھ۔

جانب گلشن مرد کایکد و روزے بیش نیست ÷ پر ز اشک لالہ گون دائم کنارِ من نگر

گلشن کی طرف مت جا کہ اس کی میعاد ایک دو دن سے زیادہ نہیں ہے۔ سرخ رنگ

جو شخص آوارہ گردی کی شراب پیئے اسے لازم ہے کہ وہ رنج و غم اور ہر درد کی شکایت کرے۔

دیدۂ بکشائے کہ محبوب کریم افتادست ÷ مینماید بتو ہر دم زکمین او دیدار

آنکھیں کھول لے محبوب سخی واقع ہوا ہے تیری خاص توجہ سے ہر گھڑی دیدار بخشے گا۔

عاشق آنست کہ سوزند و دہندش برباد ÷ لبکہ خاکستر او جوشش کند دریا بار

عاشق اصلی وہی ہوتا ہے جسے جلا دینے کے بعد اس کی خاک کچھ ہوا میں اڑا دی جائے اور کچھ دریا میں اس کے باوجود اس کی خاک میں زندگی رہے۔

شمۂ کوئی تو از لطف خدا بر درد ببر ÷ تا کہ کافر بکشاید ز میانش زنار

خدا کی مہربانی سے تیری گلی کی مہک دکھ دور کرتی ہے اور کافر کی کمر سے زنّار کھول کر پھینک دیتی ہے۔

گوش تو کر شدہ ایخواجہ دگرنہ بخدائے ÷ میکند بت بخدائی خدا وند اقرار

اے صاحب تیری اپنی سماعت خراب ہے ورنہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کی خدائی کا اقرار بت بھی کر لیتے۔

خوش میرود میگفت کہ چون مست شوم ÷ ہیچ از صحبت خود را نگذارم ہشیار

خوش خوش رہ اور خوشی سے کہہ کر جب سے مست ہوا ہوں کوئی شخص میری صحبت سے تنگ ہو کر نہیں نکلتا۔

عشق حق میرود اندر دل ہر عاشق زار ÷ بادۂ اندر رگ و پے بیش ندارد رفتار

اللہ کا عشق ہر عاشق کے اندر اثر کرتا ہے لیکن رگ و ریشہ میں آہستہ آہستہ

پانی پانی ہوجاتا ہے۔ عاشق اپنی تمام رونق کا سبب معشوق کو قرار دیتا ہے عاشق محبوب سے نگاہِ لطف کی امید رکھتا ہے۔ عاشق حقیقی کے مقابل دوسرا عاشق ناکام و نامراد ہوجاتا ہے۔ عاشق زار پہاڑوں سے وزنی مصائب برداشت کرسکتا ہے۔

نوٹ:۔ اللہ کی بارگاہ میں توفیق شکر کے لئے عامل ہر روز پندرہ بار پڑھے

قطعہ ۱۴۱

ہر کہ در پیش تو بر خاک بمالد رخسار ؛ ملک کونین مسخر بودش لیل و نہار

جو شخص اپنا چہرہ خاک آلود کرکے تیرے سامنے آئے بلاشبہ شب و روز وہ دو جہان مطیع کرے گا۔

دگر آن گر بقدم بر سر کو بتو زند ؛ من لبسر بر لبسر کوئی تو روم مجنون دار

محبوب اگر اپنے قدم سے میرے سر کو ٹھوکے میں دیوانہ وار سر کے بل یار کی گلی کے دوسرے سرے تک چلوں گا۔

سلطنت غیر تو کس را نسزد زانکہ بلطف ؛ ہیچ دیار ننالد ز تو در ہیچ دیار

اصلی بادشاہت کے لائق تیرے سوا اور کون ہے اس لئے کہ تیری مہربانی سے کسی آبادی میں تنگی نہیں ہے۔

ہر کہ شد عاشق دیدار تو او بشناسد ؛ دوزخ از جنت و شادی ز غم و می ز خمار

جو تیرے دیدار کا عاشق ہے وہی دوزخ، جنت، خوشی، غم، شراب اور مدہوشی کی صحیح پہچان کرسکتا ہے۔

ہر کہ در کوچۂ خرابات رود مے نوشد ؛ بادیش گفت مثل درد و سر رنج و خمار

ورنہ میں تجھ سے اور تیرے عبادت گذار ہونے سے بے نیاز ہوں اپنے نماز و روزہ پر مغرور نہ ہو۔

تو نیاز آور برای من کہ نیست ÷ طاعتِ شائستہ تو غیر نیاز

تو عاجزی سے میرے ہاں حاضر ہو کیونکہ عاجزی اور نیازمندی سے اچھی کوئی عبادت نہیں ہے۔

محی گر کارے نہ کردی غم مخور ÷ من ترا ہم کام و ہم کارساز

اے محی الدین اگر تو نے کوئی کام نہیں کیا فکر مند نہ ہو، میں ہی تیرا کام ہوں اور میں ہی تیرا کارساز

تشریح

مذکورہ کلام میں رموز عشق اور مکالمہ خداوندی بیان کیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ دینی دنیاوی عزت کے حصول کے لئے عامل روزانہ سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۴۲

نومید مشو بندہ از رحمتِ ما ہرگز ÷ زیرا کہ بغیر از ما کس نیست ترا ہرگز

ہماری رحمت سے اے بندہ ہرگز مایوس نہ ہو، اس لئے کہ ہمارے سوا تیرا ہے بھی کون۔

خواہم کہ ازین عالم تو پاک شوی از جرم ÷ ورنہ بتو بفرستم اے بندۂ بلا ہرگز

میں چاہتا ہوں کہ اسی دنیا میں ہی تو گناہوں سے پاک ہو جائے ورنہ تجھے کسی بلا

رچتا بستا ہے۔

درہمہ مذہب ملت مے وعشقت حلال ؛ زانکہ بے او نتوان دید خدا را دیدار

ہر ایک مذہب و ملت میں یار کا شرابِ وصال اور عشق حلال ہے اس لئے کہ ان کے بغیر دیدارِ خدا ممکن نہیں ہے۔

ہمدم ما مشو اے محی کہ در آخر کار ؛ بیگنہ کشتن و آویختن ست برسر دار

اے محی الدین ہمارا ہمدم نہ بن کہ اس راہ میں بے گناہ کا قتل اور پھانسی پر لٹکنا تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔

بندہ سے (کلام خداوندی)

شب ہمہ شب با تو میگوئیم راز ؛ تو بغفلت پائی ہا کردہ دراز

رات بھر میں تجھ سے اپنا راز بیان کرتا ہوں اور تو غفلت سے پاؤں پھیلائے پڑا رہتا ہے۔

اے زما کردہ فراموش گوئیا ؛ سوئی ما ہرگز نخواہی گشت باز

ہماری بات تو تُو بالکل بھول ہی گیا ہے اور ہماری طرف پلٹ کر آنا نہیں چاہتا۔

خیز ترک خواب کن تا نیم شب ؛ ما و تو با یکدگر گوئیم راز

آدھی رات کو بستر چھوڑ کے اٹھ جا پھر میں اور تُو ایک دوسرے سے راز کی باتیں کریں گے۔

بے نیازم از تو و از طاعت تو ؛ با نماز و روزہ تو چندین مناز

اے جمع تہیدستانِ جناکہ بخواہم لبست ❖ من ایں در رحمت را بر روی شما ہرگز

اے مظلوم غریبو! میں تمہارے سامنے رحمت کے دروازے ہرگز بند نہ کروں گا.

از بیم جدا بودن از دولتِ جاویدان ❖ محی نبود یک دم بے یاد خدا ہرگز

ہمیشہ کی دولت سے الگ ہونے کے خوف سے محی الدین کسی پل یادِ خدا سے غافل نہیں ہوتا.

تشریح

مذکورہ اشعار میں، اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنے ذمۂ کرم پر رکھتا ہے.
اللہ اپنے مقربین کو اسی دُنیا میں گناہوں سے بری کر دے گا. دُنیا میں خدا سے
کو لگانا نجات دوزخ کا باعث ہے. عاشق بندہ کو ہر دم رفاقتِ مولیٰ میسّر ہے
بندہ اگر رحمت حق سے دُور چلا بھی جائے تو رحمت کو بندہ سے دوری گوارہ نہیں
جس کا دِل یادِ مولیٰ سے معمور ہو اس پر دوزخ حرام ہے. قیامت کے دن اللہ اپنی
رحمت سے بندوں کے عیب کی سر پوشی فرمائے گا. بندوں کے حال پر اللہ کا کرم ذکرِ
حق معمول غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بیان کیا گیا ہے.

نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ سے بخشش کے حصول کے لئے عامل روزانہ پندرہ دفعہ
پڑھے.

قطعہ ۴۳

تو لذت عمل را از کار راز پرس ❖ آئین سلطنت را از حال زار ما پرس

تو عمل کی لذت ہمارے کام کی رازداری سے پوچھ. دستورِ حکومت ہمارے

سے دوچار ہونا پڑے گا۔

چون سوختہ امروز از درد فراق ما ؛ در سوختنت فرداند ہیم رضا ہرگز

اگر تو آج ہی ہمارے درد فراق کی آگ میں جل جائے تو کل ہم تیرے جلانے پر ہرگز ہرگز راضی نہ ہوں گے۔

من با تو ای عاشق تو نیز بما یا باش ؛ ہرگز چو نشائید دوست از دوست جدا ہرگز

اے عاشق میں تیرے ساتھ ہوں تو میرے ساتھ ہولے کیونکہ دوست کو دوست سے جدا ہونا زیب نہیں دیتا۔

ہر چند کہ رو از ما بر تافتے و رفتی ؛ رو از تو نے تابد خود رحمت ما ہرگز

تو جس قدر بھی ہم سے منہ پھیر کر چلے، مگر میری رحمت تجھ سے منہ پھیر لینا ہرگز جائز نہیں رکھتی۔

از درد فراق ما یک شب چو برد آئے ؛ دیدار نپوشانم در روز لقا ہرگز

ہمارے درد فراق میں اگر تو کسی رات باہر نکل آئے تو میں ملاقات کے دن اپنا دیدار کبھی نہ چھپاؤں گا۔

گر بر دل خود ما را روزی گذرانی تو ؛ در دوزخ پر آتش ناریم ترا ہرگز

اگر تو کسی دن ہمیں اپنے دل میں لبالے تو ہم تجھے ہرگز دوزخ میں نہ بھیجیں گے۔

اے بندۂ گناہی تو خود دیدی و تو دانی ؛ بر روت نیارم ہم در روز جزا ہرگز

اے بندہ تو اپنے گناہ خود دیکھتا اور جانتا ہے لیکن بروز حشر میں تیرے عیب کسی پر کھلنے نہ دوں گا۔

عشقیم قوی قوی حسن جنباند مرغ جان برد ؛ تو قوی سرا درا از ہر شکار ما پرس

اے میرے لازوال عشق طاقتور حسن نے جان کے پرندہ کو تڑپا کے رکھ دیا ہے تو اس کی طاقت کے راز ہمارے شکار سے پوچھ۔

عاشق کہ از غم من کاہیدہ گشت جان داد ؛ این مرغزار او را از مرغزار ما پرس

ہمارے غم سے عاشق نے نڈھال ہوکر جان دے دی۔ اس کی سبزہ زار کا حال و کیفیت ہماری سبزہ زار سے معلوم کرلے۔

تو صاف دل چہ دانی مالیدن سحرگہ ؛ آئین دردمندے از دردخار ما پرس

تو سادہ دل ہے صبح گاہی کی مشقت کیا جانے۔ دردمندی کا دستور ہمارے دیرینہ درد سے پوچھ۔

دل از غم دو عالم فارغ کن وپس انگہ ؛ آئی پیش محے از لطف یار ما پرس

دونوں جہانوں کے غم سے بے نیاز ہونے کے بعد محی الدین کے پاس آکر محبوب کی مہربانی دریافت کرلے۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں۔ فقر کے حال سے آئین حکومت مرتب ہوتا ہے۔ مقام عشق زوال ہے اور عشق اتصال کا ذریعہ ہے مبنی بر صدق آرزو۔ پیامبر عشق محبت ہے عشق کے نزدیک ویرانی اور آبادی یکساں ہے۔ عاشق و معشوق کی راز داری، عالم بقا، عشق قدرتی امر ہے اس میں کوشش کا دخل نہیں۔ حسن عشق کو ہر دم بے قرار رکھتا ہے۔ عاشق کا مقام وصل۔ فقیر دانائی و حکمت کی اعلیٰ تربیت رکھتا ہے۔ طالب شیخ سے کب فیض حاصل کرسکتا ہے وغیرہ امور ذکر کئے

حالِ زار سے معلوم کر لے۔

آن لذتی کہ باشد از اشتیاقِ صادق ؛ شامِ بشارتِ وصل از روزگار پرس

اصل لذت وہی ہے جو سچی تمنا سے ہو مسرت وصل کی شام کی خبر ہمارے دن سے پوچھ۔

مجنونِ عشق مارا از باغ و راغ کم گوئی ؛ از دے تو سوبوی بوی بہار ما پرس

ہمارے عشق کے دیوانے کو باغ اور صحرا میں تلاش نہ کر۔ اپنے پھول کی خوشبو ہماری بہار سے پوچھ۔

من خانمان ہر کس کردم خراب او را ؛ من بعد اگر بخواہی اندر دیار ما پرس

میں نے جس کسی کا بھی خانہ خراب کیا ہے اگر تو چاہے تو ہماری آبادی سے معلوم کر لے۔

ہر شب ز لطف پرسم کا حوال تو چگونہ است ؛ ذوقِ خطاب مارا از دل فگار ما پرس

میں ہر رات مہربان سے پوچھتا ہوں کہ تیرا کیا حال ہے ہمارے ذوقِ خطاب کو ہمارے مجروح دل سے معلوم کر۔

بر تربت خراب عشاق ما گذر کن ؛ وز ذرہ ذرہ خاکش تو انتظار ما پرس

اگر ہمارے عشاق کی گری پڑی قبر سے گذر کرے تو اس کے ذرہ ذرہ سے ہمارے انتظار کا پتہ لگا لے۔

عاشق نئی چہ دانی دردِ فراق مارا ؛ رو رو تو این مصیبت از سوگوار ما پرس

تو عاشق نہیں تجھے ہمارے دردِ فراق کی کیا خبر تو یہ مصیبت ہمارے سوگوار سے جا کر معلوم کر۔

کار درویشان و مسکینان برار ÷ یاد کن از مرگ درد افزا مباش

درویشوں اور مسکینوں کے کام آ۔ درد ناک موت کو کبھی فراموش نہ کر۔

نیکوئی کن تو و نیکو نام شو ÷ بد مکن مشہور در ابدا مباش

تجھے نیکی کر کے نیک نام ہونا چاہیئے۔ برائی نہ کر اور ظلم کرنے میں شہرت حاصل نہ کر۔

داد خواہی را چو بینے دادہ ÷ در دکان جاہ بے سودا مباش

مظلوم کو دیکھ کر تجھے انصاف کرنا چاہیئے، شان و شوکت والی دوکان میں بے سرمایہ نہ بن۔

زیر دستان را تو از پا درمیار ÷ عزۂ این فرق نسر قدسا مباش

ضعیفوں، کمزوروں کو ٹخنے سے نہ کھینچ اور کمزور لوگوں کے تقدس جاننے میں غافل رہ۔

خلق را محی تو ناصح گشتۂ ÷ پیرو این نفس لا پروا مباش

اے محی الدین تو مخلوق کو نصیحت کرتا ہے اس لا پرواہ نفس کا پیروکار نہ بن۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں۔ فکرِ آخرت، دُنیا کھیتی آخرت ہے۔ دنیوی دھندن کا بہاؤ دریا کی مانند ہے۔ گوشۂ خلوت میں آنسو بہانا اور مظلوموں کی خبر گیری۔ نیک لوگوں کی دعائیں لینا اور اپنے کو مخلوق میں شامل سمجھنا میں انسانی ارتقا

گئے ہیں۔

نوٹ:- اللہ کی بارگاہ سے عقیدہ کی پختگی کے حصول کے لئے عامل روزانہ سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۴۴

درجہان امروز بے پروا مباش ؛ فارغ از اندیشہ فردا مباش

اس دُنیا میں آج لاپرواہ نہ بن اور کل کی فکر سے ہاتھ پہ ہاتھ دھر کے نہ بیٹھ۔

کشتی پیدا کن دنشین درد ؛ ایمن از غرقاب این دریا مباش

کھیتی کاشت کر کے تسلی سے اکٹھی کر۔ اس دریا میں ڈوبنے سے بے خطر نہ ہو۔

بے خبر از نالۂ شبہائے او ؛ غافل از احوال مظلومان مباش

رات کے آنسو بہانے سے بے خبر نہ رہ اور مظلوموں کے حالات سے اظہار لاتعلقی نہ کر۔

خدمتی خود کن دعاگویان نیک ؛ بد مکن با مردمان تنہا مباش

نیک لوگوں کی دعاؤں کو اپنے شاملِ حال کر کبھی برائی نہ کر اور انسانوں سے تنہا پسند نہ بن جا۔

دل لبے در جنت واخرے بیند ؛ بے ہوائی جنت الماوی مباش

جنت اور آخرت کو ہی زیادہ دل میں اہمیت نہ دے اور نہ ہی جنت سے مطلقاً بے نیاز ہو کر رہ۔

اگر کوئی تجھے کہے کہ تو بہت زیادہ گنہگار ہے، تو میری زیادہ رحمت اس کی تلافی کی دلیل بن جاتی ہے۔

در نہد دست درو بر رخ تو نیک و بد ؛ رد نہ کنم من ترا خوانم خاصیان خویش

کوئی شخص اگر تیری نیکی اور بدی کو طول دینے لگے تو کم از کم میں تجھے کبھی رد نہ کروں گا کہ میں نے تجھے اپنے خاصوں میں شمار کر لیا ہے۔

در لحدِ تنگ تو صلح کنم جنگ تو ؛ پیش تو روشن کنم شعلۂ تابان خویش

قبر کی لحد میں منکر و نکیر اور تمہاری جنگ کو صلح سے بدل دوں گا۔ اور اس تاریک لحد میں تیرے لئے اپنے نور سے روشنی کر دوں گا۔

خانہ زندانِ گور پُر بود از مار و مور ؛ من بنمائیم در روضۂ رضوان خویش

قبر کا قید خانہ سانپوں اور چیونٹیوں سے بھرا ہوا ہو گا لیکن میں وہی قبر تیرے لئے گلزار بنا دوں گا۔

دوزخ زندان تن روی نہد سوئے من ؛ بر سر کیوان زنم خیمۂ ایوان خویش

دوزخ کا قید خانہ جب میرا رخ کرے گا تو میں اپنی مجلس کا خیمہ آسمان پر نصب کر لوں گا۔

کر دمت ای بو الفضل نام ظلوم جہول ؛ تا لقروشم بکش بندۂ نادان خویش

اے ابو الفضل انسان میں نے تیرا نام ظلوم و جہول رکھا ہے تاکہ اپنے نادان بندوں کی ہلاکت سے در گذر کروں۔

بار امانت گران بندۂ تو لئے ناتوان ؛ ہار ترا مے کشم محی گیلان خویش

تیرا بندہ کمزور ہے اور امانت کا بھار بھاری ہے۔ اے عبد القادر جیلانی تیرا

ہے۔ عظمت انسانی یہ ہے کہ نہ زیادہ جنّت کا لالچ کیا جائے۔ اور نہ ہی اس کے حصول سے بے رغبتی کی جائے۔ کمزوروں کی مدد کرنا اور موت کو یاد رکھنا عظمت کی نشانی ہے۔ نیکی میں دلچسپی لینا۔ اور برائی سے باز رہنا۔ جنتی داخلے کا سبب بنے گا۔ انصاف کرنے کا آغاز اپنی ذات سے کرنا چاہیئے۔ ضعیفوں کمزوروں کو تنگ نہ کیا جائے۔ ارشاد مصطفےٰ ہے مجھے اپنی قوم کے ضعیف اور کمزور لوگوں میں تلاش کرو۔ واعظ کے لئے ضروری ہے کہ نفسِ امارہ کو پہلے رام کرے۔

نوٹ:۔ توفیق بندگی کے لئے عامل روزانہ پانچ بار پڑھے۔

قطعہ ۴۵

دادمرا جان تو بادہ از جانِ خویش ؛ کفر مرا کرد نام گوہر ایمان خویش

اے بندہ! تُو نے اپنی جان میرے سپرد کر دی اور مجھے چھپا ہوا ہونے کے باوجود تسلیم کرنا اپنا جوہرِ ایمانی بنا لیا۔

حضرت نیم شب گوید کہ ای ابوالعجب ؛ ہیچ مکن آشکار کردہٗ پنہان خویش

آدھی رات آواز آتی ہے اے ابوالعجب، اپنی پوشیدہ حالت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کرنا۔

گرچہ تو آلودۂ بندہ مابودۂ ؛ بندہ ندارد پناہ جز در سلطان خویش

اگرچہ تو گناہوں سے تر دامن ہے مگر تُو میرا بندہ تو ہے اور بندہ اپنے بادشاہ کے علاوہ کہیں پناہ نہیں لے سکتا۔

گر تو گوید کسے کردہ عصیان بسی ؛ رحمت بسیار من گوید بربان خویش

تار تار ہو جائے تو کفن بھی نہ ہو۔

در چمن گر خشک و تر سوزد بگو آن ہم بسوز ؛ چون نباشد یار من میر و دشمن گو ہم مباش

اگر گلشن میں گیلا اور خشک سب جل جائے تو عاشق بھی زندگی سے بیزار ہوگا۔ اگر میرا یار نہ ہو کہہ دے دشمن بھی نہ ہوں۔

چو مرا رانی ز کوئی خود مخوان یار رقیب ؛ از گلستان گر رود بلبل زغن گو ہم مباش

اگر تو مجھے اپنے کوچہ سے بھگا دے تو باقی یار دوستوں کو بھی نہ بلا اگر باغ سے بلبل کوچ کر جائے تو کہہ دو کہ چیل کوا بھی نہ رہے۔

یکسر مویت مبادا کم شنیدم گفتہ ؛ گر نباشد محے افگار من گو ہم مباش

خدا نہ کرے کہ یار کی گفتگو بال برابر بھی کم سنوں۔ اگر محی الدین نہ ہو تو کہو کہ میرے افکار بھی سو جائیں۔

تشریح

مندرجہ بالا اشعار میں، طلبِ حقیقت، اسباب سے کنارہ کشی۔ عاشق کی جملہ کائنات محبوب کا وجود ہوتا ہے۔ اپنے قدردان کو کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ کمال تصوف یہی ہے کہ یار کی طلب میں بال برابر فرق نہ آنے پائے۔ جیسی صورتیں بیان ہوئی ہیں۔

نوٹ:۔ بادشاہ مہربان کرنے کے لئے عامل روزانہ سات بار پڑھے

قطعہ ۴۷

از خانمان آوردہ ام از دشت عشق از دست عشق

سرگشتہ و بیچارہ ام از دست عشق از دست عشق

بوجھ میں خود اپنے ذمہ لے لوں گا۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، اپنی جان کا اصل مالک خدا کو ماننا اور اسے بغیر دلیل تسلیم کرنا، بندۂ کو اپنی حقیقت صیغۂ راز میں رکھنے کے لئے خدائی آواز، گناہوں سے نجات کا وعدۂ خداوندی کھلے بندوں اللہ کسی گنہگار کو رسوا نہیں کرتا۔ سارا معاشرہ ایک شخص کو قبول نہ کرے تو میں اس کی پذیرائی کر لیتا ہوں۔ مومن کی قبر میں نور خدا کا اُجالا ہوگا اور جواب وسوال میں آسانی ہوگی۔ مومن کی قبر جنتی باغوں میں سے ایک باغ ہوگی، مقام مومن دوزخ کی گرفت سے بالاتر ہوگا۔ انسان عموماً عواقب اور نتائج سے بے خبر رہتا ہے اسی قدرت نے اسے معذور رکھا ہے۔ حضرت غوث اعظمؒ کے تمام معاملات خدا کے ذمۂ کرم پر ہیں۔

نوٹ:۔ گناہوں کی بخشش کے لئے عامل روزانہ سات بار پڑھے

قطعہ ۴۶

گر مرا جان در بدن نبود بدن گو ہم مباش ÷ چونکہ یوسف نیست با من پیرہن تو ہم مباش

اگر مجھے بدن میں جان نہ رہے تو بدن کی کیا ضرورت اگر مجھے یوسف نہ ملے تو اُس کے کُرتہ کی چنداں ضرورت نہیں۔

گر بمیرم لاشۂ من ہمچنان دور افگند ÷ چاک شد چون جامۂ جانم کفن گو ہم مباش

اگر میں مر جاؤں تو میری لاش ویسے ہی پھینک دیں جب جسم وجان کا لباس

یہ سودا عشق کی طرف سے خرید کرتا ہوں جو بظاہر خسارہ ہی خسارہ ہے عشق کی وجہ سے دانتوں میں انگلی دبائے رکھتا ہوں۔

اے خواجہ مارا چون شما صد فکر بُد در کار ہا
شد راست کار و بار من از دست عشق از دست عشق

اے عشق صاحب ہمیں تمہاری وجہ سے کاروبارِ زندگی میں سینکڑوں فکر دامن گیر ہیں اور عشق کے طفیل ہی ہمارا کاروبار چمکا ہے۔

باکس نگیرم الفتے از خلق دارم وحشتی
چونم زہر کس تہمتی از دست عشق از دست عشق

مخلوق سے خوف آتا ہے اور کسی سے دوستی نہیں کرتا ہوں عشق کی بنا پر ہر قسم کی تہمت اپنے سر لیتا ہوں۔

محی خدا را خوان دبس این غم مگو باہیچ کس
نعرہ مزن تو زین سبب از دست عشق از دست عشق

اے محی الدین خدا کی یاد ہی کافی ہے اور یہ غم پوشیدہ رکھ عشق کا راز رکھنے کے لئے نعرہ زنی نہ کر۔

تشریح

مندرجہ بالا اشعار میں عشق ایک مجبوری ہے۔ عشق ایک آگ جو خدا کے علاوہ سب کچھ جلا دیتی ہے۔ عشق گھر بار چھڑا دیتا ہے۔ اَلعجزُ عَن درکِ الذّاتِ اِدراک کے مطابق عشق کرتے کرتے تھک جانا ہی ذاتِ مولیٰ کے کھوج لگانے سے تعبیر ہے۔ عاشق دل جلا ہوا کرتا ہے۔ عشق عاشق کو دیوانہ بنا دیتا ہے،

میں عشق کے ہاتھوں بے گھر ہو چلا ہوں اور عشق کے ہاتھوں ہی ناچار و مجبور ہو چکا ہوں۔

ای کاشکی بودی عدم تا باز رستی از عدم
من سوزم از سر تا قدم از دست عشق از دست عشق

افسوس کہ میں سرے سے ہوتا ہی نہ تاکہ نہ ہونے سے خلاصی ہوتی میں عشق کے ہاتھوں سر سے پاؤں تک جل رہا ہوں۔

پروردہ کردم خانمان سرگشتہ ام گرد جہان
گشتم ضعیف و ناتوان از دست عشق از دست عشق

میں گھر بار چھوڑ کر دنیا کا چکر کاٹ رہا ہوں عشق کے ہاتھوں کمزور ہو چکا ہوں اور عاجز ہو گیا ہوں۔

ہم نیم شب از گلخن تا روز سازم مسکینے
چون گلخنے شد این دام از دست عشق از دست عشق

آدھی رات سے دن چڑھنے تک بھٹی میں سلگتا ہوں اور عشق کے ہاتھوں میرا یہ دل کباب ہو چکا ہے۔

ہر روز شب دیو او در گوشۂ ویرانہ
گویم بخود افسانۂ از دست عشق از دست عشق

ہر دن رات عشق کا بھوت میرے ویران گھر میں بسیرا کئے ہوئے ہے میں عشق کے ہاتھوں افسانہ ہو کر رہ گیا ہوں۔

این سودے آن سوبیزم سودائے خامی میبرم
انگشت بدندان میگزم از دست عشق از دست عشق

براق پر سیر کرائی۔

در مقامِ قابَ قوسینت خدا کردہ سلام ❊ تو رسانیدی سلامِ حق بامت یک بیک

مقامِ قابَ قوسین میں اللہ نے تجھے سلامتی عنایت کی اور آپ نے ہر ہر امتی کو اللہ کا پیامِ سلامتی پہنچا دیا۔

از خدا یت رحمت داز تو شفاعت روزِ حشر ❊ در نجات عاصیانِ امت تو نیست شک

یارسول اللہؐ آپکے خدا سے رحمت اور آپ سے شفاعت کی قیامت کے دن امید کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ گناہ گاروں کو نجات دلائیں گے۔

تا ملک بشنودہ است صلوٰۃ آواز امتت ❊ عذر خواہی از گناہِ امتی تو شد ملک

جب فرشتے آپ کے اُمتی سے آپ پر درود و سلام سنیں گے تو ایسے گناہ گاروں امتیوں کو معذور جانیں گے۔

گر نبودی روئے تو می بود در کتم عدم ❊ ہم ولی و ہم نبی و ہم سموت دسمک

اگر آپ کی ذات ملک عدم میں چھپی رہتی تو سمندر کی مچھلیاں ہوتیں نہ آسمان اور نہ کوئی نبی اور ولی ہوتا۔

مُرغِ جانہا را بود پر از صلوٰۃ لطف تو ❊ بے شہپری انچنین نتوان پریدن بر فلک

روح کا پرندہ تمہاری عنایت سے سیراب رہتا ہے اور طاقتِ پرواز کے بغیر آسمانوں پر کیسے اڑ کر جا سکتا ہے۔

نامہ ہائے عاصیان الست خود را بہ بین ❊ پس بفرمان تا گناہان را کنند از نامہ حک

یارسول اللہؐ اپنے روزِ اول کے گنہگاروں کے نامۂ عمل پر غور کیجئے کیونکہ آپ کے ایک اشارے سے نامۂ عمل سے گناہ مٹ جائیں گے۔

انتہائے عشق مقامِ حیرت ہے جہاں سود و زیاں کے درمیان فرق اٹھ جاتا ہے عشق مادی ناکامی کا پیش خیمہ ہوتا ہے مگر شہرت دوام کا موجب بھی آخر کار عشق ہی بنتا ہے۔ مخلوق کی ارادی اور لاشعوری بے ترتیب حرکتوں سے عاشق ہمیشہ محتاط رہتا ہے اور اپنی دھن میں مست رہتا ہے۔ حالات موافق ہوں یا مخالف۔ عشق ایک امانت ہے جسے راز میں رکھنا ہی بہتر ہوتا ہے جیسے امور بیان کئے گئے ہیں۔

نوٹ:۔ اطمینان قلب کے لئے عامل روزانہ پندرہ دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۴۸

اے غبار خاک کوئت سرمۂ چشم خنک ؛ اے بتو محتاج خلق ہر دو عالم یک بیک

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم تیری گلی کی خاک راہ آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے سرمۂ اکسیر ہے۔ دونوں جہان کا ہر ہر فرد تمہارا محتاج ہے۔

یارسولُ اللہ توئے کان ملاحت پرکمال ؛ کز تو باید بر و خوبان دو عالم را نمک

یارسولُ اللہؐ آپ نمکینیٔ طبع کی باکمال کان ہیں ذخیرہ ہیں دونوں جہان کے حسینوں کو وہیں سے نمک حاصل کرنا چاہیئے۔

ہر کہ امروز مالد روی برخاک درت ؛ آن مبارک روئ فردا کے درآید در فلک

جو شخص آج ہی تیرے درِ اقدس کی خاک اپنے چہرہ پہ لگالے۔ وہ مبارک چہرہ کل کو صاف آسمان کو بھی خاطر میں نہ لائے گا۔

شام سبحان الذی اسرے بعبدے ؛ بر براق راہواری برق ہم چو تیز دتک

وہ ذاتِ پاک ہے جس نے اپنے بندے کو راتوں رات بجلی سے تیز

تنگ قبر کی تنگ لحد میں عشق میرا غمخوار ہے۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میرا شمار عاشقوں میں ہے۔

آتش دوزخ بسوزد از حرارتہائے عشق ؎ عاشق سوان کند در دوزخ از یکدم درنگ

دوزخ کی آگ عشق کی حرارت سے جل جائے گی اگر عاشق ایک لمحہ دوزخ کے سامنے رک گیا تو وہ سرے سے ختم ہو جائے گا۔

آنچہ نورش بود آیا کو بکوہِ طور تافت ؎ رفت از موسیٰ ہوش و پارہ پارہ گشت اینگ

جب ذاتِ حق کا نور کوہِ طور پر چمکا تو وہ ریزہ ریزہ ہوگیا اور جنابِ موسیٰ علیہ السلام کے ہوش اڑ گئے۔

ہیچ دانستی کہ با یونس درین دریا چہ کرد ؎ گو رفیق و مونسِ او بود در بطن نہنگ

تجھے کچھ معلوم ہے کہ دریا میں یونس علیہ السلام کے ساتھ کیا ہوا مچھلی کے پیٹ میں عشق ان کا مونس و غمگسار تھا۔

حسن و یوسف از کجا بود ست کو دل میبرد ؎ از مسلمانان شہرِ مصر کفار فرنگ

حسنِ یوسف میں اندازِ دلبری کہاں سے آگیا کہ انہوں نے فرنگی کافروں مصر کے مسلمانوں کے دل مٹھی میں لے لئے۔

ہست باغ او درخت میوہ دروے صد ہزار ؎ یک طرف آن میوہ ہا را چیدہ اندر تنگ تنگ

عشق ایک پھل دار درخت ہے جس کو لاکھوں پھل لگتے ہیں اور دوسری طرف اس کا ایک ایک چن لیا جاتا ہے۔

گر جمالِ حق تعالےٰ آرزو دارد کسے ؎ گو برو آئینہ دل را بزن صیقل ز زنگ

اگر کوئی دیدارِ الٰہی کی تمنّا رکھتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے دل کو مانجھ کر

محیے صلوٰۃ آن شفیع وآن نبی بسیار گو ⁂ زآنکہ داری تو بدی بسیار ونیکوی ملک

اے محی الدین شفاعت کرنے والے نبی پر بہت زیادہ درود وسلام بھیج تاکہ بہت زیادہ گنہگار ہے لیکن اللہ کے ہاں نیکی بہت زیادہ ہے۔

تشریح

مندرجہ بالا اشعار میں عاشق رسول اللہ کی گرد راہ کو اپنی بصیرت کا راز قرار دیتا ہے اور دنیا بھر کے ہر شخص کو آپ کا محتاج قرار دیتا ہے۔ اخلاقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضور کی صورت وسیرت قابلِ تقلید ہے۔ آپ کے درِ اقدس کی شفا ظاہری اور روحانی بیماریوں کا شافی علاج ہے۔ معراج رسولؐ اور آپ کی سواری کی سبک روی۔ حضور کا قابَ قوسین پر اللہ سے فیض لے کر مخلوق میں تقسیم فرمانا۔ جب ہمارا خدا کریم اور نبی رؤف الرحیم ہے تو گناہوں کی کثرت کا کیا غم۔ حضور پر درود وسلام عرض کرنا کفارۂ گناہ بن جائے گا۔ حضور نہ ہوتے تو کسی چیز کا وجود نہ ہوتا روحانیت کی تازگی کا باعث آپ ہی کی ذات ہے۔ حضور علیہ السلام کی ایک نگاہِ کرم سے بڑے بڑے گناہ مٹ جائیں گے رحمت خداوندی کو متوجہ کرنے کا ڈھنگ حضور پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنا ہے جیسے امور ذکر کئے گئے ہیں۔

نوٹ:۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کے لئے عامل روزانہ سات مرتبہ پڑھے۔

قطعہ ۴۹

مونسم یار ست اندر تنگنای گور تنگ ⁂ عاشقان در جہان مار البس است این نام وننگ

ختم ہو سکتی ہے۔ تجلیٔ ذات کی قدرت، جناب یونس علیہ السلام مچھلی کا لقمہ عشق کی بنا پر ہوئے۔ جناب یوسف علیہ السلام کے حسن کی رعنائی و دلکشی کا راز بھی دراصل عشق ہی تھا عشق ایک پھلدار درخت جس سے مخلوق بہرہ ور ہوتی ہے۔ تجلیاتِ الٰہی کے حصول کے لئے صفائیٔ قلب ضروری ہے۔ اللہ مہربان ہو تو خسارہ نفع سے بدل جاتا ہے اور اللہ ناراض ہو تو منافع خسارہ بن جاتا ہے۔ نیت صحیح منزل آسان۔ اقرارِ عاجزی کے ساتھ بارگاہِ مولیٰ میں بندہ کی فریاد۔ عشق کو بقا ہے عشق حالات سے نہیں دبتا۔

نوٹ:۔ تنہائی کی مصیبت دور کرنے کے لئے عامل روزانہ سات بار پڑھے۔

قطعہ ۵۰

نامۂ دارم سیہ تر از شب تاریک رنگ ÷ باوجود از تو نیم نومید یارب ہیچ رنگ

رات کی تاریکی سے بھی زیادہ میرا نامۂ عمل سیاہ ہے، اس کے باوجود اے اللہ تیری رحمت سے کسی صورت ناامید نہیں ہوں۔

از سیہ روئی محشر یادم آمد نیم شب ÷ روئی زرد خویش را کردم باشک سرخ رنگ

قیامت کے دن اپنا سیاہ چہرہ دیکھ کر مجھے آدھی رات کا سماں یاد آئے گا تو میں اپنے چہرے کو آنسو بہا کر سرخ کر لوں گا۔

یک نظر سوئی من قلبی پدید کار من ÷ تا نماند در دل زنگار خوردہ ہیچ رنگ

اک نظر رحمت میرے دل پر تاکہ اس کا ہر گوشہ واضح ہو جائے اور اس کے کسی مقام میں زنگار باقی نہ رہ جائے۔

یارب این بار امانت بس گرانست چون کنم ÷ مرکبم از حد بردن بیطاقتے زار ست رنگ

زنگار سے صاف کر دے۔

مشتری از لطفِ تو بسیار و از تہری تو کم ÷ تا نکہ ہر مردے نباید لیش صف در روزِ جنگ

گاہک اور خریدار تیری مہربانی سے منافع حاصل کرتا ہے جبکہ تیرے غضب سے پونجی ضائع کر بیٹھتا ہے اور مرد کو جنگ کے دن صف بندی کا خیال نہیں رہتا۔

چیز دیگر ہست با ہر روزۂ در کائنات ÷ آن نیست کیست بنگر اندر آنکس زن لچنگ

یہ اور بات ہے کہ اس کائنات میں ہر روز کوئی شخص اپنے دل میں جھانک کر اپنی نیت کی اصلاح کرتا رہے۔

من زبانِ قال وارم او زبانِ حال را ÷ از دلِ مجروح نے بشنو تو نے از ناو چنگ

میری زبان گوشت کا لوتھڑا ہے اور اس کی زبانِ حال ہے میری فریاد نہ گرے پڑے دل سے سن نہ اعلانِ جنگ سے۔

خود دوام مے چشم مخمورم بہ بین و سر برآر ÷ کو خمارِ بادہ دار د باشد او مخمور تنگ

سر اٹھا کر دیکھ لے کہ میں شراب مستیٔ الٰہی سے مخمور ہوں نشہ کا جام لبالب ہے اور مخمور سیراب ہو چکا ہے۔

ریخت ساقی جام در بادۂ دہان جان محے ÷ کم نشد مستے آن می از دل او ہیچ رنگ

محی الدین کے منہ میں ساقی نے جام انڈیل دیا ہے جس کی وجہ سے کسی صورت دل سے مستی کم نہیں ہو سکتی۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں عشق دیوار قبر تک ساتھی اور عاشق کو اگر عاشق کہہ کر پکارا جائے اسی میں اس کی ساری کائنات ہے نورانیتِ عشق سے آتشِ دوزخ

اپنی رحمت فرماتے رہنا۔

اے خدا از لطف خود کن تو سپرداری مرا ÷ زانکہ نیکان مر بداز امیزنند تیر خدنگ

اے خدا مجھے اپنی رحمت کے سپرد کر اس لئے کہ نیک لوگ بروں کو کہیں طعنہ دینا شروع نہ کر دیں۔

محے چون در مو سفیدی دید گفت آہ و دریغ ÷ نامۂ دارم سیہ تر از شب تاریک رنگ

محی الدین اپنے سفید بال دیکھ کر افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یا الٰہی میرا نامۂ اعمال کالی رات سے بھی زیادہ سیاہ ہے۔

تشریح

مذکورہ اشعار ہیں۔ اللہ کے سامنے اقرارِ جرم اور اس کی رحمت پر کامل اعتماد گناہوں کو سامنے رکھ کر رونے سے چہرہ پُر نور ہو جاتا ہے۔ طہارت قلب کے لئے اللہ سے درخواست، کسی آزمائش میں پڑنے کے ڈر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا۔ حالات مدہوشی کی ایک صورت، غربت بری چیز ہے۔ اللہ کو عاجزی بے حد پسند ہے۔ اللہ سے معافی طلب کرنے کا ایک ڈھنگ۔ اس دنیا میں وسائل کے باوجود کچھ نہ کرنا بد بختی ہے۔ اللہ کی رحمت سے نا امیدی بہت بڑا کفر ہے۔ اللہ سے عیوب کی ستر پوشی کی درخواست حضرت غوث الاعظم محفوظ ہونے کے باوجود اقرار گناہ کرتے ہیں۔ جیسے امور مذکور ہیں۔

نوٹ:۔ گناہوں سے بخشش کے لئے عامل ہر روز سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۵۱

تیر پیوستہ میخواہم کہ آید سوئے دل ÷ لیک میترسم شود پیوستہ در پہلوے دل

یا رب اس امانت کا بھار بھاری ہے جب میں اپنی سواری کو حد سے باہر لاؤں تو وہ تھک کر چور ہو جائے گی۔

اے مسلمانان بدین کردار گر ایم پدید ÷ بت پرستان از مسلمانان ہمی دارند ننگ

اے مسلمانو اگر اسی کردار سے میں کھل کر سامنے آجاؤں تو مسلمانوں سے بت پرستوں کا حال قدرے بہتر معلوم ہوگا۔

چون نہ بینم ہیچگہ تدبیر خود در کائنات ÷ رو بسے خود میالم اندر پائی ترسا و فرنگ

جب میں پوری دنیا میں کہیں اپنی سوچ کہیں نہ دیکھوں تو مجبور ہو کر فرنگی آتش پرست کے قدموں پر جھک جاؤں گا۔

گر خدا گوید چہ آوردی برآئی ما زخاک ÷ روی گرد آلود خود بنمائیم اندر گور تنگ

اگر خدا نے کہا کہ خاکی دنیا سے ہمارے لئے کیا لایا ہے تو تنگ قبر میں اپنا گرد آلود چہرہ پیش کر دوں گا۔

صلح کن یارب بمن آندم کہ درخاکم شد ÷ باگدای عاجزی سلطان کجا کردست جنگ

یارب اس وقت میرے ساتھ صلح کر لینا جب میں منوں مٹی کے نیچے دب جاؤں غریبوں مسکینوں سے بادشاہ کبھی جنگ نہیں کرتا۔

رحمتت باغیست پر نعمت منم طواف او ÷ از چنان باغی تہی بیرون نخواہم بردچنگ

تیری رحمت کا باغ نعمتوں سے لدا ہوا ہے اور میں اس میں گھوم پھر رہا ہوں ایسے باغ سے میں خالی ہاتھ باہر جانا نہیں چاہتا۔

گر دند آنہانیکہ نو میدم کنند از رحمتت ÷ برمن بیچارہ رحمت کن خدایا بیدرنگ

کچھ بے حال لوگ تیری رحمت سے شاید ناامید ہوں گے بلا توقف مجھ بیچارے

منظر۔ عشق ایک راز ہے جسے ہر صورت پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے۔ مذہب
عشق میں یار کی گلی کے کُتّے کی قدم بوسی جائز ہے۔ جس دل میں عشق نہیں وہ جلے
ہوئے مکان سے بھی بدتر ہے۔ صاحبِ نظر لوگوں سے دل کی اصلاح کی طلب
نوٹ:۔ خوشنودیٔ بادشاہ کے لئے عامل روزانہ سات بار پڑھے۔

قطعہ ۵۲

کے بود آیا کہ بنمائی جمال باکمال ؛ زندہ گردند ماہیان مردہ اناآب زلال
وہ وقت کب آئے کہ آپ جمال باکمال سے شرف بخشیں ہمارے لئے ایسے ہے
کہ مردہ مچھلیاں زلال کے پانی میں جیسے زندگی پا رہی ہوں۔

در قیامت حشر را حاجت بہ نفخ صور نیست ؛ بگذر و برگور خلقے مژدۂ بوئے وصال
قیامت میں قبر سے اٹھنے کے لئے صور پھونکنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ کیونکہ
مخلوق کی قبروں پر وصال کی خوشبو جو آجائے گی۔

در جہنم خوش تواں بودن اگر یکبار تو ؛ در ہمہ عمر آئی و پرسی دگوئی چیست حال
اس دوزخ میں خوشی خوشی رہا جا سکتا ہے جس میں تمام عمر کے بعد ایک بار تو آکر
پوچھ لے کہ تیرا کیا حال ہے۔

اندرین زندان تو گاہی نگشتم من ملول ؛ گر دران زندان بما باشی کجا باشد ملال
میں تیرے قید خانہ میں کبھی رنجیدہ نہیں رہ سکتا اور اگر تو قید خانہ میں ہمارے ساتھ ہو
تو پھر کسی رنج کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

خانۂ عاشق دلست و آنچناں شد بہر دوست ؛ کانچہ غیر دوست ست در دے نیباید مجال
عشق کا گھر دل ہے اور وہ دوست کیلئے وقف ہے دوست کے علاوہ دوسرے

میری خواہش ہے کہ اس کا تیر سیدھا میرے دل کی طرف آئے لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں دل کے پہلو میں نہ چبھ جائے۔

دل ز من گم گشت کنون روزگاری شد کہ غم ÷ گرد کویش در ابدر گرد دیخست وجوی دل

دل مجھ سے کہیں کھو گیا ہے اور زمانہ تاریک نظر آتا ہے جی میں آتا ہے کہ یار کی گلی کی خاک دل میں بسا لوں۔

گلرخان را باید از غنچہ وفا آموختن ÷ گو بہ بلبل تادم آخر نماید روے دل

خوب رووں کو کلی اور غنچہ سے درسِ وفا لینا چاہیئے جو بلبل کو آخر تک دل نکال کر نہیں دکھاتا۔

گر سگ کویش کند دیوانگی نبود عجیب ÷ چون دلِ من ہمدمش بود وگرفتہ خوے دل

اگر محبوب کی گلی کا کُتّا دیوانہ بن جائے تو کیا عجب ہے جب میرا دل بھی اس کُتّے کا ہمدم بن جائے اور اس کی خصلت کا چاہنے والا ہو جائے۔

آتشِ از غیرت زنم خلوت سرائے سینہ را ÷ گر بود آنجا بغیر درد تو ہم زانوے دل

سینہ کے خلوت خانہ کو غیرت سے آگ لگاؤں گا۔ اگر اس میں تیرے درد کے سوا کوئی چیز محسوس کی جائے۔

ای پریرویان دل محی بدست آرید باز ÷ ورنہ تا محشر بخواہد کرد گفت و گوی دل

اے خوبصورت لوگو! عبدالقادر محی الدین کا دِل پھر سے مقام لو ورنہ یہ بندہ قیامت تک دِل کے موضوع سے گفتگو کرتا رہے۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، مقامِ عشق کے ادب کی نزاکت، محبوب سے لگاؤ کا ایک

عشق و مستی و جنون در طالع ما دیده اند ؛ چون زمان در راہ گشتیم و پدر بکشاد قال

ایک زمانہ تھا کہ ماں باپ نے بھی کہہ دیا کہ بیٹا اپنے مقدر میں عشق و مستی اور دیوانگی لے کر آیا ہے۔

اوّل و آخر توئی و ظاہر و باطن توئے ؛ کیست دیگر غیر تو لیس چیست چندین قیل و قال

اوّل و آخر ظاہر و باطن تو ہی تو ہے تیرے علاوہ سب کچھ بے بنیاد اور بے حقیقت ہے۔

تو ز ماو ما ز بوئے تو چنین گشتیم مست ؛ ورنہ مستی چنین بی بی ندارد احتمال

تو ہم سے ہے اور ہم تیری خوشبو میں مست ہیں ورنہ ایسی مستی کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔

بوئے یار آمد بجا آری بباید بوئی دوست ؛ در مشام آنکہ دارد او بآن یار اتصال

ہمیں یار کی خوشبو آئی ہے اے آنے والے ایسا ہی تحفہ لایا کر کیونکہ جس طبع میں قرب یار ہو اس کے ہر رونگٹے میں یار کی خوشبو رچی ہوتی ہے۔

بعد چندین قرن گوئید رحمت اللہ علیہ ؛ چون بخواہند خلق شعر محیؔ صاحب کمال

کچھ وقت کے بعد مرنے والے کو رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے۔ اگر مخلوق شعر و سخن کا شوق کرے تو محی الدین کو منفرد پائے گی۔

تشریح

مذکورہ کلام میں۔ عشقیہ رموز۔ عاشق کا ذوق طبیعت۔ عاشق کے مطمع نظر اور عاشق کی انتہائی خواہش بیان کی گئی ہے۔

نوٹ:۔ خوشنودئ بادشاہ کے لئے عامل روزانہ سات بار پڑھے

کی کیا مجال کہ وہاں گھس جائے۔

گر بسرِ موئے شود فردوس اعلیٰ اشک او ❊ گنجد اندر خانۂ عاشق بود امرے محال

اگر جنّت الفردوس بال برابر بھی محبوب کی دل آزاری بنا تو عاشق کا وہاں رہنا محال ہوگا۔

خون خلقے ریخت بکین ہیچدانی کیست آن ❊ در تو نام او نگوئی بگذرانش در خیال

تو کیا جانے وہ کون ہے جس نے بغیر رنجش مخلوق کا خون بہایا۔ اس کا نام زبان پر مت لا اپنے خیال میں محفوظ رکھ۔

کشتگاں نعرہ زنانند ہیچدانی کیست آن ❊ بر کشندہ ہیچ دو کشتہ را باشد وبال

جو مقتول بعد قتل نعرہ بلند کرتے ہیں وہ کون ہیں۔ اس جہان میں نہ قاتل کو رسوائی ہوتی ہے اور نہ مقتول کو کوئی خراش۔

از سر دنیا برائے دوست بگذشتی چہ سود ❊ سہل باشد در گذشتن از شریک پیر زال

اس دنیا میں حقیقی دوست سے رسمی دوستی کا کیا فائدہ۔ بوڑھی عورت کا شریک حیات بن کر بھی وقت گذارنا آسان ہے۔

سایۂ طوبےٰ از حوض کوثر دماغ بہشت ❊ خوش مقامی باشد اما با جمال ذو الجلال

باغ بہشت، حوض کوثر، طوبیٰ درخت کا شاید یہ مناظر جمالِ خداوندی کے ساتھ خوش منظری پیش کر سکتے ہیں۔

کے شود بی جذب مقناطیس وصلش متصل ❊ ذرہ ذرہ خاک آدم بعد چندین ماہ و سال

بے کشش مقناطیس کو وصل کب مل سکتا ہے۔ خاکِ آدم کے ذرہ ذرہ کو کئی ہزار ماہ و سال گذر چکے ہیں۔

سلام گویم و صلوات، باتو ہر نفسے ؛ قبول کن بہ کرم این سلام و صلواتم

میں آپ پر ہر سانس کے ساتھ صلواۃ و سلام عرض کرتا ہوں اپنے لطف و کرم سے میرا ہدیہ سلام و صلواۃ قبول فرما لیجئے۔

گناہ بیحد من بین تو یا رسول اللہ ؛ شفاعتے بکن و محو کن خیالاتم

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری بے شمار کوتاہیاں آپ کے پیش نظر ہیں میرے خیالات مقدس فرما دو اور آخرت میں شفاعت فرما دیجئے۔

ز ہر کہ بدتر از و نیست من از و بترم ؛ ندانم این کہ بتو چون شود ملاقاتم

زمانہ میں اس غلام سے بدتر شاید ہی کوئی ہو، اس کے باوجود میری سمجھ سے آپ کی ملاقات ورای ہے۔

زنیک و بد ہمہ داند کہ من محمدیم ؛ خلائقی کہ کنند گوش بر مقالاتم

ہر اچھا اور برا شخص مجھے محمدی ہونے سے پہچانتا ہے اور مخلوق میرے مقالات کو بغور سنتی ہے۔

بگوئے محے کہ بہر نجات مے گویند ؛ درود سرور کونین در مناجاتم

محی الدین کہہ دو کہ دانا نجات حاصل کرنے کے لئے کہہ گئے ہیں کہ حضور سرور کونین پر اپنی دعاؤں میں درود بھیجا کرو۔

تشریح

مذکورہ بالا اشعار میں: غلامئ رسول صلی اللہ علیہ وسلم علامت مسلمانی حضور علیہ السلام کی آل پاک کے ساتھ تعلق . جہنؑ : پر درود و سلام فقیر بعد از مرگ بھی عرض کرتا رہتا ہے۔ غلامئ رسول علیہ السلام سند آزادی ہے۔ فقیر

قطعہ ۵۳

غلامِ حلقہ بگوشِ رسولؐ ساداتم ؛ زہی نجات نمودن حبیب و آیاتم
میں سیّد المرسلین کا غلام ہوں، یہی میری نجات کی آخری نشانی ہے۔

کفایت ست ز روح رسول اولادش ؛ ہمیشہ در دو جہان جملۂ مہماتم
بعد ازیں آپ کی اولاد امجاد دو جہانوں میں ہر مشکل کے حل کے لئے کافی ہے۔

ز غیر آلِ نبی حاجتے اگر طلبم ؛ روا مدار یکے از ہزار ہا حاجاتم
اگر میں آپ کی آلِ نبی کے علاوہ اپنی حاجت طلب کروں تو پھر میری تمام حاجتیں رد کر دی جائیں۔

دلم ز حبِ محمدؐ پرست آل مجید ؛ گواہ حال منست این ہمہ حکایاتم
میں دلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی آل کی محبت میں سیراب ہوں میرے اس حال کے گواہ حالات و واقعات ہیں۔

چو ذرہ ذرہ شود این تنم بخاک لحد ؛ تو بشنوی صلوٰۃ از جمیع ذراتم
جب میرا جسم پرزہ پرزہ ہو کر قبر کی لحد میں لیٹے گا تو میرے جسم کے ہر ذرّے سے حضور پر درود و سلام سن لینا۔

کمینہ خادم خدامِ خاندانِ توام ؛ ز خادمیٔ تو دانم بود مباہاتم
یہ کمینہ تو سرکار کے غلاموں کا غلام ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کی غلامی پر فخر کیا جا سکتا ہے۔

گر بہ بوئی وصل تو باشد قرین وصل تو ٭ بعد چندین قرن چون زندہ شود عظیم ورحیم
اگر کوئی طالب تیرے وصل کے قریب تر ہو جائے تو وہ دوسری زندگی میں
عظیم اور رحیم انسان ہوگا۔

با تو عہد بستہ ام ای دوست در روز ازل ٭ تا ابد خواہیم بودن برہمان عہد قدیم
میری خواہش کہ میں ہمیشہ اسی عہد پر کاربند رہوں جو تجھ سے روزِ
اوّل کیا تھا۔

چار جوئے آب و شہد و شیر میشد در بہشت ٭ شربت بیمار دیدار تو نبود اے حکیم
جنتی پانی اور دودھ، شہد کی نہروں میں وہ لطف کہاں جو تیرے
شربتِ دیدار میں ہے۔

آبِ حوضِ کوثر اندر سایۂ طوبےٰ العطش ٭ کی نشاندی گر نبودی از سر کویت نسیم
حوضِ کوثر اور طوبیٰ کے سایہ کی طلب میں عاشق کب بیٹھیں گے اگر انہیں تیری گلی
کی نسیم صبح نہ ملے گی۔

بر صراطِ گر پل دوزخ بود چون نہ گذرد ٭ پیشروی کہ رفتہ بر صراطِ مستقیم
دین کی سیدھی راہ پر نہ چلنے سے دوزخ کی پُل پر چلنا نہایت دشوار
ہوگا۔

دوست اندر گوش عاشق راز گوید از وصال ٭ نیست اندر خوردِ گوش ہر کس این در یتیم
حقیقی دوست اپنے عاشق کے کان میں رازِ وصل کہہ دیتا ہے اور ایسی نایاب بات
ہر کسی کے کان میں نہیں کہی جا سکتی۔

در برون پردہ باشد این ہمہ خوف و رجا ٭ در درون پردہ رد کا بخا امید دوست بیم

حضور پر بے حساب درود شریف بھیجتا ہے۔ اپنی غلطیوں کو سامنے رکھ کر اصلاح فکر اور شفاعت اُخروی کے لئے دربار رسولؐ میں عرض کرتے رہنا چاہیئے غوث الاعظم کا بارگہہ محمدی میں عجز وانکساری اور مقامِ قرب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضور پر درود وسلام بھیجنے کی رغبت۔

نوٹ:۔ شفاعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عامل روزانہ سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۵۴

اشک سرخ و رخِ زردم گواہ ست ای کریم ٭ بر کمالِ عشق دیدار تو باللہ العظیم

میرا زرد چہرہ اور سرخ خونی آنسو میرے گواہ ہیں کہ میں اللہ کریم کے دیدار کا بے حد مشتاق ہوں۔

بے لقائے تو ہوا دار تو کے خرم شود ٭ در ہوائے غرفہ ہائے قصر جنات النعیم

وہ شخص بھلا جنتی محل چوباروں کو کب خاطر میں لائے گا جسے فقط تیرے دیدار کی دیوانگی ہو۔

آتشِ عشق ترا ای دوست نتواند نشاند ٭ تا ابد در دل اگر شعلہ زند نار جحیم

اے دوست تیرے عشق کی آگ کبھی نہ دبے گی اگرچہ اس پر دوزخ کی آگ ہی کیوں نہ پل پڑے۔

گر بیندازی تو بر دوزخ تجلّیٔ جمال ٭ نیک و بد دارند منت تا ابد باشد مقیم

اے دوست تو اگر اپنے جمال کی تجلی دوزخ پر ڈال دے تو ہر نیک اور بُرا آسانی سے وہاں رہائش کر لے گا۔

قطعہ ۵۵

تو تمامی عمر نیکی کرد با تو آن کریم ؛ از بدی خود چرا ترسی تو آخر ای مینم

اے بندے تو اپنی کوتاہیوں سے کیوں ڈرتا ہے اس کریم نے تو تیری تمام عمر میں تجھ سے بھلائی ہی کی ہے۔

تو یتیمے با تو او ہرگز نخواہد کرد قہر ؛ زانکہ او خود کرد نہی قہر کردن بر یتیم

تو یتیم ہے تیرے ساتھ وہ اظہارِ غضب نہ کرے گا کیونکہ خود اس نے یتیموں پر قہر کرنا ممنوع قرار دیا ہے۔

ہر چہ میخواہی توازوی میدہد بیشک ترا ؛ دست خالی کی رود سایل زدرگاہ کریم

تو اس سے منہ مانگے انعام پائے گا بخشش کرنے والے کی بارگاہ سے بھلا کب کوئی سائل خالی ہاتھ لوٹے گا۔

حق تعالیٰ قادرست گوہم چو موی از خمیر ؛ خلق عاصی را برآرد سالم از نار جحیم

اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اپنی گنہگار مخلوق کو دوزخ سے یوں باہر لے آئے گا جس طرح آٹے سے بال نکل آتا ہے۔

لطف او بیشک برابر با نیک و بد ؛ راست میناند بدان سیتی کہ سازندش دونیم

اگرچہ اس کی مہربانی نیک اور بروں کے لئے برابر ہے تاہم وہ ان کے لئے دونوں جہانوں میں بہتر فیصلہ کرے گا۔

آنکہ رحمان و رحیم ست دوست میدارد ترا ؛ پس چہ باک از دشمن دیگر زشیطان الرجیم

وہ دُنیا میں رحمٰن اور آخرت میں رحیم ہو گا تجھے پسند کرتا ہے پھر مردود شیطان اور کسی دشمن سے کیا خطرہ ہے۔

یہ خوف اور امیدیں ظاہر داری میں ہیں۔ اندرونِ پردہ خوف و امید انسان کے خود دوست بن جاتے ہیں۔

این گدایان بر درِ او شین اللہ میزنند ❊ تا شمار ابخشید آنچہ در د آن شاہِ کریم

اے گداگرو اس کے در پر گھٹنے ٹیک دو اس کے شاہی دربار میں آخر کار تمہاری بخشش ہو ہی جائے گی۔

دولتِ دیدارِ حق مے چو یابی در بہشت ❊ نبود آن در طالع تو باشد از لطف عمیم

اے محی الدین جنت میں جب دیدارِ الٰہی پائے گا۔ وہ محض اللہ کا کرم ہو گا جب تیرا استحقاق نہ ہو گا۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، عاشق کی علامات اور شوقِ دیدار۔ طالبِ مولیٰ کسی دوسری چیز کا طلب گار نہیں ہوتا۔ عشق کی آگ آتش دوزخ کے سامنے بھی نہ دے گی عاشق کی جنت وہیں ہوتی ہے جہاں اظہار تجلّی ہو عظمتِ انسانی کی علامت وصلِ حق ہے۔ عہدِ میثاق کی تجدید۔ شربت وصل کا مزہ تمام لذائذ سے اعلیٰ ہے۔ بے دینی کی ٹامک ٹوئیوں میں گرنے والے کیلئے پلصراط سے عبور دشوار ہو گا۔ اللہ اپنے مقرب ترین بندوں سے راز و نیاز کی خبر لیتا ہے، ظاہرداری اور امرِ باطن الگ الگ حقائق ہیں۔ درگاہِ خداوندی کا لزوم دیدارِ الٰہی کسی استحقاق کی بنا نہ ہو گا بلکہ محض اظہار شفقت و عنایت کے لئے ہو گا۔

نوٹ:۔ دیدارِ الٰہی کے حصول کے لئے عامل روزانہ ساٹھ بار پڑھے۔

ملتی ہے اور اس کے دربار سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔ اللہ تعالیٰ دوزخ سے گنہگاروں کو آٹے سے بال کی طرح نکال لے گا۔ اللہ کی تائید سے شیطان اور کسی دشمن سے خائف نہیں رہا جا سکتا۔ قبر سے اٹھنا۔ تقویٰ کی عظمت۔ سوالِ قبر میں اللہ کی رحمت گنہگار کی مدد فرمائے گی۔ اللہ کی طرف سے دوستی اور بندے کی غفلت۔ ہر بندہ رحمتِ حق سے داخلِ جنت ہو گا۔

نوٹ:۔ عامل دیدارِ الٰہی کے حصول کے لئے روزانہ سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۵۶

بی تماشائے جمالت روضہ را ہامون کنم ❊ حورِ عین از درون قصرہا بیرون کنم

تیرے جمالِ نظارہ کے بغیر باغ و بہار کو ہموار زمین کر دوں گا اور حوروں کو ان کے مکانات سے نکال باہر کروں گا

حور زیبا روے را خواہیم دادن سہ طلاق ❊ گر نہ رود در نور روی حضرت بیچون کنم

جب تک مجھے بے مثال نور سے سامنا نہ ہوا تو حسین چہرہ حوروں کو تین طلاقیں دے دوں گا۔

روضۂ جلوہ مدہ رضوان کہ باللہ العظیم ❊ ما بیک آہش بسوزیم و ترا مجنون کنم

مجھے جلوؤں کا مزہ چاہیئے جنت نہیں بخدا میں ایک سانس سے تیری رحمت کو متحرک کر دوں گا۔

آب دارد ای بہشتی کوثر و طوبےٰ بود ❊ ما بیکدم کاروبار ہر دو از یک سون کنم

اے جنتی اگرچہ حوض کوثر اور طوبیٰ پُرکشش ہیں مگر میں ایک ہی دم انہیں ایک تنگ نالی میں بہا دوں گا۔

اولبسوئی تخت مے خوابا ندت در گورتنگ ⁂ مے ورا ند مرترا از روضۂ رضوان نسیم

وہ تخت سے تجھے تنگ قبر میں سُلا دے گا اور پھر تجھے وہاں سے نکال کر جنتِ رضوان میں لے جائے گا۔

در بہشت خلد زریں خشت دادت درجہا ⁂ پس خریدار تو چیزی قلب باہم نفس وبیم

تجھے بہشت بریں میں بلند درجے عطا کرے گا۔ پھر ذاتِ مولیٰ تیری نیک تمناؤں کی خریدار ہے۔

چون زبان قال گردد در سوال گور لال ⁂ واردت ثابت قدم فی الحال بر عہد قدیم

جب زبانِ حال سے تنگ قبر میں سوال کیا جائے گا۔ تو ذاتِ کبریا تجھے قدیم عہد پر ثابت قدم رکھے گی۔

دوستیہا کرد با تو از ازل تا این زمان ⁂ در مقامی دوستی او نمے باشی مقیم

ازل سے اس دور تک تجھ سے دوستی قائم رکھی۔ لیکن اے بندے تو اس کی دوستی میں قائم نہ رہا۔

نعمت بسیار خواہد داد در عمر بدا ⁂ تا بہ نعمتہا کند محے بجنات النعیم

اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی عمر میں بہت سے انعام دینا چاہتا ہے اور محی الدین اسی کے انعام سے جنت میں جائے گا۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں۔ اپنی سابقہ غلطیوں پر پشیمان ضرور ہونا چاہیئے مگر مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے غوثِ اعظم اپنے آپ کو یتیم ظاہر فرماتے ہوئے کہتے کہ اللہ نے خود یتیم کو ڈانٹنے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ سے منہ مانگی مراد

اگر ہم نے تیرا دل لے لیا تو ہماری رحمت تیرے موافق ہو جائے گی تیرے ایک دل کے بدلے ہم سو دل پیدا کر دیں گے۔

نفرین خویش میگو تا کم شود وجودت ؛ چون باتو بنلدان ماگو یائی آفرینم

اپنی فریاد کہو تا کہ تیرا بوجھ ہلکا ہو جائے۔ جب تو میری رحمت کے قریب آئے گا تو میں شاباش کہوں گا۔

شیطان ہزار فرسنگ از گرد تو گریزد ؛ سیصد نظر چو ہر روز اندر دل تو بینم

ہزاروں میلوں کی مسافت سے شیطان تجھ سے بھاگے گا کیونکہ میں ہر روز تیرے دل پر ایک صد تیس بار نظر رحمت کرتا ہوں۔

گر صد ہزار شیطان اندر کمین نشیند ؛ بر تو ظفر نیابد ما ھم چو در کمینم

اگر لاکھوں شیطان تیری راہ میں گھات لگا کر بیٹھیں تو تجھے رام کرنے میں کامیاب نہ ہوں گے کیونکہ ہم بھی اس وقت قریب ہوں گے۔

اے بندہ تو بہ آنکہ بر تو کنیم رحمت ؛ سوگند خور تو ہم چون مانیز بر ہمینم

اے بندہ ہم تیری حالت پر رحم کرتے ہیں تو قسم اٹھا کہ حصولِ رحمت پر شکر کروں گا ہم رحمت کرنے پر قائم رہیں گے۔

محی ببر یکلے زین دوستانِ فانی ؛ پیوند خود بما کن من یار راستینم

محی الدین ان فانی دوستوں سے الگ ہو جا اور ہم سے ناطہ جوڑ لے کہ ہم سچے اور پکے دوست ہیں۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، اللہ کا قرب و رحمت سچی محبت سے حاصل ہوتا ہے

گر نہ در فردوس باشد دیدن دیدارِ دوست ÷ زاویہ در ہاویہ گرم و دیدہ خون کنم
اگر دیدارِ دوست کا جنت میں اتفاق نہ ہوا تو میں اپنی آنکھیں جہنم میں جھونک کر خونی بنا لوں گا۔

ایھا العاشق اگر معشوق بردارد نقاب ÷ دیدہ ما در خورا دنیست آیا چون کنم
اے عاشق اگر معشوق نے نقاب اٹھا دیا تو ہماری آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت نہ ہو گی۔

محیے با ما وار خود را بے ریاضت تا ترا ÷ چون جنید و بایزید و شبلی و ذوالنون کنم
اے محی الدین اپنے آپ کو بے ریاضت ہونے کے باوجود ہمارے سپرد کر تاکہ ہم تجھے جنید، بایزید، شبلی۔ ذوالنون کی مانند کر دیں۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، وصلِ یار کے بغیر عاشق کی حالت، جلوۂ جاناں کے سامنے عاشق کی بے بسی اللہ اپنے فضل و کرم سے ریاضت و عبادت کی کلفت کے بغیر انسان کو صاحب مقام و منزلت بنا دیتا ہے۔

نوٹ :۔ عذاب سے رہائی کے لئے عامل روزانہ اکیس[۲۱] بار پڑھے۔

قطعہ ۵۷

گر دل دہی بمادہ عاشق کہ ما امینم ÷ با آنکہ دل بما داد در روز شب قرینم
اے بندے اگر تو نے مجھے دل دیا ہے اپنی محبت بھی پیش کر کہ میں امانت دار ہوں جو مجھے دل دے دے میں دن رات اس کے قریب ہوتا ہوں۔

گر ما دل تو یابم تسلیم تو بسازم ÷ تا دان یک دل تو صد دل بیا فرینم

نیک لوگ کہتے ہیں کہ ہماری گلی میں آکر نیک بن جاؤ۔ ہم ایسے خداشناس لوگوں کے کوچہ میں کم ہی جایا کرتے ہیں۔

باز دنیا کو قلندر خانہ عشق خداست ÷ سوئی عقبیٰ عاشق و مست و قلندر میرویم

فقیر کی نگاہ میں یہ دنیا عشق مولیٰ کا قلندر خانہ ہے۔ آخرت میں ہم مست و عاشق اور قلندر بن کر جائیں گے۔

شیخ ما عشق است و ما لے درپی او تا ابد ÷ بے عصا و خرقہ و کچکول و لنگر میرویم

عشق ہمارا رہنما ہے ہم اس کے پیچھے لاٹھی۔ گدڑی، کچکول اور لنگر کی طلب کے بغیر چلتے رہیں گے۔

زہرۂ ما را مبر از قہر ما با نیکوئی ÷ ما اگر نیکیم و گر بد ہم بدان در میرویم

ہمارے غصہ کی وجہ سے بھلائی کی طرف مت لے جانا چاہیے۔ ہم نیک ہیں یا بُرے بہرحال بدوں کے ساتھ جائیں گے۔

بر کفن ما را تو ای عشاق بوئی خوش مسا ÷ ما بگور از بہر آن دلبر معطر میرویم

اے عاشق ہمارے کفن پر خوشبو لگا دے کیونکہ میں معطر ہو کر ہی قبر میں محبوب سے ملنے جاؤں گا۔

دولت دیدار میخواہیم در جنات عدن ÷ تا نہ آنجا از برائے زیور و زر میرویم

ہم جنت عدن میں جا کر بھی دولتِ دیدار چاہیں گے۔ ہم وہاں سنہری زیور کے لئے تھوڑا ہی جائیں گے۔

محیے را ہمچو کوہ افسردہ مے بینی ولے ÷ ما بسر چون ابر خوش بے پا و بی سر میرویم

محی الدین کو اے دیکھنے والے خاموش پہاڑ کی مانند تو دیکھے گا۔ مگر ابر کرم

اللہ اپنے قریبی بندوں کو کبھی بے آسرا نہیں کرتا۔ اللہ کی بارگاہ میں فریاد کرنے سے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ رحمتِ خداوندی جس دِل کو روشن کر دے اِس دل والے سے شیطان کوسوں دُور رہتا ہے۔ اللہ کا قرب ترکِ دُنیا سے ہوتا ہے جیسے امور مذکور ہیں۔

نوٹ :۔ اللہ کی خوشنودی کے لئے عامل روزانہ پندرہ بار پڑھے۔

قطعہ ۵۸

ما بجنت از برائے کار دیگر مے رویم ؛ نے تفرج کردنی طوبیٰ و کوثر میردیم

ہم جنت میں طوبیٰ و کوثر کے حصول کے لئے نہیں جائیں گے بلکہ کسی اور کام کی غرض سے جائیں گے۔

مقصدِ ما حسنِ یوسف باشد اندر شہر مصر ؛ ما نہ در مصر از برای قند و شکر میرویم

مصر جانے سے ہمارا مقصد صرف ملاقات حسنِ یوسف ہے۔ ہم مصر میں کھانڈ شکر کے لئے نہیں جایا کرتے۔

اندران خلوت کہ در وی رہ نیابد جبرئیل ؛ بسر و پا ما بہ پیش دوست اکثر میرویم

اس تنہائی میں جہاں جبرئیل علیہ السّلام بھی نہیں جا سکتے اکثر اوقات ہم سر کے بَل چل کر دوست کے پاس وہاں پہنچ جاتے ہیں۔

میگریزند زاہدان خشک از تر دامنے ؛ ما بر خورشید خود با دامن تر میرویم

خشک صوفی گناہ کے تر دامن ہونے سے پرہیز کرتے ہیں۔ مگر ہم اپنے چاند کے پاس دامن تر ہو کر ہی جایا کرتے ہیں۔

پارسا گوید بکوئے ما بیا شنو نام لیک ؛ ما دران کو بہ خدا دانا ست کمتر میرویم

میں اس منزل میں تیری طرف ملک مقبول کا نمائندہ ہوں اور مقابل لشکر کے لئے
شیر دل انسان ہوں۔

کشور دنیا و دین دارم و زیر نگین ؛ چند نشینم چنین جانب شکر روم
دین و دنیا کی حکومتوں پر قابض ہوں اور شکر کے لئے انتظار کر رہا ہوں
کاش اس کا عادی بن جاؤں۔

ہر نفسے از علا میر سلام این صلا ؛ وازہم و زین بلا بر در دلبر روم
مجھے ہر گھڑی بلندی سے یہی آواز آتی ہے کہ تمام مصائب و آلام کے باوجود
محبوب کے دروازے تک چلا جاؤں۔

پیر ندا بات جان گر کشدم موکشان ؛ بندہ کجائے بیا پیش شہ سر روم
جب بزرگ کی آواز روح کو آئے گی کہ میں اسے کھینچنا چاہتا ہوں اے بندے
تو کہاں ہے حاضر ہو تو میں بادشاہ کے سامنے سر رکھ دوں گا۔

قبلہ حاجات دل گوی خرابات ما ؛ وقت مناجات دل محی بر اندر روم
ہمارے دل کی حاجات کا قبلہ فضول چیزیں ہو چکی ہیں۔ دل کی مناجات کے
وقت اے محی الدین اندر چلا جاؤں گا۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، شکر عروج و ترقی کا سبب ہے۔ شکر گذاری سے
انسان کی شخصیت مقبول اور دل میں بہادری پیدا ہوتی ہے۔ شاکر انسان
دلوں کا حکمران بن جاتا ہے۔ عاشق کے لئے تکالیف اور مشکلات وصلِ
محبوب سے رکاوٹ نہیں بن سکتیں۔ معشوق کے سامنے عاشق سر دھڑ کی

کی طرح بے سروپا ہم چلے جائیں گے

تشریح

مذکورہ بالا اشعار میں، عام انسانوں سے فقر کی اغراض مختلف ہوتی ہیں۔ حضرتِ انسان کا مقام ملکوتیت سے آگے ہے۔ صوفی ظاہر دار گناہوں سے پرہیز کرتا ہے مگر فقیر حصولِ بخشش کے شوق میں خدا کے حضور گناہوں سے دامن تر ہو کر حاضر ہونے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ فقیر عبادت کی وسعتوں کو ترک کر کے صرف نیکی تک اپنے آپ کو محدود نہیں رہنے دیتا۔ آخرت میں فقیر اپنے مولیٰ کے حضور مستانہ وار حاضر ہو گا۔ عاشق کا پیر عشق ہوتا ہے جس سے عاشق خرقۂ خلافت حاصل کئے بغیر مصروفِ عمل رہتا ہے۔ فقیر بہر صورت مخلوق کی حمایت کرتا ہے۔ محبوب کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہانہ تلاش کرنا۔ عاشق کے نزدیک دولتِ دیدار کے بعد سب دولتیں ہیچ ہیں۔ بطور سختی فقیر مستقل مزاج ہوتا ہے اور بطور نرمی ابرِ رحمت کی مانند۔

نوٹ :۔ دیدارِ الٰہی کے لئے عامل پندرہ بار پڑھے۔

قطعہ ۵۹

بانہ وکشتم شکر و تا بہ فلک بر ردم ؛ قلعۂ روحانیان گیرم و برتر پرم

میرے شکر کے تسلسل سے مجھے آسمان نے ہمکنار کر لیا ہے میں نے روحانیت کا قلعہ بھی فتح کر لیا اور اپنی پرواز بھی بلند کر لی ہے۔

من ملک مقبلم ایکب درین منزلم ؛ صفدر بس پر دلم جانب لشکر زدم

میں بندوں سے بے گانہ ہو چکا ہوں اور اپنے آپ سے بیزار مجھے اس بیگانگی کے عالم میں ایک آشنا چاہیئے۔

محیؔ لسی لذت بود در عشق ورزیدن ولے ؛ ہجراں مرا مشکل بود صبر و رضامی بایدم

عشق کے استعمال میں اے محی الدین لذت بے حد ہے مگر جدائی میرے لئے بہت مشکل ہے مجھے صبر و رضا چاہیئے۔

تشریح

مذکور اشعار میں۔ عاشق نفس کی اصلاح کے لئے اپنے آپ کو تختۂ مشق بنا دیتا ہے۔ عاشق آتش خو (سمندل) جانور پرندہ کی مانند ہوتا ہے جس کی خوراک آب و دانہ نہیں بلکہ آگ ہی اس کی خوراک ہوتی ہے۔ عام انسان دنیوی عیش و عشرت پسند کرتے ہیں جب کہ فقیر حصولِ جنت کے لئے دنیا میں بے شمار محرومیوں میں گھرا رہتا ہے۔ فقیر عاشق کی ایک الگ دُنیا ہوتی ہے جس میں وہ مگن رہتا ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ عاقل دیدارِ الٰہی کے لئے پندرہ دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۶۱

خوش آن عوغا کہ من خود را بہ پہلوئے تو میدیدم ؛ تو سوئے خلق میدیدے و من سوئے تو مے دیدم

وہ وقت کتنا اچھا ہو کہ میں اپنے آپ کو تیری رحمت کے پہلو میں دیکھوں تو مخلوق کو دیکھے اور میں تیرے جلووں کا نظارہ کروں۔

نمی دانم مرا مے آزمائے باشد از بدخو ؛ کہ آن حالت نمی بینم کہ از خوئے تو میدیدم

مجھے معلوم نہیں کہ مجھے بدخصلتی سے آزمایا جا رہا ہے میں نے آج تک اپنی حالت

بازی لگا کر فخر محسوس کرتا ہے۔

نوٹ:۔ دیدار الہٰی کے لئے عامل پندرہ بار پڑھے۔

قطعہ نمبر ۶۰

زان بیوفائی سنگدل جور و جفا میبایدم ؛ از کس میخواہم وفا زان بیوفا میبایدم

پتھر دل کی بے وفائی کے لئے مجھے ظلم اور زیادتی چاہیئے۔ میں کسی سے وفا کی طلب نہیں کرتا اس کے لئے مجھے بے وفائی چاہیئے۔

من مرغ آتش خوارہ ام با دانہ دام چہ کار ؛ آخر بجائے دانہ در گور جائے بایدم

میں آگ کھانے والا پرندہ ہوں مجھے جال اور دانہ دنکا سے کچھ سروکار نہیں اور دانہ کی جگہ مجھے آخر کار قبر کی جگہ چاہیئے۔

دلہائے مردم باد خوش از شادی عیش و طرب ؛ من خو بجنت کردہ ام درد و بلائی بایدم

بندوں کے دل عیش و عشرت کی زندگی میں خوش رہیں۔ مجھے درد و مصیبت چاہیئے کیونکہ میں نے جنت میں جانے کی ٹھان رکھی ہے۔

پیراہن یوسفؑ اگر بوئے ببخشد فارغم ؛ مژدہ لبسوئی دل ازان بند قبائے بایدم

میں تو یوسف علیہ السلام کے پیراہن کی بُو سے بھی بے نیاز ہوں اور اس کی خوشخبری سننے سے بھی مجھے کنارہ کشی چاہیئے۔

سیہ لبسی تنگست دل از غیر ے سازم تہی ؛ مہمان غم آمد مرا در جان سرائے بایدم

غیروں سے تنگ اور سیاہ دل ہو چکا ہوں اور ان سے دل خالی کر رکھا ہے غم میرا مہمان بن چکا ہے مجھے اپنی ذات میں ایک مہمان خانہ چاہیئے۔

بیگانہ ام با مردان ز خویشتن بیگانہ تر ؛ تا چند این بیگانگی دل آشنائی بایدم

قطعہ ۶۲

ہرگز مبادا آنکہ بہشت آرزو کنم ٭ خود را بہ ہیچ بہر چہ بے آبرو کنم

مجھے ہرگز توفیق نہ ہو کہ میں بہشت کی خواہش کروں خدا نہ کرے کہ کسی دوسری چیز کی وجہ سے اپنے آپ کو بے عزت کر دوں۔

چندین ہزاران جان گرامے شود بباد ٭ گرمن حدیث طرۂ او مو بمو کنم

ہزاروں عزیز جانیں ضائع ہو جائیں اگر میں اس کے راز کو بال برابر بھی ظاہر کر دوں۔

چون دست من بجام مرصع نمیرسد ٭ قلاش وار درمے از و آرزو کنم

جب میرا ہاتھ نقش ونگار والے جام تک نہ پہنچ تو پھر میں غربت زدہ شخص کی طرح ہی شراب کی خواہش کروں گا۔

آن سال دمہ مباد کہ بے ماہر دیتو ٭ یک لحظہ زندگانی خود آرزو کنم

خدا وہ وقت نہ لائے کہ تیرے بغیر زندگی کا ایک لمحہ بھی بسر کر سکوں۔

خود را بدار برکشم از دست جور او ٭ وز آہ جان گذار رسن در گلو کنم

میں اس کے ہاتھوں تنگ آن کر خود کو تختۂ دار پر لٹکا دوں گا۔ یا گلے میں پھندا ڈال کر جان کا خاتمہ کروں گا۔

محی اگر بکعبہ کنم روئے در نماز ٭ شرمم شود کہ روئے دگر سوئے او کنم

اے محی الدین نماز کی ادائیگی کے وقت اگر کعبہ کی طرف رخ کروں تو مجھے شرم آئے گی کہ میں نے یار سے رخ پھیر لیا ہے۔

میں رد و بدل نہیں دیکھا کہ تیری خصلت سے دیکھوں۔

اگر در باغ رضوان خویش را بینم چنان نبود ٭ کہ شب در باغ خود را بر سر کوئی تو میدیدم

اگر میں اپنے آپ کو باغ جنت میں دیکھوں تو یہ اتنا پر کیف نہ ہوگا جتنا مجھے تیری گلی کے باغیچہ میں سرور آتا ہے۔

فدایت این زمان حالم میبات ہست پیش از آن ٭ کہ صد و شام میداوی چو بر روئی تو میدیدم

اس وقت پر اپنی جان چھڑک دوں کہ یار کے رو برو رات بیت جائے اے خدا تو ایسی سینکڑوں شامیں عطا کر کہ تیری تجلیات کا نظارہ ہوتا ہے۔

عجب نبود اگر عاشق خود سرگران بودی ٭ کہ صید لبستہ با ہر موی گیسوئے تو میدیدم

تعجب نہیں کہ عاشق خود بخود حیرت زدہ ہو جائے کہ میں اپنے آپ کو تیری زلفوں کے ہر ہر بال کے ساتھ شکار کی مانند لٹکا ہوا دیکھوں۔

بیادم آمدای محی کہ چون بر خاک افتادے ٭ بہر جا سایۂ افتادہ از بوئے تو مے دارم

اے محی الدین مجھے یاد آئے گا جب میں خاک میں سما جاؤں گا تو جس جگہ بھی سایہ پڑے گا تیری خوشبو کی مہک ہی دیکھوں گا۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں۔ انتہائے قرب خداوندی۔ فقیر اپنی طبیعت کی سختی کی شکایت کرتا ہے۔ عاشق کے نزدیک کوچہ جاناں پر جنت رشک کرتی ہے شب وصال محبوب شب برات سے بھی بڑھ کر ہے۔ زنجیر زلف کا قیدی عاشقوں کی حیرت گم کر دیتا ہے۔ عاشق مرنے کے باوجود نہیں مرتا۔

نوٹ:۔ خوشنودئ مولا کے لئے عامل روزانہ سات دفعہ پڑھے۔

پھر کر اچھی طرح دیکھ لیا کہ ہر طرف تیرے اغیار رہتے ہیں۔

بوئے تو دل صد پارہ من ماندہ دربستان ؛ کنون ہر پارۂ آن از سر ہر خارے جویم

باغیچہ میں تیری خوشبو سے میرا دل ٹکڑے ہو گیا ہے اور دل کے ٹکڑوں کو کانٹوں کی نوک پر تلاش کر رہا ہوں۔

چنان شد کشتی محی کہ گرددم شود غائب ؛ ہمان ساعت نشان او زپائے دارے جویم

محی الدین کی کشتی اگر گم ہو بھی جائے تو اسی وقت اس کے پکے پکے نشان تلاش کر لیتا ہوں۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں۔ درسِ فنا فی الذات، ذات کو تلاش کرتے کرتے تھک جانے کو ہی وصال کو تعبیر کیا جاتا ہے۔ فقیر عاشق کو مخلوق ہونے کے ناطے کسی کافر سے بھی نفرت نہیں ہوتی صاحبِ حال فقیر ذاتِ مولیٰ سے ملا سکتا ہے اگرچہ وہ کسی حال میں ہو۔ وصالِ حق کوئی آسان کام نہیں۔ فقیر خود اعتقادی کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔

نوٹ :۔ خدا کی رضامندی کے حصول کے لئے عامل روزانہ سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۶۴

ای خوش آنروزی کہ دردِ مہرِ یارے داشتم ؛ سینۂ پُرسوز چشم اشکباری داشتم

وہ دن کتنا اچھا ہو جس دن یار کی محبت میرے دل میں بسیرا کرے۔ میرا سینہ پُرسوز ہو جائے اور آنکھیں آنسو بہانا سیکھ جائیں۔

یار باد آنکہ فارغ بودم از باغ و بہار ؛ در کنار اشکِ گلگونِ لالہ زاری داشتم

تشریح

مذکورہ اشعار میں۔ معصومی سے نسبت میں فقیر اپنی بے عزتی محسوس کرتا ہے۔ فقیر اپنے اور اللہ کے تعلق زار سمجھ کر اس کی حفاظت کرتا ہے، فقیر کس مپرسی کے لمحات گوارہ نہیں کرتا۔ جلوہ جاناں کے بغیر عاشق زندہ رہنا نہیں چاہتا۔ ظاہری محرومی کی صورت میں عاشق موت کو وصال کا سبب بنالیتا ہے۔

مذہب عشق کی نماز دعبادت کا بیان ہے۔

نوٹ:۔ عامل خوشنودیٔ مولیٰ کے لئے سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۶۳

بخود مشغول میگردم کہ از خود یار می جویم ❖ گہی در دل گہی در سینہ افگار مے جویم

میں اپنی دنیا میں اس قدر مصروف ہوں کہ اپنے اندر ہی محبوب کی تلاش کر رہا ہوں۔ کبھی دل میں اور کبھی مجروح سینہ میں تلاش کرتا ہوں۔

مے کوہست پیشم تا نگردد ہیچکس آگاہ ❖ ہمیگویم نشانش از در دیوار مے جویم

میرے سامنے ایک ایسا پہاڑ ہے جس کی کسی کو خبر تک نہیں اس کی نشاندہی میں خود ہی کر سکتا ہوں لیکن ابھی تک در و دیوار میں ٹٹولتا پھر رہا ہوں۔

بہ بین در سر چہا دارم زہی فکر مجال من ❖ رہ در سم وفا زان کافر خونخوار مے جویم

غور فرمائیے کہ میرے خیالات کیسے ہیں اور میرے فکر کی بلندی کتنی ہے کہ میں خونخوار کافر سے وفاداری ڈھونڈ رہا ہوں۔

ترا زمن ہمی جستند مردم پیش زین اکنون ❖ ہمیگردم بہر جانب ترا اغیار مے جویم

تیری ذات کو ابھی ابھی لوگ مجھ میں تلاش کر رہے تھے۔ لیکن میں نے گھوم

محبوب سے عاشق چمن اور لالہ زار کی رنگینیوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ پیامبر موت کے استقبال کی تمنا کا ایک پہلو روح اور جسم کی علیحدگی کی کیفیت پر فقیر کا خطاب۔ بے قرار عاشق کسی خوف و خطرہ کی پرواہ نہیں کرتا۔ فقیر کی نفس کشی کا معاملہ۔ منکر و نکیر کا سوال اور فقیر کی مصروفیت۔

نوٹ:- رضامندی الہٰی کے لیئے عامل سات روز پڑھے۔

قطعہ ۶۵

دو چشم از بہر آن خواہم کہ در رخسار او بینم ؛ دگر آن دولتم نبود در و دیوار او بینم

دو آنکھوں کی ضرورت اس لئے محسوس کر رہا ہوں کہ محبوب کا رُخِ زیبا دیکھوں اگر زیارت رخ محبوب نہ ہو سکے تو کم از کم اس کے در و دیوار ہی دیکھ لوں۔

کند جان در تنم آمد شد صیاد در چشمم ؛ چو بالائی بلند و شیوۂ رفتار او بینم

جب میری جان میں جان آتی ہے تو میری آنکھیں شکاری ہوتی ہیں۔ جن سے میں قد آور شخص کی رفتار دیکھتا ہوں۔

نخواہم دیدۂ روشن کہ بر غیری فتد ناگہ ؛ ہمان بہتر کہ از نور خش دیدار او بینم

میں ایسی آنکھیں نہیں چاہتا جن کی نگاہ غیر پر پڑی رہے۔ یہی بہتر ہے کہ ان سے رخ محبوب کا جلوہ دیکھتا رہوں۔

چو مجنون آہوی صحرا از ان او دوست میدارم ؛ کہ با وے حالت از نرگس و بیمار او بینم

مجنوں کی طرح جنگلی ہرنوں سے دوستی رکھتا ہوں۔ جن کی وجہ سے اس کی خوشی و ناخوشی معلوم کر لیتا ہوں۔

ز رشک آنکہ خواندی از سگان کوی خود می ؛ ہمہ کس سنگ کین بر کف بی آزار او بینم

مجھے ایسا یار مل جائے جو بہار و باغ کو بھلا دے اور میری آنکھوں میں گلابی آنسوؤں کی سبزہ زار سمٹ کے آجائے۔

کو ربادیدۂ بختم خوش آن روز کہ من ÷ دیدۂ بر راہِ سمندِ شہسواری داشتم

وہ دن کتنا خوش نصیب ہوگا جس دن میری آنکھیں سمند گھوڑے کے شہسوار کی راہ کو تک رہی ہوں گی۔

باز رو گردانی از من چونکہ آیم سوئے تو ÷ آخرای پیمان شکن با تو ارے داشتم

پھر تو مجھ سے منہ کیوں پھیر لیا جب میں تیرے پاس آتا ہوں۔ اے عہدِ شکن تیرے ساتھ آخر میرا تعلق قائم ہے۔

شکر در نالہ برون شد از دلم یکبار گے ÷ گر ہم از خوف و خطر خاطر گذارے داشتم

میرے دل کا صبر و شکر آنکھوں کے راستہ نکل چکا ہے اور میں خوف و خطر کی منزل سے بھی گذر چکا ہوں۔

ناامیدم کردی از خود ائے خوش آرزو کہ من ÷ آرزوی بوس و امیدِ کنارے داشتم

مجھے تو نے اس دن سے ناامید کر دیا ہے جس دن میں بوس و کنار کی خواہش کر سکتا ہوں۔

گر کسے پرسید چہ مے کردی تو محی درجواب ÷ گویم آنجا با کسے یک لحظہ کارے داشتم

اگر کسی نے سوال کیا کہ محی الدین تو کیا کرتا رہا ہے تو میں جواب دوں گا کہ مجھے کسی سے ایک پل ضروری کام ہے۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں۔ اس گھڑی کا انتظار جو وصلِ یار کا پیش خیمہ بنے۔ وصلِ

بروز وعدہ از سر جاکہ آواز سے زود آید ؎ زشادی برجم از جاکہ باز آمد زود یارم

وعدہ کے دن جہاں کہیں سے بھی اس کی آواز آئے۔ خوشی سے اچھلتا کودتا

وہیں پہنچ جاتا ہوں۔

بیاد مجلس عیش تو برگ عشرتم این بس ؎ کہ انند لخت لختی خون دل از چشم خونبارم

یتری خوشی کی مجلس کی یادگار تو یہ ہے کہ میں اپنی زندگی کا پتہ کاٹ دوں اور میرا

دل ریزہ ریزہ ہوکر آنکھوں کی راہ خارج ہو جائے۔

چہ حالت اینکہ ہر گہ وعدہ وصلش رسد محی ؎ ہماندم مانعے پیش آید از بخت نگون سارم

عجیب صورت ہے جب محی الدین کو وصلِ محبوب کا وعدہ ملتا ہے تو اسی وقت کوئی نہ

کوئی رکاوٹ بد قسمتی سے آٹپکتی ہے۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، فقیر وقت سے تنگ آکر موت کو ذریعہ وصل بنا لیتا ہے۔

فقیر کا انداز فکر پوری دنیا سے الگ ہوتا ہے۔ عاشق معشوق کو جرأت کر کے کبھی اپنی

محبت کا احساس دلا ہی دیتا ہے۔ محبوب کی آواز محبّ کے لئے افزائش زندگی

کا موجب ہوتی ہے۔ عشق لڑانا بے حد مشکل ہے۔ محبّ اور محبوب کے درمیان

وصل سے کئی رکاوٹیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ جیسے امور مذکور ہیں۔

نوٹ:۔ ترقیٔ بصیرت کے لئے عامل ہر روز سات بار پڑھے۔

قطعہ ۶۷

بغیر از سایۂ در کویت کسی محرم نمے یابم ؎ کنون روزم سیہ شد آنچنان کانہم نمے یابم

تیری گلی میں سایہ کے بغیر کوئی واقف کار مجھے نہیں ملا۔ میرا دن تاریک ہے اور

اگر تو شوق سے خود محی الدین کی گلی کے کتوں کو بلائے تو تمام پتھر اٹھائے ہوئے لوگوں کو بے ضرر دیکھوں گا۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں۔ فقیر کے حواس ظاہری و باطنی نظارہ محبوب کے لئے وقف ہوتی ہے۔ فقیر کے انسانی حواس مزاجِ قدرت سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ فقیر کا ادب و احترام لوگوں کے دلوں میں غیبی طور پر موجود ہوتا ہے۔ جیسے امور بیان کئے گئے ہیں۔

نوٹ :۔ دیدارِ الٰہی کے حصول کے لئے بصیرت بڑھانے کے لئے عامل روزانہ سات بار پڑھے۔

قطعہ ۶۶

بخواب مرگ خواہد شد مکن ای بخت بیدارم ÷ کہ من دور از درش زعمر خویش بیزارم

میں موت کی نیند سونا چاہتا ہوں اے بخت مجھے مت بیدار کر۔ کہ میں محبوب کے دربار سے دور رہ کر عمر سے بیزار ہو چکا ہوں۔

خلاف ست اینکہ میگویند باشد آرزوئے دل ÷ مراد دل برو بدخوئی و چندیں آرزو دارم

میری تمنائے دل لوگوں کی آرزوؤں سے مختلف ہے۔ میرا دل بے رخی کرنے والے کے لئے بے حد بے تاب ہے۔

نہ آخر عاشقان بازی زخوبان رحمتی بینند ÷ تو ہم رحمی بکن بامن کہ در عشقت گرفتارم

عشق کرنے والوں پر آخر کار محبوب مہربان ہو ہی جاتا ہے۔ آپ بھی میرے حال پر رحم کریں میں آپ کے عشق میں گرفتار ہوں۔

اگر ذیشان نباشد بیش یاری کم نیے یا ہم ÷ مگر عاشق محی کم از فرہاد مجنون است

اگر محی الدین کی عاشقی کروفر والی نہ سہی پھر بھی مجنوں اور فرہاد کی عاشقی سے کسی طور کم نہیں ہے۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، عاشقِ ناکام کی پکار۔ عوام عشق کے مزاج شناس نہیں ہو سکتے۔ فقیر عاشق کا حال کچھ عجیب ہوتا ہے۔ نہ اسے راحت میں خوشی۔ نہ ہی غم میں تکلیف۔ محبوب کی افسردگی عاشق کے لئے غم دامن گیر بن جاتی ہے۔ عاشق کو معشوق کی طرف سے لگنے والا زخم باعث راحت وشادمانی ہوتا ہے۔ وغیرہ بیان کیا گیا۔

نوٹ:۔ مصیبت پر شکایت نہ کرنے اور توفیق صبر حاصل کرنے کے لئے عامل ہر روز سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۶۸

خداوندا بردہ من نیا یے وقت جاندادن ÷ نچندانی گنہگارم شرح آن توان دادن

تیری رحمت کے سامنے میرے گناہ کیا چیز ہیں انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ اے خدا موت کے وقت میرے گناہ سامنے نہ کیجو۔

خداوندا مرا بستان زشیطان وہوائی نفس ÷ چہ حاصل نامرادی را بدست دشمنان دادن

اے خدا مجھے شیطان اور نفسانی خواہشات سے بچا لے۔ ایک نامراد کو دشمنوں کے ہاتھ دینے میں کچھ فائدہ نہیں ہے۔

دم آخر من ایمان را بتو خواہم سپرد از دل ÷ کہ کار تست مرا کر از غارتِ شیطان اماندادن

میں کسی بامقصد بات تک نہیں پہنچا۔

چون مجنون آہوئی صحرا ازان رودست میدارم ÷ کہ بوئی مردمی از مردم عالم نمے یابم

مجنوں کی طرح جنگلی ہرنوں سے تعاون کی امید رکھتا ہوں۔ جبکہ دُنیا جہاں کے مردوں میں مردمیت کی نشانی کم دیکھی ہے۔

بروای ماتمی شیوان برارباب عشرت کن ÷ کہ غیر از لذت وشادی من از ماتم نمے یابم

اے ماتم کرنے والے ارباب عیش وعشرت پر نوحہ کر۔ مجھے تو ماتم سے بھی مسرّت و شادمانی کے سوا کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

مگر آن مایۂ شادی بود غمگین کہ بےموجب ÷ دل شوریدۂ خود را دگر خرم نمے یابم

سراپا شادمانی (محبوب) بلا سبب مغموم رہنے لگا ہے ہو سکتا ہے کہ میرے دل کو کبھی خوشی نہ آئے۔

مرا حدی شکایت نیست لیکن این قدر گویم ÷ کہ از تو حالتی میدیدم واین دم نمے یابم

میں انداز شکایت کے بغیر اتنا ضرور کہوں گا۔ ایک بار تیری ایک حالت دیکھی تھی جو آج تک پھر نہیں دیکھا۔

ندانم عشق من گم گشتہ باشد بےخودی اقران ÷ کہ آن خوش وقتی اول زدرد وغم نمے یابم

مجھے معلوم نہیں دوستوں کی بےخودی میں میرا عشق کہاں کھو گیا۔ وہ دن بے حد خوش آئند ہوگا جس دن مجھے درد وغم نہ پہنچے۔

منم عاشق مرا دل ریش ما بدنیش بےمرہم ÷ کہ ذوقی کز جراحت بینم از مرہم نمے یابم

میں زخمی دل عاشق ہوں اور بدن کے زخم مرہم کے بغیر ہیں۔ جو مزہ مجھے نشتر لگنے سے آتا ہے وہ مرہم میں محسوس نہیں کرتا

وقت جان دینے میں آسانی ہو۔

منم مفلس ترین خلق ووعدہ کردۂ یارب ٭ کہ خواہم کنج رحمت رابدست مفلسان دادن

میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ غریب ہوں اور تو نے وعدہ کر رکھا ہے کہ غریبوں کو رحمت کا خزانہ عنایت کر دوں گا۔

بقعر دوزخم جادہ بچندان گرگنہ باللہ ٭ من بدادر نعیست جای درصدر جنان دادن

دوزخ کے درمیان میں جانے کا اللہ کی نافرمانی کی بنا پر سخت اندیشہ ہے تاہم اگر وہ اپنی رحمت سے صدر مقام جنت میں بھیج دے تو میں ضرور شرم کھاؤں گا۔

غذے مے درد دُنیا بجز خون جگر نہ بود ٭ کہ دارد ضعف دل اور اکباب خونچکان دادن

محی الدین کی خوراک دنیا میں خونِ جگر کے سوا کچھ نہیں۔ اس کے کمزور دل کو تازہ کباب والی ودا دینی چاہیئے۔

تشریح

مذکورہ بالا اشعار میں، بندے کی خطاکاری رحمتِ ایزدی کے مقابلہ میں ہیچ ہے اور فقیر کی یہی تمنا ہوتی ہے کہ وہ دم آخر ننگِ دُنیا نہ بنے۔ فقیر ہر ساعت اللہ کی پناہ چاہتا ہے۔ فقیر کی عاجزی اور کسر نفسی انجام خیر کی تمنا فقیر کا معمول ہوتا ہے۔ فقیر کا اس بات پر کامل اعتماد ہوتا ہے کہ اللہ کیلئے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ ماسویٰ اللہ سے بے نیازی جان کندن کے عذاب سے بچا سکتی ہے۔ فقیر دنیا کے سامنے امیر اور اللہ کے سامنے مفلس ہوتا ہے۔ فقیر کی فقرئ بلندی وغیرہ بیان کی گئی ہے۔

نوٹ:۔ صبر و رضا کی توفیق کے لئے عامل یہ بھی پڑھ سکتا ہے۔

آخری وقت دلی طور پر میں اپنا ایمان تیرے سپرد کرنا چاہوں گا۔ پھر تیرا کام شیطان کی لوٹ کھسوٹ سے بچانا ہے۔

خدایا دوستان را چون لفضل خود کنی مہمان ÷ لبکلب کوئی خود اندم توان یک استخوان دادن

یا اللہ جب اپنی رحمت سے تو دوستوں کو مہمان بنائے گا۔ تو اپنی گلی کے کتے کو بھی ایک ہڈی ڈال دینا۔

بیا مرز آخر عمرم کہ از لطف وکرم باشد ÷ کہ در آخر دم آب بہ لبت تشنگان دادن

مجھے آخری عمر میں بخش دے تیری بڑی مہربانی ہوگی۔ آخری دموں والے پیاسے کو پانی پلانا بہت اچھا کام ہے۔

سر خاکم گواہی دہ بہ نیکو کز نکو یہاست ÷ پس از مردن بہ نیکوئی گواہی بر بدان دادن

میری قبر پر میری نیکیوں کی گواہی دو۔ برُے لوگوں پر مرنے کے بعد نیک گواہی دینا بہت اچھی بات ہے۔

بخشا بر من اے جان بے شفاعت کردن نیکان ÷ کہ بی منت ترا شاید مراد بندگان دادن

اے مہربان مجھے نیکوں کی شفاعت کئے بغیر بخش دے۔ تیری شان کے لائق یہی ہے کہ احسان جتلائے بغیر بندوں کی مراد بر لائے۔

نمی بینم ترا از تو ہمی بینم من عاصی ÷ خلاصی از عذاب این جہان و آنجہان دادن

میں گنہگار ہوں اور تجھ سے یہی امید رکھتا ہوں کہ مجھے اس دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچالے گا۔

ازان بر کندہ ام دل را زہر چہ غیر تست اودیست ÷ کہ جان را وقت جان دادن بآسانی توان دادن

اے دوست میں نے تیرے غیر سے اپنا دل پھیر لیا ہوا ہے کہ جان دیتے

دل زجور او خراب وا ز بے خبر ؛ مملکت ویران شدہ بی غوری سلطان ہمان
دل اس کی زیادتی سے لٹ چکا ہے اور وہ بے خبر ہے۔ بادشاہ کی عدم توجہی سے مملکت برباد ہو گئی ہے۔

بہ بخواہد گشت عالم زانکہ گر گریم بسے ؛ بخت من باشد ہمان بدمہری دوران ہمان
کیا ہی بہتر ہو کہ اگر میں زیادہ روؤں تو دُنیا مجھے چاہنے لگے۔ لیکن میرا مقدر زمانے کی سرد مہری کا شکار ہو چکا ہے۔

ہر زمانش شربتے دیگر مفرما اے طبیب ؛ چونکہ باشد محے افگار را درمان ہمان
اے طبیب اسے ہر زمانہ میں کوئی نیا شربت نہ بتلا۔ کیونکہ محی الدین تمام دردوں کی دوا ہے۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، پہلے تین شعروں میں معشوق کی جفاؤں کا ذکر ہے شعر نمبر چار میں اس امر کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ہر ایک چیز تغیر پذیر ہو سکتی ہے مگر عاشق اپنی دھن میں لگا رہتا ہے۔ محبوب کے حسن و جمال کا تذکرہ حال مست فقیر کا شغل، عاشق کا جسم و جان معشوق کی التفات کے بغیر ویران ہو جاتا ہے۔ عاشق سے دُنیا اتفاق نہیں کرتی۔ فقیر درد دل کی دوا ہوتا ہے۔ بیان کیا گیا۔

نوٹ:۔ توفیق صبر و رضا کے لئے عامل یہ بھی پڑھ سکتا ہے۔

قطعہ نمبر ۷

مجالسے کہ بود با تو حدیث خویشتن گفتن ؛ کہ پیش چو تو بدخوی نمی آرم سخن گفتن

قطعہ ٦٩

کار سے سر شد سفال و دیدۂ گریان ہمان ÷ تن بکویت خاک گشتہ نالہ و افغان ہمان

سر کا خول ٹھکری ٹھکری ہو چکا اور آنکھیں آنسو بن کر رہ گئیں جسم تیری گلی کی خاک بن گیا تمام اوسان خطا ہو گئے۔

دل نماند ز آتشے در جان شیرینم ہنوز ÷ جامۂ جان چاک گشتہ داشک در دامان ہمان

عشق کی آتش کی وجہ سے پیاری جان میں دل کو قرار نہیں رہا جن کا لباس تار تار ہو چکا دنیا بھر کے آنسو جھولی میں پڑ گئے

آب شد در چشمہ دہم سنگ شد در کوہ آب ÷ خوئی عاشق ہمچنان دل سختی خوبان ہمان

پانی کے چشمے پتھرا گئے اور پہاڑ پانی بن گئے۔ عاشق کی خوخصلت تمام تر سخت ہے اس میں ردّ و بدل نہیں ہوا۔

کافر از آتش پرستی رفت و آتش را نشاند ÷ بت پرستی من و سوز دل بریان ہمان

کافر نے بت پرستی چھوڑ دی، اور آتش پرستی ترک کر دی۔ میری بت پرستی اور سوز دل بھی جل کر رہ گیا ہے۔

گر ترا نسبت کنم با مہر در باشد خطا ÷ چون تو افزونی ز مہر و از مہ تابان ہمان

اگر میں تجھے چاند سے تشبیہہ دوں، یہ سراسر غلط ہے۔ تیری چمک دمک چاند سورج سے زیادہ ہے۔

گل ز بستان رفت بلبل از فغان خاموش شد ÷ عاشق روبیت ہمان و نالہ و افغان ہمان

پھول نے باغ سے رحلت کر لی اور بلبل نے فریاد کرنا چھوڑ دیا۔ جب کہ عاشق کا رونا دھونا ویسے کا ویسا ہی ہے۔

مطالبہ۔ محبوب کی ذات اور در و دیوار کی عظمت۔ معشوق کے حالات کا بیان
جان کندن کے عذاب کا احساس نہ ہونے دے گا۔ محبوبِ حقیقی کا حسن و
جمال حدِ بیان سے باہر ہے۔ فقیر کا فقر پختہ اور مستقل ہوتا ہے۔
نوٹ:۔ نازیبا کلمات نہ کہنے کی توفیق کے لئے عامل سات بار پڑھے۔

قطعہ ۱

منکہ ہستم زندہ دور از دلبرہائی خویشتن ÷ گر برفتم میکشد باشد بجائے خویشتن
میں اپنے معشوقوں سے دور زندگی لبسر کر رہا ہوں اگر یہاں سے کوچ کروں
تو ہلاک ہو جاؤں گا۔

نے مرا در خانہ کس راہ نی در مسکنی ÷ میتوانم بود یکدم در سرائے خویشتن
نہ میرا کسی کے گھر جانے کا ٹھکانہ ہے نہ ہی مجھے اپنے گھر کا اتہ پتہ ہے۔ البتہ
لمحہ بھر کے لئے اپنے وجود کی سرائے میں رہ سکتا ہوں۔

اے کہ می نال زعشق یار و جور روزگار ÷ سوئے من می بین وکن شکر خدائے خویشتن
عشق یار اور زمانہ کی چیرا دستیوں سے رونے والے مجھے دیکھ کر
اپنے خدا کا شکر کیا کر۔

گر ز عشق افزون نبود در دلہایاں من ÷ فکر میکردم بجان گزدہوائی خویشتن
اگر عشق سے میرا رتبہ دل میں زیادہ نہ ہو۔ مجھے اپنی فکر ہوگی کہ کہیں مجھے
خواہشات دبا نہ بیٹھیں۔

تا نہادم بر سر کویت قدم بے اختیار ÷ توتیائی دیدہ سازم خاکپائے خویشتن
پھر بھاگتا ہوا تیری گلی میں بے اختیار آجاؤں گا تیری گلی میں پہنچ چکنے کے بعد

آپ کو اپنی بات سنانے کی مجھے کیا مجال ہو سکتی ہے تجھ جیسے بے رخ کے ساتھ میں بات کرنے نہ آؤں گا۔

زمانی خلوتی خواہم کہ گویم حال خود با تو ؛ کہ نتوان سرح حال خویشتن در انجمن گفتن

میں آپ کے ساتھ علیحدگی میں اپنے حالات کہنے کیلئے وقت چاہتا ہوں مجھے اپنے رنگا رنگ حالات کھلے بندوں کہنے کی طاقت نہیں۔

قد دردئی ترا چون ہر کسی سرد و سمن گوید ؛ توان خار و خس و گویت بہ از سرد و سمن گفتن

آپ کے قد و بت کو ہر کوئی سرو چمن کہہ کر پکارتا ہے۔ جبکہ تیری گلی کا کوڑا کرکٹ سرو سے اچھا کہا جا سکتا ہے۔

بجان کندن نہادن یکسخن گوینداز و با من ؛ کہ از شیرین حکایت خوش بود با کوہکن گفتن

جان کنی کے وقت اس کی ایک بات مجھ سے کہنے والے کہیں گے۔ پہاڑ اکھاڑ پھینکنے والے کو میٹھی میٹھی باتیں سنانا اچھا ہوتا ہے۔

نباید گفت تا باید دہر گز وصف حسن تو ؛ کہ بیحاصل بود بسیار گل با زغن گفتن

مجھ جیسا مفلس تیرے حسن کی کیا تعریف کر سکتا ہے۔ پھول کی بات چیل کے سامنے فضول ہوتی ہے

غم تو از دل محی نخواہد شد بآسانی ؛ کہ نتوان با مقید بے جہت ترک وطن گفتن

تیرے غم کا محی الدین کے دل سے نکل جانا آسان نہیں ہے کہ بے منزل قیدی کو ترکِ وطن کا نہیں کہا جا سکتا۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، عاشق کی صدائے احتجاج، معشوق سے ملاقات کا

میں ذکر خدا کیا کر۔

آن دوست زہر ذرہ ذرہ خود را بہ شما بنمود ÷ در مشرق و مغرب یک دیدۂ بینا کو

وہ دوست تو تجھے ہر ہر ذرہ سے دکھائی دے گا اور ہر دیکھنے والی آنکھ کو مشرق و مغرب میں نظر آئے گا۔

ہر چیز کز وجستے بھر تو مہیا کرد ÷ تو ہیچ نے گوئی کان خالق اشیا کو

تو اس سے جو چیز مانگے گا وہی چیز تیرے لئے مہیا کرے گا۔ وہ ہر چیز کا خالق ہے تجھے کچھ کہنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔

بسیار گنہ کردی از حق تو نہ ترسیدی ÷ از ترس عذاب حق نالیدن شبہا کو

تو نے گناہ تو بہت زیادہ کئے ہیں مگر خدا سے نہیں ڈرتا۔ اللہ کے عذاب سے ڈر کر رات کو رویا کر۔

چون کوئی یا اللہ گوئیم بتو لبیک ÷ این بندہ نواز یہا جز حضرت ما را کو

اگر تو مجھے یا اللہ کہہ کر پکارے تو میں کہوں گا کہ موجود ہوں۔ ایسی بندہ پروری ہمارے سوا اور کون کر سکتا ہے۔

بر تو نہ کردی رحم من بر تو نکنم رحمت ÷ دستگیر گنہ گاران غیر از کرم ما کو

اگر تو نے اپنے اوپر خود رحم نہ کیا تو میں بھی تجھ پر رحم نہ کروں گا۔ گنہگاروں کی مدد ہمارے فضل و کرم کے سوا کہیں نہیں ہوگی۔

بینندۂ و شنوندہ جز من کسی دیگر نہ ÷ بی سمع و بصر چون من بینندۂ و شنوا کو

میرے سوا کوئی دیکھنے سننے والا نہیں ہے اور ہماری طرح آنکھوں کانوں کے بغیر دیکھنے سننے والا واقعی نہیں ہے۔

اپنے ہی قدموں کی خاک آنکھوں کا سرمہ بنالوں گا۔

بسکہ زاری میکنم بیہوش گردم ہر زمان ٭ باز مے آیم بیہوش از تالہائے خویشتن

میں نے کافی حد تک زاری کی ہے اور اب تو ہر دم بے ہوش رہنے لگا ہوں جب پھر کبھی میرا آنا ہوا تو مجھے اپنے نام تک کی خبر نہ ہوگی۔

غیر محے کو خود از بہر تو خواہد درجہان ٭ ہر کہ مے خواہد برائے خویشتن

محی الدین دنیا جہان میں تیرے لئے رہنا چاہتا ہے۔ جبکہ ان کے علاوہ جو شخص بھی تجھے چاہے گا وہ اپنے لئے چاہے گا۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں۔ محبوب کی فرقت محب کی پیامبر ہلاکت ہوتی ہے فقیر کا درجہ فانی الذات عاشقوں میں نام درج کروانے والے کے لئے کہنہ مشق عاشقوں کا وجود عبرت ہوتا ہے۔ عشق کی خصوصیت ہے کہ محبت بڑھتا چلا جائے۔ عاشق خواہشات کے غلبہ سے تنگ آکر کوچۂ جاناں کا رخ کر لیتا ہے اور یار کی گلی میں جاتے ہی اتنی خود اعتمادی حاصل کر لیتا ہے کہ اپنے قدموں کی دھول آنکھوں کا سُرمہ بنا لیتا ہے کیونکہ پاؤں کے تلوے کوشے دوست میں لگ چکے ہوتے ہیں۔ عاشق ماسوی اللہ سے مطلقاً بے خبر ہوتا ہے۔ حضرت غوثِ اعظم کا ہر عمل للہیت کا مظہر ہے۔
نوٹ :۔ مزاج قدرت کو سمجھنے کی توفیق کے لئے عامل سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ

گر تو طلبی داری بیداری شبہا کو ٭ باذکر خدا بودن در خلوت تنہا کو

اگر تو طلب حق رکھتا ہے تو رات کو جاگتے رہا کر۔ تنہائی اور گوشہ نشینی

پیدا مساوی اور یکساں ہے۔ خدا کی جلالت شان مخلوق کے ظاہر ہونے سے منظرِ عام پر آئی۔ عاشق کی زندگی کا لازمہ شب بیداری ہے۔

نوٹ:- حق کی طلب کے لئے عامل روزانہ نو۹ بار پڑھے۔

قطعہ ۷۳

ندارم گرچہ آن دیدہ کہ بینم در جمالِ تو ÷ نیم نومید چون عمرم گذشت اندر خیال تو

میرے پاس اگرچہ وہ آنکھیں نہیں جن سے تیرا جلوۂ زیبائی دیکھ سکوں اس کے باوجود میں مایوس نہیں ہوں کہ تیرے ہی خیال میں عمر تمام کی ہے۔

تو جنت را بہ نیکان دہ بن بدر ابد وزخ بر ÷ کہ بس باشد مرا آنجا تمنائے وصال تو

تو اپنی جنت نیکوں کو دے دے اور مجھے دوزخ میں بھیج دے۔ مجھے وہاں جا کر بھی تیرے ملنے کی آرزو رہے گی۔

من دیوانہ در دوزخ بر بخیر تو خوش باشم ÷ اگر یکبار پرسی تو کہ مجنون چیست حال تو

میں دیوانہ تو تیری رحمت کے سہارے دوزخ میں بھی خوش رہوں اگر تو ایک بار پوچھ لے کہ اے مجنوں تیرا کیا حال ہے۔

چہ بوئی عشق تو آید ز مغز استخوان من ÷ بسوزاند مرا آتش ز عشق آن جمال تو

میری ہڈیوں کے گودے سے تیرے عشق کی مہک آتی ہے تیرے حسن و جمال کے عشق کی آگ نے مجھے جلا کر راکھ کر دیا ہے۔

تو شربت ہای جنت را بما تا کی دہی رضوان ÷ نشد کم تشنگی ما را ز آبِ این زلال تو

اے رضوان جنت تو مجھے جنتی شراب کب دے گا کیونکہ ہماری پیاس کسی طور ختم نہیں ہو رہی۔

من اول و من آخر من ظاہر و من باطن ❖ جملہ منم وجز من یک ذرہ تو بنما کو
اول و آخر ظاہر و باطن میں خود ہی ہوں۔ سب کچھ میں ہی ہوں میرے سوا ایک
ذرہ بھی دکھائی نہیں دے سکتا۔

از غایت پیدائے پنہان بود این دانم ❖ پیدائی چنان پنہان میگو کہ تو آیا کو
میں ہر ایک کے ظاہر کو پوشیدہ سے اور پوشیدہ کو ظاہر سے جانتا ہوں اور
میرے نزدیک ظاہر و باطن یکساں ہے۔

ذات وصف اسم چون خلق بظاہر کرد ❖ ہر کون ابد بنگر کان مظہر اشیاء کو
جب مخلوق کو ظاہر کیا تو میرے اسم ذات کے وصف بیان ہونے لگے۔ ہر کائنات
میں غور کرتا رہ پتہ چل جائے گا ہر ایک شئی میں اللہ کی عظمت ہے۔

ای دوست محی الدین میگفت کہ ای عاشق ❖ گر تو طلبی داری بیداری شبہا کو
اے دوست محی الدین عاشق کو کہہ دے۔ اگر تو ہماری جستجو رکھتا ہے تو رات کو
جاگا کر۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں۔ طلب حق کے لئے شب بیداری لازم قرار دی گئی ہے۔ ذات
حق کے تجلیات ہر ہر ذرہ اور ہر ہر چیز میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مانگے اور بن مانگے ہر دونوں
طریق سے عنایات فرماتا ہے۔ اپنے گناہوں سے نادم ہو کر عذاب خدا سے ڈرنا
چاہیئے۔ اللہ دعا کرنے والوں کی دعائیں قریب سے سنتا ہے۔ جس کسی کو اپنا پاس
نہ ہو رحمت حق بھی اس کا احساس نہیں کرتی۔ اللہ تعالےٰ دیکھنے سننے والا ہے لیکن
آنکھوں کانوں کے بغیر وہ اول و آخر، ظاہر و باطن ہے اور اس کے لئے پوشیدہ اور

کی تمنا۔ جمالِ یار کا طالب جنتی مناظر دیکھنا نہیں چاہتا۔ محبوب اور محب کے درمیانی پردہ محب کے لئے بے حد تکلیف دہ ہوتا ہے۔ دوزخ صرف کافروں اور مشرکوں کا اصل ٹھکانہ ہوگا۔ شرابِ وصل پانے والوں کو افسردگی نہ ہوگی۔ معشوق اگر عاشق سے کوئی سوال بھی پوچھ لے تو عاشق پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔

نوٹ:۔ حصولِ معرفت کے لئے عامل سات دفعہ پڑھے۔

قطعہ ۲۷

افسرِ شاہی نخواہم خاک پائی یار کو ❊ بال کو بشکن ہمان آن سایۂ دیوار کو

بادشاہی نہیں چاہتا مجھے کوئے یار کی خاک چاہیئے۔ محل چوبارے گرا دے اور سایۂ دیوار بھی ہٹا دے۔

سرو را گیرم کہ دارد باقد او نسبتی ❊ آن گل رخسارہ و آن شیوۂ رفتار کو

سرو کو پیار کرتا ہوں کہ اسے محبوب کے قد سے نسبت ہے۔ اور پھول سے اس لئے کہ رخسار محبوب کی رنگت سے ملتا ہے۔

در ہمان گیرم کہ گل ہا را در د جنبد ز باد ❊ آن تبسم کرد آن شیرین لب و گفتار کو

ہوا میں حرکت کرتے پھولوں سے بغل گیر ہونے کو جی چاہتا ہے کیونکہ ان کی اس حالت سے محبوب کے تبسم اور گفتگو کا شک ہونے لگتا ہے۔

دیدۂ آہو اگرچہ دل فریب آمد ولے ❊ آن کرشمہ کردن و آن غمزۂ خونخوار کو

ہرنوں کی آنکھوں میں اگرچہ دلربائی ہوتی ہے یہ پرکشش ہوتی ہیں اور محبوب کی نظر تیر اندازی کرتی ہے۔

وصل او دشوار ہے اور زندگی دشوار تر ❊ مردن بے زخم ہم تنگ است پای وار کو

میارای روئی حور علین کہ سرمستان آن حضرت ❊ جمالِ حق ہمی بینند ز لطفِ خط و خال تو

ہمیں جنتی حوریں مت دکھلائیے کہ جمالِ حق کے دیوانے تو تیرے لطف وکرم کے

نقش نین دیکھتے رہتے ہیں۔

مگر پردہ بیاندازی ز پیش چشم مشتاقان ❊ وگرنہ کے توان دیدن جمالِ باکمال تو

مشتاق لوگوں کے سامنے آپ نے پردہ ڈال رکھا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے تیرا کمال

جمال کیسے کیا جا سکتا ہے۔

بمالک گویم ای مالک چنان اللہ خواہم گفت ❊ کہ از اللہ من سوزد جہنم بر سگال تو

میں داروغہ جہنم سے کہوں گا کہ اے مالک اللہ مجھ سے یوں کہنا چاہے گا کہ دوزخ

میں میرے مخالف کے سوا کوئی نہ جلے گا۔

جگر ہائے کباب ما نگردد تا ابد سیراب ❊ مگر ساقی شود ما را خدائے ذو الجلال

ہمارے دل کے کباب کبھی تازہ نہ ہوں گے۔ ہاں اگر ہمیں رب ذو الجلال نے پلایا تو

ضرور سیراب ہو جائیں گے۔

بدوزخ گر ز من پرسی کہ چون فی محی در آتش ❊ شوم من تا ابد مست و کنم رقص از سوال تو

اگر دوزخ میں مجھ سے تو نے پوچھا کہ محی الدین جیسا آدمی آگ میں ہے تو میں یہ

سوال سن کر رقص کرنے لگوں گا اور ہمیشہ کے لئے مست بن جاؤں گا۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، عاشق کا عجز و نیاز، عاشق جنت و دوزخ سے بے نیاز

اور وصلِ یار کا متلاشی ہوتا ہے۔ معشوق اگر عاشق کو آگ میں کود جانے کا اشارہ

کرے تو وہ اسے بخوشی قبول کر لیتا ہے۔ عشق کی آگ سب کچھ جلا دیتی ہے۔ شرابِ وصل

ہم شوم شاد از غمش گر در دلم منزل گفت ✤ ہم شوم غمگین کر او جا کرد در ویرانۂ

میں اس کے غم سے خوش رہ سکتا ہوں اگر وہ میرے دل میں جگہ بنا لے۔ اگر وہ کہیں ویرانوں میں رہے تو پھر مجھے غمگین ہونا لازم ہے۔

ترک شہر آشوب من در کشوری منزل نکرد ✤ تا نکرد اول غمش صد رخنۂ در ھر خانۂ

جب تک وہ ہر مقام پر اس کا غم سو سوراخ نہ کرلے گا۔ میری مصیبت زدہ آبادی کو ترک کر کے کسی دوسری جگہ نہ جائے گا۔

گہ گیاہ، در در زید از دلم گہ خار غم ✤ من بحیرت کین ھمہ گل چون دمد از دانۂ

میں کبھی دل خس و خاشاک رکھتا ہوں اور کبھی کانٹے۔ مجھے حیرانی ہے کہ تمام پھول معمولی دانہ سے کھل جائے گا۔

میخورم خونِ دل خود را بہ مستے می دہم ✤ تا کنم گستاخ پیشین نالۂ مستانۂ

میں اپنی روحانی توانائی برقرار رکھنے کے لئے اپنا خونِ دل پیتا ہوں تاکہ حال مست کے رونے میں گستاخی نہ کر پاؤں۔

گفتہ محی کہ باشد تا دم از عشقم زندہ ✤ در طلب فرزانہ و در عاشقی مردانۂ

محی الدین کا کہا ہوا ہے کہ وہ میرے عشق سے جی رہا ہے۔ عشق کی طلب میں یکتا ہے اور عاشقی میں مردانہ وار ہے۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، عاشق کا حقیقی روپ، محبوب کے وصل سے ہر غم کی تلافی ہو سکتی ہے۔ عاشق معشوق کا تختۂ مشق ہوتا ہے۔ وصلِ یار کے بغیر عاشق کبھی تولہ کبھی ماشہ بنا رہتا ہے۔ عاشق دوسروں کے حالات میں مخل نہیں ہوتا،

اس کی ملاقات مشکل ہے اور اس کے بغیر جینا بھی تو بے حد مشکل ہے۔ زخم کے بغیر مرجانا سُولی سے بھی سخت ترین ہے۔

ای خوش آن عاشق کہ عشق خویش شادمان ماند ؛ وصل و ہجر آنجا نگنجد یار کو اغیار کو

وہ عاشق کتنا خوش نصیب ہے جو عشقِ محبوب میں خوش رہے۔ منزلِ عشق میں وصل و فراق ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے خواہ یار ہو یا غیر۔

جان فدا سازم کہ آوردی خبر زان تند خو ؛ باز پرسید از رقیبان محیے انگار کو

میں اس بے رُخ کی خبر ملنے پر جان کی بازی لگادوں گا۔ پھر محبوب کے دوسرے چاہنے والوں سے پوچھ لینا کہ محی الدین کا کیا مقام ہے۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، عاشق دُنیا سے بے نیاز ہوتا ہے۔ سرو، گلاب، ہرن کو عموماً عاشق دل بہلانے کے لئے موضوعِ سخن بنا لیتے ہیں۔ اور محبوب اوصاف و محاسن مذکورہ اشیا کے ذریعہ ظاہر کرتے ہیں۔ عاشق ہر وقت موت اور زندگی کے درمیان رہتا ہے۔ سچّا عاشق وہی ہوتا ہے جو محبوب کے ایک اشارے پر جان سے کھیل جائے بیان ہوا ہے۔

نوٹ :۔ حج ادا کرنے کی توفیق کے لئے عامل روزانہ سات بار پڑھے۔

قطعہ ۵۷

من کیم رسوئی شہر و عاشق و دیوانہ ؛ آشنا با ہر غمے و ز خویشتن بیگانہ

میں کیا ہوں رسوائے زمانہ اور عاشق و دیوانہ، اپنے آپ سے بے خبر اور ہر غم سے واقف۔

میری قبا کا بند کھول دے تاکہ زندگی خوشحال ہو جائے جب دل کی گانٹھ لگ جائے تو بند قبا کب تک رہ سکتی ہے۔

گر او را گشتنے باشد بکش ورنہ کن آزادش ❊ بود در دست تو محی اسیر و مبتلا تا کے

یا اسے قتل کر دے یا آزاد کر دے۔ تیرے ہاتھ محی الدین کب تک قیدی رہ سکتا ہے۔

تشریح

مذکورہ بالا اشعار میں، عاشق ہجر کی طویل گھڑیوں کا انتظار کرتے کرتے شکایت کرتا ہے۔ معشوق کو ہمت کر کے دھمکی بھی دیتا ہے۔ قفسِ عنصری سے روح نکل جانے کو عاشق ذریعۂ وصل سمجھتا ہے۔ عاشق معشوق سے غیبی مکالمہ میں کہتا ہے یا مجھے اپنے ذمہ لے کر قتل کر دے یا شراب وصل پلا کر بے نیاز کر دے۔ اپنوں کو مایوس رکھنا اچھا نہیں ہوتا بیان کیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ عامل دکھ درد دور کرنے کے لئے سات بار پڑھے۔

قطعہ ۷۷

گر دل غم پرورِ ما غم گساری داشتی ❊ با بلا خوش بودی و در غم قراری داشتی

اگر دل کی غم پروری کا آپ جذبہ رکھتے ہیں تو احساس کیجئے۔ مصیبت اور غم میں خوش رہیں اور برقرار رہیں۔

نام مجنون در جہان ہرگز نہ بودی اینچنین ❊ گر چنان بودی کہ چون من یادگاری داشتی

مجنوں کا نام دنیا میں اس طرح کبھی شہرت حاصل نہ کرتا اگر وہ میری طرح علامات رکھتا ہوتا۔

اپنی دنیا میں مست رہتا ہے۔ حضرت غوث اعظم بے مثل عاشق ہیں۔
نوٹ:۔ دکھ درد کے مداوا کے لئے عامل سات بار پڑھے۔

قطعہ ۷۶

بگو ای این دل سنگین کند جور و جفا تا کی ÷ کجا ای نزہت شادی و غم درد و بلا تا کی

کہہ دے کہ یہ سخت دل کب تک ظلم و زیادتی برداشت کرے گا اور کب تک درد و غم میں مبتلا رہے گا اور کب اسے خوشی نصیب ہو گی۔

شدم بیگانہ از خویش و نگشت او آشنا با من ÷ کند بیگانگی چندین بمن آن آشنا تا کی

میں تو اپنے آپ سے بھی بیگانہ ہو گیا ہوں اور ابھی تک تو میرا محرم نہ بنا۔ یہ بیگانگی مجھ پر کب تک سوار رہے گی اور تو میرا محرم کب بنے گا۔

بمن قصدم چون در رہ فتادہ از برای تو ÷ زحد بگذشت مشتاقی نیائی سوی ما تا کی

میں ارادی طور تیری راہ میں پڑا ہوا ہوں۔ ہمارے شوق کا پیمانہ لبریز ہو چکا آخر آپ کب تک ہماری طرف نہیں آئیں گے۔

دلم طاقت نمی آرد تو ہم انصاف پیش آور ÷ از تو جور و جفا چندین ز من مہر و وفا تا کی

آپ کو انصاف سے پیش آنا چاہیئے میرا دل تو بے تاب ہو چکا ہے۔ تیری زیادتی برداشت کرتے کرتے میں کب تک وفا کرتا رہوں گا۔

برد اے جان ازان گلزار بوی سوی من آور ÷ کشیدن منت لبیار از باد صبا تا کی

اے روح نکل کر اس باغ کی خوشبو تو ہی لا دے۔ میں باد صبا کا احسان اپنے سر کب تک لیتا رہوں گا۔

کشائید قبا تا من بیا سایم ز غم خود ÷ گرہ در دل مرا باشد باز ان بند قبا تا کی

قطعہ ۷۸

بیوفا یاری چنین تا کی جفا کاری کنی ÷ نیست وقت آنکہ یک چندی وفاداری کنی

اے بے وفا دوست تو یہ زیادتی کب تک روا رکھے گا۔ کیا تیرے پاس ایک لمحہ وفاداری کا وقت نہیں ہے۔

این چہ قسمت باشد ای بے انصافی بدو ÷ برمن مسکین ستم با دیگران یاری کنی

کیا یہ آپ کی منصفانہ تقسیم ہے کہ مجھ مسکین پر زیادتی اور دوسروں سے دوستی۔

باوجود مردمے دیگر نمے دانم چہ ÷ میل دائم جانب زندان بازارے کنی

مردمی کے باوجود میں اور کچھ نہیں سمجھ سکا کہ آپ خواہ مخواہ قید کی تکلیف سے کیوں دلچسپی رکھتے ہیں۔

وقت آن آمد کہ دست بردل زارم نہے ÷ خون شد از دست تو دل تا چند خونخواری کنی

ایسا وقت آن پڑا کہ آپ میرے مغموم دل پر ہاتھ رکھیں۔ آپ کسی حد تک خونخواری کا مظاہرہ کریں گے جب کہ دل تو خون ہو چکا ہے۔

خانۂ دل گر فرو ریزد ز یا دردی تست ÷ سہل باشد ہر عمارت گش تو سرداری کنی

اگر تیری ملاقات کی یاد دل سے اتر جائے تو آپ کے لئے ہر مقام پر سرداری کرنا آسان ہو سکتا ہے۔

شیون و زاری مکن محے دگرگان سنگدل ÷ جور افزون میکند ہر چند تو زاری کنی

سنگدل بھیڑیوں کے سامنے اے محی الدین گریہ زاری نہ کر۔ یہ بھیڑیے تجھ پر اتنی ہی زیادتی کریں جتنا آپ روئیں گے۔

ہر دو عالم را ز یک پرتو سراسر سوختی ÷ آفتاب از آتش من گر شرارے داشتی

دونوں جہانوں کو آپ ایک نظر سے جلا سکتے ہیں اگر آپ کا سورج ہماری آگ کی تپش حاصل کرلے۔

گل چرا عرق گشتی ز خجلت پیشوا ÷ گر نہ آن بودی کہ از رشک تو خدی داشتی

پھول پہلے ہی ندامت کے پسینہ میں نہا چکا ہے۔ اگر پھول نہ ہوتا تو آپ کے رخسار سے رشک کون کرتا۔

نسبتے میداشت بامن شمع در سوز و گداز ÷ گر دل بریان و چشم اشکبازی داشتی

میرے ساتھ شمع کو جلنے پگھلنے کا رشتہ جب ہے کہ وہ دل کی جلن اور آنسو بہانہ کرسکے۔

یار مے گر کشودی رُخ میان مردمان ÷ ترک یاری خویش کردی ہر کہ یاری داشتی

اسے سننے والے محی الدین کا یار اگر بندوں کی رونمائی کردے تو تُو اپنا آپ بھی بھول جائے اور دوستانے بھی ترک کر بیٹھے۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، عاشق صبر و استقلال کی توفیق طلب کرتا ہے عشقِ حقیقی ایک پوشیدہ چیز ہے۔ عشق کی آگ اللہ کے سوا سب کچھ راکھ کرسکتی ہے حُسنِ محبوب کی ایک تصویر۔ شمع محفل مقام عاشق سے بہت پیچھے ہے۔ جس پر حقیقی معشوق مہربانی کردے وہ خود بخود دُنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

نوٹ:۔ عامل دکھ درد دُور کرنے کے لئے ساتھ مرتبہ پڑھے۔

چونتو نتوانی کہ ہمچون گل جدا کردے زخار ٭ محیے دل افگار تو ان خار بودی کاشکے

جب تجھے پھول سے کانٹا الگ کرنا ممکن نہیں۔ اسے کاش کہ محی الدین کا دل

پھول کے ساتھ والا کانٹا ہی بن جاتا۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں وصلِ محبوب کی آخری کوشش کا اظہار، فنافی الذات کی

منزل عاشقِ دیدار معشوق کا دائمی مریض ہوتا ہے۔ وصل محبوب کے لئے توقع۔

نوٹ:۔ وصل پر مدد طلب کرنے کے لئے عامل ساٹھ بار پڑھے۔

قطعہ ۸۰

برون آ شہسوا این تغافل بیش ازین تا کی ٭ زحد بگذشت مشتاقی تحمل بیش ازین خاکی

اے شہسوار باہر آ نہ جانے تجھ سے کب سامنا ہوگا۔ جامِ شوق چھلک رہا ہے اس سے

زیادہ برداشت نہیں ہو سکتی۔

تا حال من ہمیدانی ومی دانم کہ می دانی ٭ چو خود را دور میگیر دی تغافل بیش ازین تا کی

مجھے معلوم ہے کہ آپ میرے حال سے واقف ہیں۔ تو اپنے آپ کو مجھ سے دور رکھا

ہوا ہے یہ بے رُخی کب تک چلے گی۔

بطرف گلستان یکرہ در آؤ قدر گل بشکن ٭ کشیدن دردسر چندین زبلبل بیش ازین تا کی

کسی طرف سے باغ میں آن کر پھول کی ساکھ توڑ دو۔ کیونکہ اس سے زیادہ بلبل کا درد

برداشت نہیں کر سکتی۔

اگر میلِ عزا داری بیاؤ قتل محیے کن ٭ بکار این چنین نیکو تامل بیش ازین تا کی

اگر ماتم کرنے کا خیال ہے تو پہلے محی الدین کو قتل کر دے۔ کیونکہ نیکی پوچھ پوچھ کر

تشریح

مذکورہ اشعار میں عاشق کو وصل کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ عاشق سے بے رُخی دراصل ہزیادتی ہوتی ہے۔ معشوق عاشق کو اپنی قید میں رکھ کر خوش رہتا ہے عاشق اظہار بے لبسی کر کے معشوق کو متوجہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ معشوق بھی عاشق کے بغیر بے چین ہو جاتا ہے۔ عوام منزل عشق سے ناآشنا ہوتے ہیں۔

نوٹ:۔ بادشاہ کو مہربان کرنے کے لئے عامل سات بار پڑھے۔

قطعہ ۷۹

این کہ سر بر تن بود بردار بودی کاشکے ÷ دین بدن خاشاک راہ یار بودی کاشکے

یہ سر جو جسم پر سلامت ہے کاش یہ سولی پر چڑھ جاتا۔ اور یہ جسم و جان یار کی گرد راہ بن جاتی۔

تا صبا خاکم نبردی از سر کوی حبیب ÷ خاک من خشتی ازان دیوار بودی کاشکے

اے صبح کی ہوا میری خاک یار کی گلی میں کیوں نہیں لے جاتی۔ کاش میری خاک یار کی دیوار میں اینٹ بن کر نصب ہو جاتی۔

چو نمتون گاہی میکینی پرسش مریض خویش را ÷ دایما چون دل تنم بیمار بودی کاشکے

کاش اگر تو نے اپنے مریض کی کبھی عیادت کرنی ہوتی تو میں دائمی مریض بن کر پڑ جاتا۔

لبسکہ بیداد تو افزون مے شود گویند خلق ÷ جبر را مثال تو ہم چون یار بودی کاشکے

مخلوق کہتی ہے کہ تیری زیادتی حد سے گزر گئی ہے۔ اے کاش تیری زیادتی یاری میں بدل جاتی۔

نہیں کی جاتی۔

تشریح

مذکورہ اشعار میں، عاشق دراصل اپنے آپ کو معشوق کے ذمہ لگا دینا چاہتا ہے۔

بفضلِ خدا

اختتام ترجمہ دیوانِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ۔ بروز پیر، مورخہ ۲۷، اگست ۱۹۸۴ء بمطابق ۲۹، ذیقعد ۱۴۰۴ھ ہجری

ہماری مطبوعات ایک نظر میں
اسلامی تاریخی ناول
داستان مردانِ حُر - التمش -/۴۰
سنہری غول - اسلم راہی -/۴۰
صلیب وحرم - اسلم راہی -/۴۰
صحرا کی آگ - اسلم راہی -/۴۰
اندھیروں کے ساربان - اسلم راہی -/۶۰
تاریک رزم گاہ - اسلم راہی -/۶۰
یثرب کا ابلیس - اسلم راہی -/۲۰
اندلس کا چاند - صادق سردھنوی -/۳۰
ادبی کتب
یادِ یارِ مہرباں - پروفیسر خواجہ احمد فاروقی -/۳۰
کھدوں (طنز ومزاح) ہلال رضوی رامپوری -/۵۰
افسانۂ لکھنؤ - محمود نقوی =/۴۰
درد کے رشتے - نفیس صدیقی =/۳۰
رومانہ - اے - آر خاتون =/۳۵
ایڈونچر ناول
باغی (دو حصے) مکمل ایم - اے راحت -/۶۰
شکاری صرف پہلا حصہ - احمد اقبال -/۳۵
تشنہ تن مکمل - ایم اے راحت -/۱۸
مہاراجہ - حشمت علی خاں -/۳۰
جنون - اقبال پاریکھ -/۲۴
رومانی ناول
آوارہ اسما اعجاز -/۶۰
شکست اسما اعجاز -/۳۰
نشیب وفراز اسما اعجاز -/۳۰
بچوں کے لئے
(دوئم) =/۶
تقریر کیسے کریں (اول) کاظم ندوی =/۵ (سوئم) =/۸ (چہارم) =/۸
عاکف بکڈپو ٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶